اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

للہ الحمد کہ در جواب نظام الملۃ وبلاغ المبین در اشتہار مولوی محمد حسین لاہوری الکتاب مسمی

انتصار الاسلام

۱۲۲۹ھ

از تالیف مولوی محمد بن مولانا و بالفضل اولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودیانوی

در مطبع فیض محمدی واقع پٹنہ باہتمام [illegible] طبع شد

فہرست کتاب انتصار الاسلام

سبب تالیف کتاب انتصار الاسلام و ردّ غیر مقلدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ معلوم ہو کہ تخمیناً عرصہ چھتیس برس کا ہوا ہوگا کہ مولوی صاحب جامع معقول
و منقول حاوی فروع و اصول عالم بے ریا و فاضل با تقی اعنی مولانا مولوی عبد القادر صاحب
مرحوم کو شاہ زمان کابلی موضع بلیہ وال سے لودیانہ مین اپنے پاس لے آیا چونکہ اوس وقت اس شہر
مین دینداری و پرہیزگاری کا چرچہ کم تھا جب مولویصاحب مرحوم نے بہت سعی اور کوشش
ابلاغ دین بر بندوں کو فرمائی تب خدا کے فضل سے شہر اور گرد نواح کے لوگونکو بہت ہدایت ہونے لگی
یہانتک کہ یہ شہر بسبب دینداری کے مشہور آفاق ہو گیا اور شیخ عبید اللہ صاحب نے بھی اس شہر مین
آکر ایمان ظاہر کیا چونکہ شیخصاحب کو علم فارسی و کچھ علم عربی کا ملکہ تھا طرز وعظ کا سیکھکر واعظ
ہو کر شہر بشہر وعظ کرنے لگے اور کچھ دیر بعد کتاب تحفۃ الہند تصنیف کی اور اکثر مسلمان بسبب نو مسلمی
اور دیندار ہونیکے معتقد ہو گئے تھے اور ہر شہر کے علما ساتھ تعظیم و تکریم کے پیش آتے تھے غرضکہ
رفتہ رفتہ شیخصاحب شہرۂ آفاق ہو کر حج بیت اللہ کو تشریف لیگئے قبل مراجعت انکے ہمارے
مولانا مرحوم لودیانہ سے چلے گئے شیخصاحب نے تشریف لاتے ہی میدان خالی پاکر کوئی لا مذہبی کو
بچوگان ارادت سے حرکت دیکر بہت لوگونکو شبہہ مین ڈالدیا بلکہ مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم کو بھی
ابتدا مین شبہہ پڑ گیا تھا لیکن چونکہ وہ مستعد اور ذہین تھے بہت جلد سنبھل گئے اور شیخصاحب نے مولوی
نذیر حسین صاحب کو مشورہ غیر مقلدی کا دیکر اونکو امام وقت قرار دیا اسیطرح ہر شہر مین بعض بعض
اشخاص کو در پردہ غیر مقلدی کی تعلیم کرتے رہے حتی کہ اس شہر لودیانہ مین امام اعظمؒ اور اونکے مسائل
کی حقارت ہر کوچہ و برزن مین ہونے لگی تب مولوی عبد العزیز صاحب خلف الرشید مولانا مولوی
عبد القادر مرحوم نے کمر ہمت باندھکر روز و شب دلائل مسائل حنفیہ کو قرآن اور حدیث سے بیان کرنی
شروع کیے خدا تعالی کے فضل و کرم سے اس شہر اور ضلع مین امن ہو گیا اسیطرح مولوی محمد و عبد اللہ مولوی

بارک اللہ مرحوم کو بیٹا اونکے نے طرف غیر مقلدی کی جھکا کر تصانیف مخالف امام اعظم کی کروائین اور مولوی محمد حسین
موصوف نے جو اپنی انواع محمدی مین لکھا ہے کہ میری عمر ۵۵ برس کی تقلید مین ضائع ہوئی اب مینے علم حدیث کا
پا کر ہدایت حاصل کی بالکل بے اصل ہے کیونکہ جس زمانہ مین مولوی صاحب معہ موصوف نے علم حدیث کا دہلی مین جاکر
حاصل کیا تھا بعد اوسکے انواع مولوی بارک اللہ کے واسطے تائید مذہب حنفی کی چھپائی غرض جبتک کہ بیٹا انکا
غیر مقلد کا مرید نہین ہوا تھا تو علم حدیث کے زور سے تقلید کو تقویت دیتے رہے بعدہ اپنے بیٹے کے مقلد اور تابعدار ہوکر
عارضی طور پر غیر مقلد ہو گئے مگر اب تخمیناً عرصہ ایک سال کا ہوا ہوگا لودیانہ مین مولوی صاحبان کے پاس
یون کہتے تھے کہ مین انواع محمدی بنا کر پشیمان ہوا اب میرا ارادہ ہے کہ کسی کتاب فقہ کو مثل کنز یا مختصر
وقایہ کے مدلل کر کے پنجابی زبان مین بیان کرون حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو کتابین انہون نے غیر مقلدی مین
بنائی ہین بالکل بے اعتبار سمجھنا چاہیے پھر شیخ صاحب وغیرہ نے کتاب تحفہ پنجاب مولوی محمد اور مولوی عبد العزیز
صاحب کے جواب مین چھپا کر مشہور شایع کی اور ایک خط جو اوسکے جواب مین لکھا گیا تھا اوسکو ہمراہ تحفہ
پنجاب کے نہ چھپایا اور مضمون اوس خط کا یہ تھا بعد الحمد للہ القدیر والصلوٰۃ علی نبیہ المجید
وعلی آلہ النصیر بکشوف خاطر محمد عطار و عبد العزیز باد کہ دفتر مرسلہ شما رسید و اقسیمہ مندرجہ معلوم گردید
ارقام یافتہ بود کہ خط مرسولہ آنجانب ایک طالب العلم رد کردہ پس مطلوب تصدیق آن نمایم عزیزا مقتضائے
طبع طالبان ہوا کہ لباس طلب علم دارند فی الواقع ہمین انکار و رد و کہ ... را زیبا و زیباید
چند مسائل متفقہ اہل سنت و جماعت نزد احدی از افراد روافض اسبال دارند بعد ازان ہبینید کہ چہ سان
تقریرہا ابطال آن ظاہر نمودہ معتقدات خود را بآیات و احادیث و اقوال سلف محقق و مقرر خواہند داشت
ومفہوم بل نتبع ما وجدنا علیہ آباءنا مطابق شان آن عزیز خواہند نمود پس آن زبان ظاہر جز تقلید بزرگان
تحقیق را بنسبت شما ہیچ اثری نخواہد بود عجب است بدیدن دفتر مذکور کہ ندای ابطالش از بلاد اسلام مشتہر
و مرتفع گشتہ سر عقیدہ سنیہ خود را تغیر دادہ شود و قول و فعل را بدلیل انکار عجب العجب است کہ
طالب باستنباط طلب مستلزم جہل است پس وقوف اسرار آیات و مخفیات روایات نصیب خاطر ش
چگونہ خواہد بود فلذلک الاستلزام اشارہ لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم فرا
طلہر انداختہ تاج الحیاء خیر کلہ را بپامال خود ساختہ ردای اذا لم تستحی فاصنع ما شئت بر دوش خود

٥ یعنی ایک منافقانہ خط کا جواب مولوی صاحبان سے طلب کر کے اسکا جواب تحفہ پنجاب سمجھا ۱۲

داشته میدان ضلوا فاضلوا را معمور نموده قواعد کلیه مقرره که مضر مطلب آن طالب بود یکطرف
نهاده اقتباس جزوی از اقوال شل شیوه اهل هوا تجویز نموده حدیث من افتی بغیر علم کان اثمه
علی من افتاه ومن اشار علی اخیه بامر یعلم ان الرشد فی غیره فقد خانه رواه ابو داؤد معلوم
نداشته و در مواضع طلب امتیاز تمیز را فرو گذاشته نفس اعتراضات را جوابات پنداشته مطلوب اطلاقات
را یکطرف انداخته عمومات ادله را بمحل انگاشته حدیث اوتیت جوامع الکلم را قامع بنیاد خود دانسته
انحصار کلیات در سواد جزئیات بے حجت صریح قرار داده فان مقتضی الحجة واحد ة مسموع خویش نکرده
قول امام شافعی در باب تراویح هکذا ادرکت ببلدنا مکة منظور خود نکرده عملدر آمد اهل اسلام
دلیل نداشته مع ذلک کتب سته و اقوال علماء را حجت ساخته ادعای اتباع ظاهر قرآن حدیث مثل
مقتدای خود کرده باز در پی تاویلات شده طعن در مرسوله اینجانب که موافق مذهب و شان بیجا تاویل
ارسال داشته شد اظهار نموده گویا طعن بر مذهب خود مقرر داشته نه اطمینان بظاهر نصوص و نه ایمان
باقوال اجماع و نصوص شعر گر بیر گویمش گوید اشتر ست ور نهی بارش بگوید طائرم قول رد المحتار را سند
خود دانسته روایة در مختار که بر تعذیر لامذهب عدم قبول شهادت آن منادی و مشعر ست مخفی نموده
احتیاط منطوق دع ما یریبک الی ما لا یریبک که در اتباع مذهب واحد باشعار مقتضای
شان مولوی نذیر حسین نیز موجود ست متروک ساخته آیت لهم البشری فی الحیوة الدنیا را گوش
نکرده مراد اهل اسلام را بتاویلات فاسده موافق فرقه شاذه خود نموده مفهومهای شان را که مطابق
منطوق نصوص در آیات اهلسنت جماعت بود تبدیل ساخته خیال مجهول الاسم که محض افترا ست
مقابلةً بیان نموده وعید وارده در شان مرتکب آن یاد نیاورده حدیث فاضربوه بالسیف
کائنا من کان ملحوظ نداشته تفرق و تشتت را مذهب خود تعیین نموده در بیان حدیث خطوط
ظاهر اخود را از اهل هوا قرار داده از اتباع مذهب واحد که از مدت مدید صراط الذین انعمت علیهم
من المؤمنین خروج نموده همان اصل حقیقت که طالب مستلزم آن ست من وعن اظهار نموده تن
خود را در تیه بلاکت انداخته ست باید که از علوم ضروریه فارغ شده باز زبان تقریر شان
وا نماید ورنه جز بلاکت و شقاوت حصولی نخواهد شد چون حقیقت طالب نیکو معلوم گشت پس

پس مناظره باین چنین کسان باستدلال آیت آئینه ممنوع و عاریست قال الله تعالی واذا خاطبهم
الجاهلون قالوا سلاما الآیه لهذا م قوم میگردد که اگر رفع شبهه اهل اسلام بالکلیه منظور ست
باین مراسلات میسر نخواهد شد نمی بینید که جواب یک خط که فی الحقیقه جواب نبود در دوازده ورق
مرقوم گشته پس جواب آن اوراق بحساب آن جواب تخمینا در ده جزو باید هکذا الی غیر النهایة
کما ترون فی معاملة الرفضة ازینجهت لایق و انسب آنست که شایقان معهود بمشوره علما
و رؤسا جانبین مقتدای فرقه جدیده که قول او همه کس را از اتباع او مسلم باشد مقرر نمایند و تاریخی دیگر
بصلاح اعیان بلده مقرر نموده اطلاع دهند انشاء الله تعالی این احقر باکسی دیگر ازین جانب
مع اسباب رسیده مناظره خواهد کرد بعد ازین اگر بفضل ایزدی اتفاق جانبین وقوع یافت فتها المراد
ورنه فتوای جانبین در بلاد مشهود بالخیر ارسال داشته هر مکتوب را که اوشان تصدیق نمایند مجیب
خلایق خواهد شد آوارد ایک جواب بنام تنبیه المفسدین حافظ فرید الدین شاہ نے بزبان پنجابی
تصنیف کیا اور چھپکر شایع ہوا اور ۱۲۰۰ ہجری المقدس مین غیر مقلدین یعنی خلیفہ احمد الدین
کومی اور اخوند نور الدین ولایتی وغیرہ ۱۲ اشخاص غیر مقلدین نے نالش اوپر مولوی محمد و مولوی
صاحب عبدالعزیز کے بسبب تحریر کرنے ایک فتوی کے [illegible] کرکے مولوی عبدالعزیز پر
ساٹھہ روپیہ جرمانہ کروایا لیکن اللہ جلشانہ کے فضل و کرم سے اپیل [illegible] منظور ہوکر حکم
صادر ہوا اور مدعا علیہ چونکہ مذہبی مسائل کا معلم ہی اوسکو استحقاق حاصل ہی کہ اپنے مخالفین کی نسبت
جو امر اوسکو کتب مذہبی مطبوعہ مین معلوم ہووے متعلق کرے لہذا حکم ہوا کہ اپیل مدعا علیہ کی منظور
اور حکم عدالت ماتحت منسوخ جرمانہ وصول شدہ از مدعا علیہ واپس دلایا جاوے فقط بعد نفوذ اس
حکم کے اس فرقہ کی کمر بالکل ٹوٹ گئی کیونکہ غرض انکی اس نالش سے یہ تھی کہ حکام کے نزدیک
بدنام ہوکر فتوی دینے سے ہٹائے جاوینگے لیکن اللہ تعالی کے فضل سے حکم حکام کا برعکس
مراد انکی کے صادر ہوا پھر کچھہ مدت پاکر غیر مقلدین نے مشورہ کرکے مولوی محمد حسین لاہوری کو
اس شہر مین بلوایا چونکہ اون دنون مین مولوی محمد و مولوی عبدالعزیز صاحب لودیانہ مین
نہین تھے پھر ہل من مبارز یبارزنی کا شور مچایا جب مولوی محمد صاحب نے شہر مین آکر استدعا

مناظرہ کی کی تو فوراً مولوی محمد حسین نے شہر سے کوچ کرکے موضع بلیہ والا جاکر قیام کیا اور عوام مین
مشہور کیا کہ جب ہم شہر مین آئے تو مولوی صاحبان شہر سے بھاگ گئے اور جب ہم اونکے گانو مین آئے یہان سے بھی
بھاگ گئے جب مولوی محمد صاحب موضع مذکور مین پہونچے بعد قصۂ طویل کے ایک تحریر چند مسائل کی مولوی
لاہوری نے مولوی محمد صاحب کے پاس بھیجی اوسکا جواب مولوی صاحب نے لکھکر بھیجدیا پھر مولوی لاہوری نے جواب الجواب
مین حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کے معنے یون تحریر کیے کہ بموجب قاعدہ اصول المعرفت
اذا اعیدت معرفۃ کانت الثانیۃ عین الاولی دونون سنتون سے ایک سنت مراد ہے اور حالانکہ قاعدہ مذکور کا
بسبب مغایرت مضاف الیہ کے ایسے مقامون مین جاری ہونا محالات سے ہے ورنہ مثلاً زوجہ زید اور زوجہ عمر کا معاذ اللہ
ایک ہونا لازم آتا ہے بعدہ مولوی صاحب گفتگو تقریری و تحریری سے پہلوتہی کرکے قصبہ روپڑ کو کوچ کیا
وہان پہونچکر موافق عادت قدیمہ کے مشہور کیا کہ ہمارے روبرو مولوی محمد و مولوی عبد العزیز و مولوی
عبد اللہ وغیرہ نہ آسکے لیکن مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری نے جو موضع مذکور مین حاضر تھے اس
دروغ بیفروغ کو سنکر فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے اور اگر کچھ استعداد علمی ہے تو مین واسطے مناظرہ دینی کے
حاضر ہون اسی اثنا مین مولوی محمد و مولوی عبد العزیز و مولوی عبد اللہ صاحب بھی موضع مذکور مین
تشریف لیگئے پھر تو مولوی لاہوری نے مناظرہ علمی کی راہ چھوڑکر بنیاد فساد کی ڈالکر نظام الدین
کتب فروش کو واسطے توہین اماماں دین و کتب فقہ کے مقرر کیا لیکن حکام وقت نے اوسکو روکا بعدہ مولوی
صاحبان موضع کاٹھگڑھ کو چلے گئے غلام محمد غیر مقلد ساکن موضع مذکور نے مولوی صاحبان کو روک کر
مولوی لاہوری کو بلا دیا اور ایک درخواست سرکار مین دیگئی بعد اوسکے با انتظام سرکار گفتگو فضیلت
علماء حرمین شریفین مین شروع ہوئی جب ایک جلسہ مین مولوی محمد حسین صاحب کی عبارت پر سخت
اعتراضات وارد کیے گئے ہوش و حواس مولوی لاہوری کے پراگندہ ہو گئے لیکن فوراً جوابات بے لحاظ
صحت و سقم کے لکھدیے جب مکان مین آکر ہوش و حواس مین آگئے تب مولوی صاحب نے اپنے جوابات
کی غلطی نکالنے کے واسطے بذریعہ ایک حکیم کے جو اونکا ہم مذہب تھا فجر کو شمع جلاکر جوابات کو محو و
اثبات سے اصلاح دے رہے تھے کہ مولوی محمد و مولوی اسمٰعیل و مولوی غلام محمد صاحبان نے
جوکو جاکر پکڑا اور مقدمہ اوسکا زبانی سررشتہ دار صاحب کے پیش کیا گیا سررشتہ دار صاحب نے بہت ملامت

ورسرزنش مولویصاحب لاہوری کو کی قصہ کوتاہ ہر دو تحریرات کو منصف یعنی مولوی عبد الحی لکھنوی جو اصل
مین منصف مولوی لاہوری کا تھا بھیجنے کا حکم دیکر طرفین کو کہدیا کہ اب آپ اس گانو سے تشریف لیجاویں
تاکہ کوئی صورت فساد کی نہو جاوی چونکہ اس گفتگو مین مولوی لاہوری کو بہت ندامت حاصل ہوئی واسطے
رفع اس ندامت کے اشتہار مولوی صاحبان مذکور کے نام پر اخبار سفیر ہندوستان مین جسکا مہتمم
پادری ہی جاری کیا بلکہ ہفتہ وار ایک ضمیمہ اخبار مذکور مین چھپکر لودیانہ مین آکر منقسم ہوتا ہے
سبب اتحاد پادری صاحب کا ساتھہ غیر مقلدین کے یہ ہی کہ مولوی عطا محمد ہوشیارپوری غیر مقلد
نے واسطے جواز مواکلت و مشاربت اہل کتاب کے فتوی لکھکر یہ سند گذرانی کہ جو قرط اہل کتاب
کی طیار کیے ہوئے بآمیزش چربی خنزیر کی آتے تھے اونکو آن حضرت معاذ اللہ کہایا کرتے تھے
بالجملہ غیر مقلدین یعنی مولوی نذیر حسین سے لیکر تا مولوی محمد حسین لاہوری نے اپنی مواہیم
ثبت کرکے اظہار الحق نام رکھکر پادری صاحبان کے نذر کیا اب پادری صاحب اوس احسان کا
صلہ دے رہے ہین اور جو ضمیمہ اخبار مذکور مین منصف کی تحریر لکھہ کر غیر مقلدین نے موید مدعا اپنی کا قرار
دیا ہی سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اگرچہ منصف نے ظاہر داری طرفین کی کی لیکن حق بحکم الحق یعلو
ولا یعلی کے انصاف منصف کو صاف کر رہا ہی یعنی چونکہ اصل مطلب یہ تھا کہ اس زمانہ حال
مین علماء حرمین کو منصف قرار دینا اہل ہند کا افضل ہے یا نہیں سو منصف کی عبارت بابت افضلیت
مذکورہ جو حق تھا صاف مترشح ہی کیونکہ مدار انصاف کا اوپر ان دو امرون کے ہی (امر اول)
کہ منصف مین مداہنت یعنی دین کے امر مین چشم پوشی اور ریاکاری نہو (امر دوم) کہ مرتبہ
اوس شخص کا افضل ہو سو یہ دونون امر منصف نے واسطے علماء حرمین کے ثابت کیے ہین بجنسہ عبارت
منصف کی نقل کیجاتی ہی کہ یا شارہ ہی اسطرف کہ دین حرمین مین قوی رہیگا اور جسطرح سے مداہنت
امور دینیہ و استحداث بدعات شرعیہ و ربلاد دین ہوگا اوسقدر حرمین مین نہوگا اسقدر ثابت ہی کہ جب
دو طائفہ علماؤن کے فرض کیے جاوین کہ مساوی وسعت علم و تحقیق انصاف و تدقیق مین ہون اور ایک
طایفہ اونمین سے حرمین کا ہو تو وہ افضل دوسرے طایفہ سے ہی پس بگر منصف کا بعد بیان ان دو امرون کے
دال اوپر کمال مداہنت کے ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم جب مولوی محمد حسین صاحب بعد اجرای اشتہار کے

ف حضرت صلعم ابسا بہتان باندھکر مسلمان اور محمدی کہلانا عقل وتقل درنقل کے ۱۳ کے

ف۲ یہ عبارت حدیث چہارم سے کیجہی گئی ۱۲

ف یہ عبارت منصف کی استخدام ...

لودیانہ مین تشریف لائے فوراً مولوی صاحبان نے بموجب اشتہار اونکے تحریراً اطلاع دی کہ اگر
آپکو جواب اشتہار کا درکار ہے تو بہتر ہی کہ ایک مجلس واسطے مناظرہ کے مقرر کرو اوسکی جواب مین
مولویصاحب نے یہ لکھا مولوی صاحبان والاشان مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
و مولوی محمد صاحب بجواب تحریر سامی مورخہ ۱۳ جولائی ۱۸۹۱ع اولاً یہ التماس ہی کہ مین نے اپنے
اشتہار مین کہین نہین لکھا کہ تقریراً کوئی جواب پیش کرے بلکہ تحریری جواب کا اسمین مطالبہ ہے
دیکھو ضمیمہ اس اشتہار کا جو ۶ جون کو چھپا ہی جس مین چند جگہہ لکھنے لکھانے پر تصریح ہے لہذا آپکو
لازم ہی کہ آپ جواب اسکا کسی مشہور اخبار مین چھپوا دین یا بطور مستقل اسکو چھپوا کر شائع کرین
قطع نظر اس سے شروط مجوزہ کا تمھکرہ مین سے شروط دویم کا ذمہ دار یہان کون ہوگا اور مکان مناظرہ
کونسا تجویز کیا ہی آپ اسکی تعین فرماوین اور اگر کوئی شخص ثالث ذمہ دار ہو اور اقرار نامہ
ذمہ داری فساد بتسلیم ذوسوم مجوزہ کے لکھدے اور مکان بھی کسی ثالث کا تجویز ہو
تو ہمکو عذر نہین ہے ۔ ثانیاً آپ مناظرہ کا تصفیہ مین ان مسائل کی جوابدہی سے بالکل
منکر تھے اور کہتے تھے کہ جب تک کسی مسئلہ مین علماء حرمین کی منصفی منظور نہو ہم گفتگو
نہین کرینگے اب جو آپ درخواست گفتگو کرتے ہین کیا اوس اصرار سے انکار و رجوع کیا ہی یا اب بھی
وہی بات پیش کرینگے اگر اس سے رجوع ہی تو صاف لکھین کہ ہم علماء حرمین کی منصفی کی خصوصیت
مین خطا پر تھے اب اسکا ذکر نہ لاوینگے اور اگر اب بھی وہی بات پیش کرنی ہی تو یہ گفتگو عبث ہی
پہلے وہی گفتگو طے ہونی چاہیے ۔ ثالثاً یہ کہ آپکا اقرار تھا کہ آئندہ گفتگو ہوگی تو کا تمھکرہ مین
اب یہان کیون تجویز کی ہی اور اس اقرار سے کیون انحراف فرمایا ہی جواب ان تینون باتونکا
جلد لکھین ۔ پھر اسکے جواب مین مولوی صاحبان نے شیخ احمد جان سوداگر لودیانہ کو متکفل
زر نقد او رمکان گفتگو کا مقرر کرکے اطلاع دی اوسکے جواب مین مولوی محمد حسین صاحب نے یون تحریر
کیا ۔ مولوی صاحبان محمد اسمٰعیل و محمد عبد العزیز و محمد صاحب آپنے میری ایک بات کا جواب لکھا
اور دو باتون اخیر کا جواب نہین لکھا اور بڑی بات جواب طلب وہی ہی جو دوسری ہے اب اسکا
جواب لکھین اور مکان شیخ احمد جان کا ہمکو منظور نہین ہی یہ شخص ثالث نہین ہی آپکا طرفدار ہے

پہلی دفعہ جو یہ شخص رقعہ لیکر آیا تھا تو زبانی سخت سست الفاظ مجلس عام مین ہمکو کہہ گیا تھا۔ یہ کہ ہم مین
کیا ڈھیل کریگا۔ پھر اسکے جواب مین مولوی محمد صاحب سلمہ نے یہ خط تحریر کیا ٭ بسم اللہ الرحمن الرحیم
مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کو واضح ہو کہ بجواب قد دیم آپکے لکھا جاتا ہے کہ آپنے جو مکان
شیخ احمد جان سوداگر سے انکار کیا اور جو الفاظ ناشایستہ آپنے روبرو اوسکے سرزد ہونے
براہ چالاکی آپنے شیخ احمد جان کی طرف عاید کیے یہ وہ مثل ہے کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے
اب آپکو اگر مکان محمد حسن پسر مولوی محمد شاہ مرحوم کا جس مین آپ فروکش ہین یا مکان منشی محمد عمر کا
یا اور مکان کسی معزز کا منظور ہو مقرر فرما کر ہمکو اطلاع دین تا جانبین سے دو دو آدمی سرکار مین اطلاع
دیکر مکان مقررہ پر پہرہ گارد کا کیا جاوے اور گفتگو شروع ہو اور جو آپ لکھتے ہین کہ تم میری دوسری
بات کا جو بڑی بات تھی جواب نہین لکھا سو اسکا جواب اسواسطے نہین لکھا گیا تھا کہ وہ بالکل افترا اور
بہتان ہے ورنہ آپ نشان اوسکا تحریری مثل کا ٹھکرہ مین دو البتہ زبانی گفتگو مین یہ ذکر آیا تھا کہ اگر
آپکو منصفی علما حرمین شریفین سے انکار ہے تو اول اسمین گفتگو کرو اور بعد اسکے اور مسائل مین گفتگو
شروع ہوگی چنانچہ آپکی تیسری بات مطابق [illegible] امر کہ ہم بعد گفتگو فضیلت حرمین شریفین کے
واسطے مباحثہ باقی مسائل کے مستعد تھے ورنہ آیندہ اقرار گفتگو کا بعد آپنے منصفی کے موضع کا جھگڑہ
مین جو آپ تحریر فرماتے ہین کسطرح متصور ہوتا ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد خواست گفتگو کی
آپنے اس مقام پر بسبب اشتہار آپکی کی تھی اگر آپکو بجز موضع کا جھگڑہ گفتگو منظور نہین تھی تو اشتہار میں
یا اوسمین قید موضع مذکور کے لگاتے تو آپکو از کردہ خود پشیمان نہونا پڑتا جیسا کہ اب آپ بلا تقریری گفتگو
موجودہ اشتہار سے منحرف ہو کر عبارت اپنی کے غلط معنی کرنے لگے تو آپکو سمجھ معانی آیات قرآنی اور
احادیث نبویہ کی اسی نہج پر ہوگی اب آپکو لکھا جاتا ہے کہ جس مسئلہ مین گفتگو کرنی منظور ہو تو میدان
گفتگو مین جامہ مردانہ پہنکر آؤ ورنہ قنات حیلہ او بہانہ مین مستور رہنے سے مردیت قائم نہین رہتی فقط
(الراقم خادم الطلبا محمد) پھر مولوی لاہوری اوسی روز گفتگو تقریری سے طرح دیکر لاہور کو
چلے گئے چونکہ ہر غیر مقلد مستدعی گفتگو تحریری کے تھے لہذا یہ کتاب انتصار الاسلام
تالیف اور تصنیف کرکے شائع کی گئی ہے فقط
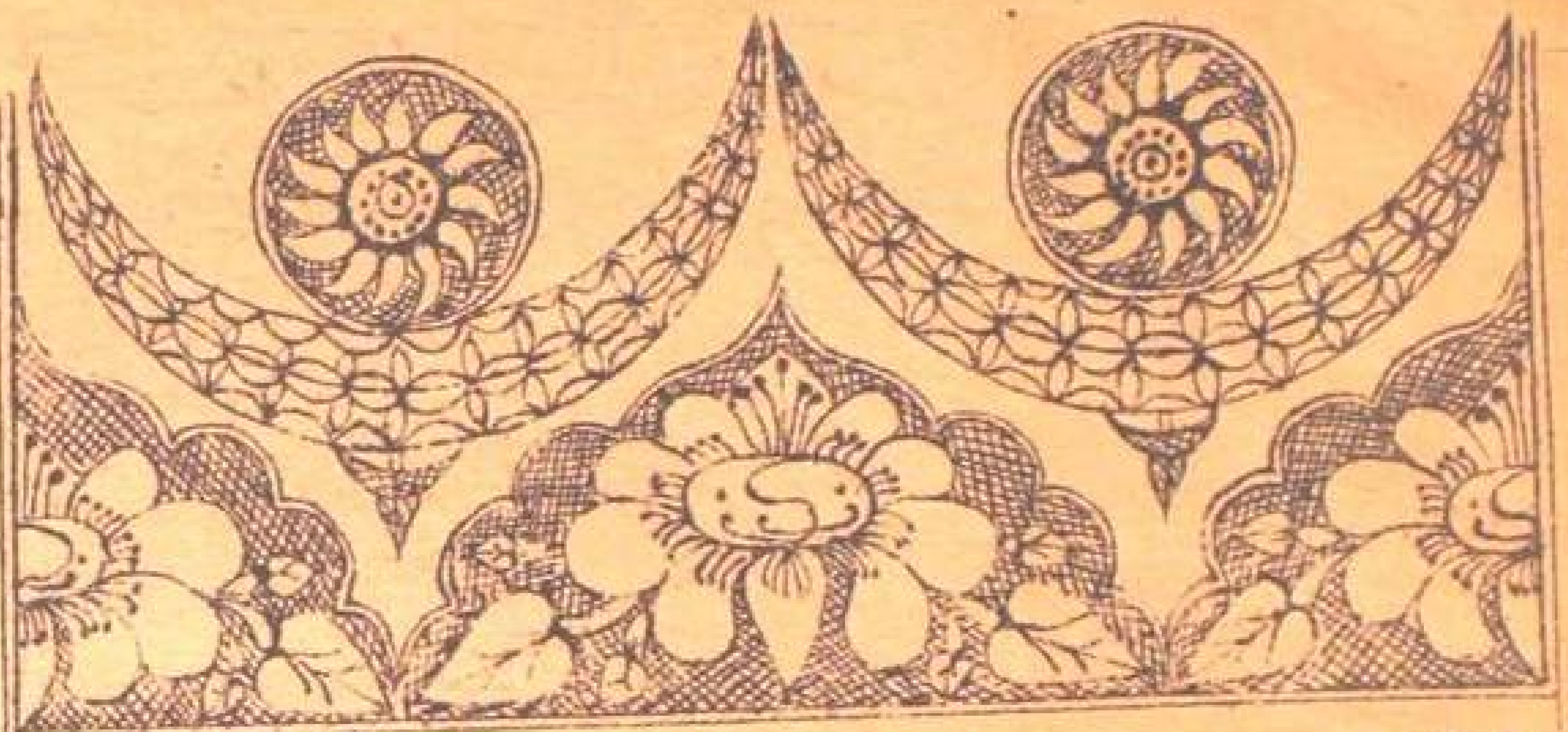
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا صراط الذین انعم علیہم من الصالحین والصلوٰۃ علی النبی
الامی وعلی آلہ واصحابہ اجمعین بعد الحمد والصلوٰۃ مسکین محمد بن مولانا مولوی عبد القادر
لودیانوی بیچ خدمت اہل اسلام کے عرض کرتا ہے کہ جب ان دنوں مین تقلید اماماں دین کی بعض
اشخاص کو بری معلوم ہوئی بلکہ تقلید کو شرک کہنے لگے اور اماماں دین اور اہل حرمین شریفین پر
طعن کرنے لگے تب علماء وقت نے بھی انکے رد مین رسالے تصنیف کیے منجملہ ایک رسالہ بنام نظام الملۃ
دافع العلۃ جو حقیقت مین نظام العلۃ دافع الملۃ ہے غیر مقلدین نے بنا کر مشتہر کیا ہے اور کسی عالم کا
رد میری نظر سے نہین گذرا لہذا اسکا مختصر رد لکھا جاتا ہے حسبی اللہ نعم الوکیل (۱) مضمون
صفحہ ۳ نظام الملۃ ـ غیر مقلدین کو لامذہب کہنے والا موجب اس آیت کے گنہگار ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ
ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان الآیہ **اقول وباللہ التوفیق**
یہ لفظ ہرگز لقب بد نہین کیونکہ لامذہب سے مراد ہماری غیر مقلد ہے یعنی ہمارے مذاہب سے کسی ایک کا مقلد
نہین ہے اسواسطے یہ لفظ بزرگان دین یعنی مجتہدین پر بولا جاتا ہے المجتہد لا مذہب لہ پس تم
آیات کو غیر محل پر لانے سے بلکہ جو لوگ مقلدین کو [illegible] او ہدایہ شریف کو گرنتھ اور فقہ کو
پھکی کہتے ہین بیشک اس آیت کے وعید شدید مین داخل ہین وہ مثل ہے کہ الٹا چور کوتوال کو
ڈانٹے واللہ اعلم وعلمہ اتم **(۲) مضمون صفحہ ۳** فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ امت میری کا منصور نہ ضرر کریگا انکو جو رسوا کیا چاہے انکو قائم

قیامت تک مراد اس حدیث سے محدث ہین **اقول وباللہ التوفیق** یہ حدیث واسطے تعریف
مجاہدین کے ہے ایسا ہی بیان کیا ہے مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے بیچ تحفہ اثنا عشریہ
کے دمجاہدین رادر قرآن وحدیث ستودہ اند لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم
من خالفہم انتہی اور **مضمون** حدیث مذکورہ کا صراحۃً دوسری حدیث مین ہے قال
رسول اللہ صلعم الجہاد ماض منذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل آخر ہذہ الامۃ الدجال
فرمایا حضرتؐ نے جہاد ہمیشہ رہیگا جب سے مبعوث کیا ہے اللہ جلشانہ نے مجکو یہانتک کہ لڑکر ماریگا
آخر اس امت کا دجال کو **فائدہ** پس او نصرت اہل اسلام کی بسبب قائم رہنے جہاد کے بزور
شمشیر ہمیشہ رہیگی چنانچہ بادشاہی متبعین مذاہب کے صدہا سال سے ابتک منظفر و منصور چلی آتی ہے
اگر مراد اس حدیث سے محدث لیے جاوین توبھی مؤید تقلید ہے کیونکہ محدثین معتبرین سب مقلد ہین
قسطلانی نے جابجا امام بخاری کو شافعی اور ابو اللیث کو جو بخاری کے استاد کا استاد ہے
حنفی المذہب نقل کیا ہے اور ایسے ہی باقی محدثین مثل ابن حجر اور قسطلانی اور نووی اور
قاضی عیاض وغیرہ کا اور اس زمانہ مین بھی جو بعضے محدث حرمین شریفین اور شام مین جنگی
حق ہین ورود اس حدیث کا بموجب فہم ترمذی کے معلوم ہوتا ہے موجود ہین وہ سب مقلد ہین
اور اس ملک ہندمین بسبب دور ہونے حکومت اسلام کے بعضے محدث لوگ ترک تقلید کا کر نے لگے
مولوی نذیر حسین صاحب جو بانی مبانی اس فساد کا ہے اونہی چند اوراق اطراف صحاح ستہ کے مولانا
اسحق صاحب مرحوم سے پڑھے ہین اور تصدیق اسکی سند مولانا اسحق صاحب مرحوم کی سے جو مولوی
نذیر حسین صاحب کے پاس موجود ہی ہو سکتی ہے اور جو بڑی بڑی محدث اس ملک ہند کے ہین مثل مولانا
مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری اور مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب پانی پتی اور مولوی عالم علی
صاحب مراد آبادی وغیرہ سب مقلد ہین پس مولوی نذیر حسین صاحب جو میدان گفتگو مین نہین آتے اور
شاگرد اونکے جو جابجا خوار اور ذلیل ہین مصداق حدیث منصوریت کی کسطرح ہوسکتے منصور ہونا بہر صورت
ورثہ مقلدین کا ہے پس حدیث مذکورہ ہر وجہ سے مثبت تقلید معین ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم (۳)
مضمون صفحہ ۴۴ ایک بہت حدیثین منسوخ اور موضوع ہین **اقول وباللہ التوفیق**

ف ہمیشہ رہیگا ایک گروہ امت میری کا قائم ساتھ امر اللہ کے ضرر نہ پہونچا سکیگا انکو مخالف انکا ۱۲

یہ بالکل غلط ہی جیسا کہ لکھا ہی امام شعرانیؒ نے میزان مین کہ سب احادیث ہدایہ کے لائق عمل کے ہین اور تحقیق احادیث ہدایہ کیبیچ کتاب نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ اور درایہ فی منتخب احادیث الہدایہ وغیرہ کی بخوبی موجود ہی لیکن بخاری شریف مین بعضے احادیث ایسے ہین کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہین جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کے ابن عمر سے جو امام بخاری واسطے تفسیر آیت نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم کے لایا ہی اوس سی جواز لواطت کا نعوذ باللہ معلوم ہوتا ہی اور یہ بھی صحیح بخاری مین ہی کہ اگر شراب مین مچھلی ڈالکر دہوپ مین رکھکر ہوے تو درست ہی اگرچہ ایسے احادیث امام بخاری کے نزدیک قطعی لائق عمل کے نہین بلکہ بعد تعمیق نظر کے جوابات اونکو اوسی کتاب سے نکلتے ہین مگر بظاہر روایت کرنا امام بخاری کا کم فہمون کو گمراہ کرتا ہی اور واسطے الکتب صحیح بر بعض تحقیقات کے عمل کرنا منع ہی بخلاف کتب معتبرہ فقہ کے کیونکہ کوئی روایت فقہ کی ایسی نہین جسسے وہم جواز لواطت وغیرہ کا پیدا ہو ایسا ہی فرمایا ہی امام بخاری نے ذکر القسطلانی فی مقدمۃ شرح البخاری بالسند سمعت ابا المظفر محمد بن احمد ابن حامد بن الفضل البخاری یقول لما عزل ابو العباس الولید بن ابراہیم بن زید الہمدانی عن قضاء الری ورد بخارا سنۃ ثمان عشرۃ وثلثمائۃ لتجدید مودۃ کانت بینہ وبین ابی الفضل البیلعمی فنزل فی جوارنا فحملنی معلمی ابو ابراہیم اسحق بن ابراہیم الختلی الیہ فقال لہ اسألک ان تحدث ہذا الصبی عن مشایخک فقال مالی سماع قال فکیف وانت فقیہ فما ہذا قال لانی لما بلغت مبلغ الرجال تاقت نفسی الی معرفۃ الحدیث وروایۃ الاخبار وسماعہا فقصدت محمد بن اسمعیل البخاری ببخارا صاحب التاریخ والمنظور الیہ فی علم الحدیث واعلمتہ مرادی وسألتہ الاقبال علی ذلک فقال لی یا بنی لا تدخل فی امر الا بعد معرفۃ حدودہ والوقوف علی مقادیرہ فقلت عرفنی رحمک اللہ حدود ما قصدتک لہ ومقادیر ما سألتک عنہ فقال لی اعلم ان الرجل لا یصیر محدثا کاملا فی حدیثہ الا بعد ان یکتب اربعا مع اربع کاربع مثل اربع فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن اربع لاربع وکل ہذہ الرباعیات لا تتم الا باربع مع اربع

فاذا تمت له كلها هان عليه اربع وابتلى باربع فاذا صبر على ذلك اكرمه الله تعالى
فی الدنیا باربع واثابه فی الآخرة باربع قلت له فسر لی رحمك الله ما ذكرت من
احوال هذه الرباعيات من قلب صاف بشرح كاف وبيان شاف طلبا للاجر
الوافی فقال نعم الاربعة التی یحتاج الی كتبها هی اخبار الرسول صلی الله علیه وسلم
وشرائعه والصحابة رضی الله عنهم ومقادیرهم والتابعین واحوالهم وسائر العلماء
وتواریخهم مع اسماء رجالهم وكناهم وامكنتهم وازمنتهم كالتحمید مع الخطب
والدعاء مع التوسل والبسملة مع السورة والتكبیر مع الصلوات مثل المسندات
والمرسلات والموقوفات والمقطوعات فی صغره وفی ادراكه وفی شبابه وفی
كهولته عند فراغه وعند شغله وعند فقره وعند غناه بالجبال والبحار
والبلدان والبراری علی الاحجار والاخزاف والجلود والاكتاف الی الوقت الذی
یمكنه نقلها الی الاوراق عمن هو فوقه وعمن هو مثله وعمن هو دونه وعن كتاب
ابیه یتیقن انه بخط ابیه دون غیره لوجه الله تعالی طلبا لمرضاته والعمل بما وافق
كتاب الله عز وجل منها ونشرها بین طالبیها ومحبیها والتألیف فی احیاء ذكره بعده
ثم لا تتم له هذه الاشیاء الا باربع هی من كسب العبد اعنی معرفة الكتابة واللغة
والصرف والنحو مع اربع هی من عطاء الله تعالی اعنی القدرة والصحة والحرص والحفظ
فاذا تمت له هذه الاشیاء كلها هان علیه اربع الاهل والمال والولد والوطن وابتلی
باربع بشماتة الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهلاء وحسد العلماء فاذا صبر
علی هذه المحن اكرمه الله عز وجل فی الدنیا باربع بعز القناعة وبهیبة النفس وبلذة
العلم وبحیاة الابد واثابه فی الآخرة باربع بالشفاعة لمن اراد من اخوانه وبظل العرش
یوم لا ظل الا ظله ویسقی من اراد من حوض نبیه صلی الله علیه وسلم وبمجاورة النبیین
فی اعلی علیین فی الجنة فقد اعلمتك یا بنی مجملا بجمیع ما سمعت من مشائخی متفرقا
فی هذا الباب فاقبل الآن الی ما قصدت الیه او دع فهالنی قوله فسكت متفكرا

واحرقت مدادا فلما رأى ذلك مني قال وان لم تطق حمل هذه المشاق كلها
فعليك بالفقه يمكنك تعلمه وانت في بيتك قار ساكن لا تحتاج الى بعد الاسفار
وقطع البلاد وركوب البحار وهو مع ذا ثمرة الحديث وليس ثواب الفقيه دون
ثواب المحدث في الآخرة ولا عزه باقل من عز المحدث فلما سمعت ذلك نقص
عزمي في طلب الحديث واقبلت على دراسة الفقه وتعلمه الى ان صرت فيه
متقدما ووقفت منه على معرفة ما امكنني من تعلمه بتوفيق الله تعالى ومنه
فلذلك لم يكن عندي ما امليه على هذا الصبي يا ابا ابراهيم فقال له ابو ابراهيم
ان هذا الحديث الواحد الذي لا يوجد عند غيرك خير للصبي من الف حديث نجده
عند غيرك خلاصہ مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ آیا ایک شخص امام بخاری کے پاس اسواسطے پڑھنے
علم حدیث کے فرمایا امام بخاری نے اس علم کا پڑھنا بہت مشکل ہے بسبب اسکے کہ درکار ہے محدث کو علم
اسماء الرجال اور علم تواریخ علما اور علم نحو و صرف وغیرہ کا جس شخص نے سب مشقتین اوٹھالین اگر رحم
کرتا ہے اللہ تعالی اوسکو دنیا مین عزت قناعت اور [illegible] نفس وغیرہ اور ثواب ملیگا اوسکو آخرت
مین شفاعت کریگا اور مجاورت پیغمبرونکی بہشت مین بتادیا ہے خلاصہ مطلب اوستادون نے
اب پڑھو علم حدیث کو اگر طاقت رکھتا ہے تو ورنہ حرص اسکی چھوڑ اور پڑھ لے فقہ کو جو آسان ہے
اور ثواب فقیہ کا کم نہین محدث سے اسلیے کہ فقہ ثمرہ ہے حدیث کا پھر پڑھا اوس شخص نے
امام بخاری رح کے علم فقہ کا اور نہ پڑھا علم حدیث کا (۳۴) مضمون صفحہ ۴ کسی قیاسی حکم
کی تعریف حدیث سے ثابت نہین اقول وباللہ التوفیق جب معاذ رض کو حضرت نے
یمن کا حاکم بنا کر روانہ کیا تھا یہ حدیث فرمائی تھی قال رسول الله صلعم کیف تقضي اذا عرض
لك قضاء قال اقضي بكتاب الله قال فان لم تجد في كتاب الله قال فبسنة رسول الله
قال فان لم تجد في سنة رسول الله قال اجتهد برائي ولا آلو قال فضرب رسول الله
على صدره وقال الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضى به رسول الله رواه
الترمذي وابوداؤد یعنی حضرت نے معاذ سے پوچھا کہ کس طرح حکم کریگا تو اوس مسئلہ مین کہ نہ پاوے تو حکم اوسکا

قران اور حدیث مین صاف صاف کہا معاذ نے کہ وہان مین اجتہاد یعنی قیاس کرونگا پھر حضرت
نے معاذ کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ سب تعریف ہی اوس ذات کو کہ موافق کردیا قاصد رسول اللہ
یعنی معاذ واسطے اوس چیز کے جو خوش ہین ساتھ اوس چیز کے رسول اللہ صلعم روایت کیا اس
حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد نے عبداللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ سے اور صحیحین مین یون روایت
ہے قال رسول اللہ صلعم اذا حکم الحاکم فاجتہد واصاب فلہ اجران واذا حکم
فاجتہد واخطاء فلہ اجر واحد یعنی اگر حاکم نے اجتہاد یعنی قیاس کر کے حکم درست کیا
تو اوسکو دو ثواب ہین ورنہ ایک اجر ملیگا اس سے زیادہ تعریف مسئلہ قیاسی کی کیا چاہتے ہو
ان احادیث سے قیاس کا سنت نبوی ہونا ثابت ہوا اسی طرح آیت لعلمہ الذین یستنبطونہ
منہم اور آیت فاعتبروا یا اولی الابصار واسطے شرعیت قیاس کے دلائل قطعیہ ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم

(۵) مضمون صفحہ ۴ - چاہیے کہ سوچین مقلد اپنے دل مین نہ ماننے والے حدیث صحیح کے
مقابل راے امام کے اقول وباللہ التوفیق جو شخص ذی علم ہو کر ایسی حدیث صحیح کو
کہ جسپر امام مطلع نہوا ہو ترک کرے اور بمقابلہ اوسکے امام کے قیاس ظنی پر عمل کرے وہ شخص گنہگار
ہے کیونکہ درجہ قیاس کا بعد حدیث کے ہے اور اگر امام نے اوس حدیث کو معلوم کر کے بباعث
کسی نقصان کے اوس حدیث کو لائق عمل نہ سمجھا ایسی حدیث پر عمل کرنا مقلد کا عقل اور نقل
کے خلاف ہے جیسا کہ لکھا ہے قسطلانی نے بیچ دوسری جلد صفحہ ۶۳ شرح بخاری کے قال الامام
قولوا بالسنۃ ودعوا قولی انما یعمل بهذه الوصیۃ اذا عرف ان الحدیث لم یطلع علیہ الشافعی
اما اذا عرف انہ اطلع وردہ او تاولہ بوجہ من الوجوہ فلا انتہی ملخصا ترجمہ کہا
امام شافعی نے عمل کرو ساتھ حدیث کے اور چھوڑ دو قول میرا بیشک عمل کرنا درست ہے ساتھ اس وصیت
امام کے اگر معلوم ہو کہ بتحقیق یہ حدیث نہین ملی امام شافعی کو اور اگر معلوم ہو کہ امام شافعی نے
اسکو معلوم کر کے رد کیا اوسکو یا تاویل کرے اوسکی کسی وجہ سے پس عمل کرنا اوس حدیث پر
مقلد کو بالکل درست نہین **فائدہ** پس بدون تحقیق کے ہر حدیث پر عمل کرنیکو اسی
سبب سے امام بخاری نے منع فرمایا ہے جیسا کہ گذر چکا بیان اسکا بیچ جواب تیسرے کے واللہ اعلم وعلمہ اتم

(۶) **مضمون صفحہ ۵** — قرآن شریف کے سمجھ واضح ہی کچھ مشکل نہین بموجب اس آیت کے
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ **اقول وباللہ التوفیق** لفظ آیات کا بغیر الف
لام تعریف کے وارد ہی اور اطلاق ایسی جمع کا بموجب استعمال اہل عرب کے دس سی کم پر ہوتا ہی
تحقیق اسکی کتب علم نحو مین موجود ہی پس اگر بین ہونا باعتبار معنی کے لیا جاوی تو بعض آیات
سورہ کا واضح ہونا ثابت ہوگا نہ کل سورۃ کا پس جمیع کلام اللہ کے سہل ہونیکا دعوی اس آیت سے
بالکل ثابت نہین ہوسکتا بلکہ یہ دعوی بالکل غلط ہی بموجب اس آیت کے قال اللہ تعالی ھُوَ الَّذِیْ
اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْہُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِھٰتٌ
اسیواسطے امام بخاری نے آیت ولقد یسرنا القرآن کی تفسیر مین لکھا ہی ای للحفظ یعنی آسان ہی
کلام اللہ واسطے حفظ کے اگر قرآن بہت سہل ہوتا تو حضرت اللھم علمہ القرآن عباس رض کے حق مین
کیون دعا کرتے یعنی ای اللہ سکھلا دے اسکو قرآن اور اللہ جل شانہ قرآن شریف کے حق مین
یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا کیون فرماتا یعنی گمراہ کرتا ہی اللہ تعالی ساتھ کلام اللہ کے
بہتونکو اور ہدایت کرتا ہی بہتونکو اور بہتر فرقونکا منشاء آیات متشابہ سے کیون ہوتا کلام اللہ کی مشکل ہونے پر دال ہی یہ آیت
ما فرطنا فی الکتاب من شیء یعنی جمیع علوم و مسائل کلام اللہ مین موجود ہین اب فرمائیے اگر
قرآن ہر شخص کو سہل اور آسان ہی تو جمیع مسائل کلام اللہ سی ثابت کردو بلکہ سمجھ قرآن کی معانی
حقانی کو خدا تعالی عطا فرماتا ہی جیسا کہ لکھا ہی امام غزالی نے احیاء العلوم مین بیچ اس آیت کے
قال اللہ تعالی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی وہ لوگ جو مجاہدہ کرتے ہین
بیچ دین اللہ کے البتہ ہدایت کرتے ہین ہم اونکو راستون اپنونکو اور لکھا ہی امام شعرانی نے کہ جب لوگ
امام اعظم صاحب سے پوچھنے لگے کہ آپ مسائل کہانسے نکالتے ہین فرمایا کہ مین سب مسائل کلام اللہ سی نکالتا ہون
اور یہ آیت شاہد حال اپنی پر ہی ما فرطنا فی الکتاب من شیء یہ ثمرہ اونکے زہد کا تھا پس جس شخص کو
یہ رتبہ حاصل نہو بلکہ اماما ن دین پر طعن کرے مناسب حال اوسکے یہ شعر پڑھنا خوب ہی بیت
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✽ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✽ واللہ اعلم و علمہ اتم (۷) **مضمون صفحہ ۶**
جیسے صحت حدیث کے لیے سند حضرت تک ضرور ہی ایسا ہی روایات فقہیہ کے سند امام تک

پہونچانی ضرور ہے اقول و باللہ التوفیق روایات فقہیہ کا پایا جانا کتب معتبرہ مین بلا ذکر
سند کے کافی ہے یعنی ہر زمانہ کے علما اون روایات کو امام صاحب سے صحیح سمجھکر عمل کرتے آئے ہین
پس شہرت سند کا متواتر ہے قال صاحب الدر وصاحب فتح القدیر المنقول عن کتب الحنفیۃ
کالمتواتر وعن معتبر مشہور کالمشہور وعن النادر المعتبر کالاحاد وعن غیر المعتبر کا
انتہی لیکن عمل کرنا غیر مقلدون کا اوپر کتب احادیث کے مشکل ہے کیونکہ مصنفین کتب احادیث
سب مقلد ہین جیسا کہ گذر چکا حال امام بخاری وغیرہ کا پس ضرور لازم ہے کہ جس حدیث کی رواۃ سب
غیر مقلد ہون بجز اوسکو اور سب متمسک پکڑیں حالانکہ بعد ائمہ اربعہ کے کوئی مجتہد نہین پایا گیا جیسا کہ
نقل کیا ہے مولوی عبد الحی صاحب نے نافع کبیر مین قال ابن حجر نقل ابن الصلاح عن بعض الاصولیین
انہ لم یوجد بعد عصر الشافعی مجتہد مستقل انتہی ترجمہ نہین پایا گیا بعد زمانہ امام شافعی کے
کوئی مجتہد لہ وفی المیزان لعبد الوہاب الشعرانی قد نقل السیوطی ان الاجتہاد المطلق
علی قسمین مطلق غیر منتسب کما علیہ الائمۃ الاربعۃ ومطلق منتسب کما علیہ اکابر اصحابہم قال
ولم یدع الاجتہاد المطلق غیر المنتسب بعد الائمۃ الاربعۃ الا الامام محمد بن جریر الطبری
ولم یسلم لہ ذلک انتہی (۷) مضمون سنو جو شبہ [illegible] کرتے ہین اور غیر مقلدون کے
کہ جہان دو حدیثین مختلف ہون عنوان اور حکم مین پس عمل کس پر ہوسکیگا یہ شبہ بعینہ وارد
ہوتا ہے مقلدین پر بسبب اسکے کہ روایات امام کے اکثر مختلف ہین اقول و باللہ التوفیق
مقلدین پر یہ شبہ بالکل وارد نہین ہوتا کیونکہ کتب معتبرہ مین قواعد واسطے عمل کرنے روایات
مختلفہ پر موجود ہین بموجب اون قواعد کے عمل در آمد مقلدون کا ہے ان کانت المسئلۃ مختلفا فیہا
فان کان مع ابی حنیفۃ احد صاحبیہ یاخذ بقولہما والا فان کانت لاختلاف فہو خلاف عصر
و زمان یاخذ بقول صاحبیہ لتغیر احوال الناس فی المزارعۃ والمعاملۃ ونحوہما اختیار
المتاخرین وفیما سوی ذلک قال بعضہم یتخیر المجتہد وقال عبد اللہ بن المبارک
یاخذ بقول ابی حنیفۃ رح کذا فی فتاوی قاضی خان لیکن غیر مقلدون کو اس شبہ کا جواب باصواب دینا مشکل
کیونکہ کوئی حدیث نہین ہے صحاح ستہ مین اسواسطے قواعد احادیث مختلفہ کے مذکور نہین اگر کوئی ہے تو نشان دے و قواعد

قواعد تطبیق احادیث کے جو علما نے بیان کیے ہین اونکے موافق بھی عمل کرنا انکو درست نہین کیونکہ
جب ثبوت انکا کسی حدیث صریح سے نہوا تو یہ قواعد انکے نزدیک بدعت ہوئی ورنہ عامل بالحدیث
ایک دعوی زبانی ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم (۸) **مضمون** صفحہ ۹ موطا اور صحیحین کی حدیثین اگر
آنا کمال صحت کو ہونچ چکے ہین ان کتابون کی حدیث پر عمل کرنے والے کو کچھہ تحقیق ضرور
نہین **اقول** وباللہ التوفیق اگر بے تحقیق عمل کروگے تو ضرور لوطی اور شراب خور تمکو بننا
پڑیگا جیسا کہ گذرچکا بیان اسکا بیچ جواب مضمون تیسرے کے (۹) **مضمون** صفحہ ۱۰ مجتہد کی
خطا پر مقلد قائل نہین جو روایت امام کے مخالف ہو یا مطابق اوسپر عمل کرتے ہین اور یہہ مذہب معتزلہ
کا ہے **اقول وباللہ التوفیق** یہ بالکل افترا اور بہتان ہے سب علما مجتہد کو مصیب اور مخطی باعتبار
عموم کے کہتے ہین اور کسی مسئلہ خاص مین بسبب بے علمی اور جہالت کی نسبت خطا کی طرف مجتہد
کی کرنی گمراہی ہے چنانچہ منار مین لکہا ہے وحکمہ ای القیاس الاصابة بغالب الرای حتی قلنا ان
المجتہد یخطی ویصیب والحق فی موضع الخلاف واحد ولکن لا یعلم ذلک الواحد
بالیقین فلہذا قلنا بحقیة المذاہب الاربعة انتہی (۱۰) **مضمون** صفحہ ۱۰ حکم قاضی کا نکاح
اور طلاق مین اگرچہ موجب گواہی جھوٹی کے ہو ظاہر اور باطن مین نافذ ہے عند اللہ کے نزدیک
بھی اوسکو بکڑ نہین ہوگی اور حالانکہ یہ حکم موجب حدیث فمن قضیت لہ بحق مسلم فانما ہی
قطعة من النار جس شخص کو حکم لگاؤن مین ساتھہ حق کسی مسلمان کے لیں بیشک وہ ایک قطعہ ہے آگ
کا باطل ہے **اقول وباللہ التوفیق** یہ روایت امام کی ہے اور سند اسکی حکم حضرت علی رض کا ہے
واسطے ایک عورت کے جو اوسپر ایک شخص نے دعوی نکاح کا کیا اور گواہ گذارے حضرت علی نے فرمایا
کہ لیجا اس عورت کو اوس عورت نے کہا اسنے جھوٹے گواہ قائم کرکے نکاح ثابت کر لیا حقیقت
مین نکاح میرا اس سے نہین ہے اب آپ میرا نکاح اس سے پڑھا دو فرمایا حضرت علی رض نے
شاہداک زوجاک یعنی گواہون تیرے نے نکاح کر دیا تیرا قال فی فتح القدیر روی رجلا ادعی
نکاح امراة بین یدی علی فقضی بالنکاح فقالت ان لم یکن بد یا امیر المؤمنین رض
فزوجنی فقال شاہداک زوجاک ولو لم ینعقد بینہما بقضائہ لما امتنع علی

من تجدید نکاح عند طلبها و رغبة الزوج فیها انتہی فالطعن علی هذه الروایة فی الحقیقة
طعن علی امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه مثل الخوارج بل طعن علی خیر الانام لقوله علیه السلام انا مدینة
العلم و علی بابها انتہی فی الحقیقت مین جو گواہی بظاہر سچی معلوم ہو اوسکی تاثیر باطن کو پہنچتی ہے
جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ جس شخص کو مسلمان لوگ اچھا جانین تو وہ شخص اللہ کے نزدیک
بہشتی ہو جاتا ہی اور حضرت عمر وفات کے وقت بسبب افراط تفریط اعمال حکومت کی سے
بہت رو رہے تھے اور حضرت علی اور حضرت عباس نے فرمایا کہ تمنے حکومت اپنے مین کوئی قصور
نہین کیا حضرت عمر نے اونسے یہ شہادت تحریر کرا کر اپنے بیٹے سے وصیت کی کہ وقت دفن میرے
یہ کاغذ میری چھاتی پر رکھدینا حضرت عمر نے بعد وفات کے اپنے بیٹے سے خواب مین کہا کہ اگر
گواہی نہوتی تو مین ایک معاملہ مین پکڑا گیا تھا لیکن بسبب گواہی کے رہا ہوا اس طرح کے
بہت دلائل ہین اور حدیث من قضیت له الخ مین ذکر نکاح کا نہین ہے کیونکہ یہ حدیث
زمین کے مقدمہ مین وارد ہی چنانچہ لفظ قطعہ کا صاف دال ہی اس امر پر اگر بالفرض نکاح وغیرہ کو
اوسکے عموم مین داخل کرین تو روایت حضرت علی کی مخصص اسکے ہو سکتی ہی اور مانع نہ آنا
حضرت علی کو کسی اصحابی کا اس حکم سے مثبت اجماع کا ہے اور باقی جوابات اس حدیث
کے کتب مطولہ مین موجود ہین واللہ اعلم و علمہ اتم (۱۱) **مضمون** صفحہ ۱۱ سے جو کوئی
شخص اپنی محرمات ابدیہ سے جانکر بعد نکاح کے اوسکے صحبت کرے اوسپر حد نہین آتی یہ حکم بداہۃً
مخالف آیت حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم الآیہ اور حدیث امرنی رسول اللہ صلی اللہ
الی رجل تزوج امراۃ ابیه ان آتیه براسه اور حدیث من نکح محرما فاقتلوه کی ہے

اقول و باللہ التوفیق یہ مذہب امام کا ہی اور صاحبین کے نزدیک برابر حد لازم ہے
فتوی صاحبین کے قول پر ہے قال فی الدر لاحد بشبهة العقد عند الامام کوطی
محرم نکحها وقالا ان علم بالحرمة حد وعلیه الفتوی انتہی اور سند قول امام کی یہ ہی
کہ بسبب اجرائے نکاح کے اوسکے زنا ہونے مین شبہ پڑا اس وطی مین شبہ پڑ جاوے اگرچہ
محرمات سے ہو اوس سے حد نہین آتی بموجب قول آنحضرت کے کہ حدود دور ہو جاتے ہین

شبہ پڑنے سے اور ملا علی قاری نے ایک حدیث حضرت عایشہ صدیقہ رضی سے یون نقل کی ہے

ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان وجدتم للمسلم مخرجا فخلوا سبیلہ

جیساکہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی لونڈی سے جان بوجھکر وطی کرے اوسپر حد زنا کی کسی امام کے

نزدیک لازم نہین آتی بسبب حدیث انت و مالک لابیک کے یعنی تو اور مال تیرا واسطے باپ تیرے کے ہے

اگر بالفرض امام کو اس مسئلہ مین مخطی سمجھا جاوے تو بھی امام بموجب حدیث ان اخطأ فلہ اجر کو مثاب

ہوئے باقی رہے مقلد سو اوس مسئلہ مین امام کی روایت پر فتوی نہین پھر طعن امام یا مقلدین پر

خالی گمراہی سے نہین جو کہ تمنے آیت اور احادیث واسطے اثبات حد کے بیان کیے ہین اونمین

یہ ذکر نہین کہ جو شخص محرمات سے نکاح کرکے وطی کرے تو اوسپر حد لازم آتی ہے آیت مین صرف

حرمت نکاح محرمات کا بدون ذکر حد کے بیان ہے دونون حدیثون مذکورہ مین بھی صرف ذکر

قتل کرنیکا ہے بسبب نکاح کے اور یہ حکم واسطے مرتد کے ہوتا ہے پس یہ حکم اوس شخص پر جاری

کیا جاویگا کہ جو شخص اس نکاح کو درست جانکر مرتد ہوا اسیواسطے بعض روایات مین ضبط کرنا

مال و سکے کا بھی ذکر کیا گیا ہے کذا قال فی فتح القدیر پس واسطے دعوی حد زنا کے جو جلد اور رجم

ہے دلائل حرمت اور قتل کے پیش کرنے والا اوپر کمال جہالت کے ہے وہ مثل ہے شعر

چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ❊ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ❊ بلکہ اصل میں یہی

تعریف زنا کی امام کے نزدیک صادق نہین آتی کیونکہ زنا اوس وطی کا نام ہے کہ جسمین ملک

یمین اور نکاح اور شبہ نکاح وغیرہ کا نہو پس ایسی کوئی آیت یا حدیث بیان کرو کہ جسمین یہ ذکر ہے

کہ جو شخص محرمات ابدی سے نکاح کرکے وطی کرے اوس شخص پر بسبب اس وطی کے حد زنا کی لازم ہے

ورنہ واہی تباہی کلمات سے جو موجب اہانت اماماں دین کے ہین باز آؤ واللہ یہدی من

یشاء الی سبیل الرشاد ایک جواب اسکا مولوی عبد العزیز صاحب اور حقیقی اس عاجز کے نے یون

بیان کیا ہے اقول و باللہ التوفیق بعد نکاح محرمات کے وطی کرنیسے بموجب ایک روایت

نقہ کے حد کا لازم نہ آنا ہم حنفیونکو مضر اور مخالف نہین ہو سکتا کیونکہ مذہب حنفی عبارت

ان روایات اور مسائل سے ہے کہ جنکو ائمہ حنفیہ نے معمول اور مفتی بہ قرار دیا ہے اور یہ روایت

اس قسم سے نہیں جیسے اطاعت اللہ اور رسول کی عبارت احتمال اون مسائل سے ہے کہ جو علماء
امت نے بعد تمیز ناسخ اور منسوخ اور دفع تناقض اور تخالف کو حاصل کر کے ارقام کیے ہین کیونکہ
بعض روایات کتب حدیث مین مثل بخاری وغیرہ کے ایسے موجود ہین کہ جو عقل اور نقل کے مخالف
معلوم ہوتے ہین جیسے وطی فی الدبر کے روایت بخاری کی کتاب التفسیر مین تفسیر آیت نساءکم
حرث لکم مین موجود ہی لیکن معمول اور مفتی بہ ائمہ دین کے نہین ہین جو کوئی روایت فقہیہ
غیر مفتی بہ کو کتب فقہ سے اخذ کر کے حنفیون پر اعتراض کرتا ہو ایسا ہی جیسے کوئی یہودی نصرانی
آیت اور حدیث مذکورہ دیکھکر دین محمدی پر طعن کرے بلکہ صورت مذکورہ مین بغیر مقلدین کے
اعتراض اور طعن سخت وارد ہوتا ہی کیونکہ وہ قائل اس امر کے ہین کہ بخاری اور مسلم کی روایت پر
بلا تحقیق عمل کرنا جایز ہو پس اس صورت مین حضرات غیر مقلدین کے نزدیک امام بخاری بلکہ
اللہ اور رسول بھی مطعون ٹھہرے اعاذنا اللہ سبحانہ من ذلک هذا ما اکتفینا به
فی الجواب تسهیلا للکلام ووفاقا لفهم العوام کلموا الناس علی قدر عقولهم الا
فالجواب التحقیقی ظاهر عند ذوی الافهام لا نکتبها اعتقادا علی تحقیق ذوی الاحلام
والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم (۱۲) [illegible] صفحہ ۱۲ بہت کم ہین ایسے کہ
متفق ہون امام کے ساتھ شاگرد اونکے اگر تقلید امام کی واجب ہوتی تو شاگرد اونکے خلاف
نکرتے **اقول وباللہ التوفیق** مذہب حنفی عبارت ہی روایات امام اور شاگردونکے سے
جیسا کہ فرمایا شاہ ولی اللہ صاحب نے انصاف مین وانما عد مذهب ابی حنیفة مع صاحبیه
مذهبا واحدا لعدم تجاوزهما عن محجة ابراهیم انتهی ملخصا علاوہ اسکے شاگرد
امام کے مجتهد فی المذهب تھے مجتهد فی المذهب اسکا نام ہی کہ جو شخص امام کے قواعد پر عمل کر کے استنباط
مسائل کا کرے اگرچہ اجتہاد اونکا مخالف ہو امام کے واعلموا ان المجتهد علی ثلثة اقسام
احدها المجتهد المطلق المستقل وثانیها المجتهد المطلق المنتسب وهو ان ینتسب الی
امام معین لیکن لا یقلده لا فی المذهب ولا فی الدلیل وانما انتسب الیه لسلوکه طریقه
فی الاجتهاد وفی المیزان ان ابا یوسف ومحمدا مع ابی حنیفة فی هذا القسم من الاجتهاد

بیشک مختار کیا گیا مذہب ابو حنیفہ اور صاحبین کا [illegible]

انتہی ملخصاً مافی النافع الکبیر حاصل اس کلام کا یہ ہی کہ مجتہد فی المذہب کو تقلید امام کے
اصول مین ضروری نہ جزئیات مین مثال اسکی یہ ہی کہ ایک وکیل نے تعزیرات ہند کی ایک دفعہ
بموجب ملزم کو بری کرانا چاہا اور دوسرے وکیل نے بھی بموجب تعزیرات ہند کی اوسی مستحق قید کے
ٹھہرایا حالانکہ دونون وکیل مقلد تعزیرات کے ہین جس وکیل کا فکر حاکم کو موافق ترسات قوانین کے
معلوم ہوتا ہی اوسپر حکم کرتا ہی اسیطرح علما بموجب آیت فاتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم کی
روایات قویہ پر عمل کرتے ہین یعنی جسکا ثبوت ادلہ اربعہ سے واضح تر ہو اوسکو مفتی بہ سمجھتے ہین لیکن
یہ رتبہ اب کسی عالم کو نہین ہی اس رتبہ کے بھی عالم گذر چکے قال فی النافع الکبیر الطبقۃ الرابعۃ
طبقۃ اصحاب الترجیح من المقلدین کصاحب القدوری وصاحب الہدایۃ وامثالہم
وشانہم تفضیل بعض الروایات علی بعض انتہی ملخصاً یعنی صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہ کو
یہ مرتبہ ترجیح کا حاصل تھا واللہ اعلم وعلمہ اتم (۱۳) **مضمون** صفحہ ۱۸ شاگرد امام کے اصول مین
بھی قواعد امام کے مختلف ہین پھر انکا مقلد ہونا بموجب اصول کے بھی غلط ہوا **اقول وباللہ التوفیق**
قواعد اصلیہ مین ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ امام صاحب کے مقلد ہین جیسا کہ لکھا ہی ابن کمال رومی
نے بیچ رسالہ انکے کہ المجتہد فی المذہب کابی یوسف ومحمد وغیرہما وان خالفوا الامام فی
بعض الفروع لکنہم یقلدونہ فی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی
قررہا استادہم انتہی ملخصاً یعنی جو قواعد امام صاحب نے واسطے استخراج مسائل کے قرار دیے ہین
عمل در آمد شاگردونکا اونہین پر ہی **فائدہ** پس قواعد مختلفہ بھی فروعات مین قواعد اصلیہ کے علاوہ ہین
جب مذہب حنفی عبارت ہوا روایات مفتی بہ امام اور شاگردون انکے سی جیسا کہ لکھا ہی شاہ ولی اللہ صاحب نے
پس وہ اس اعتراض کا بالکل نہین ہو سکتا واللہ اعلم وعلمہ اتم (۱۴) **مضمون** صفحہ ۱۸ جمعہ
پڑھتے ہین تمام حکومت کفار مین حنفی اور حالانکہ بسبب نہ پائے جانے شروط جمعہ کے امام صاحب کے
نزدیک جمعہ درست نہین اور بعد جمعہ کے ظہر کو لازم جانتے ہین ایک وقت مین جمعہ اور ظہر
دونون کا فرض ہونا کسی امام سے ثابت نہین **اقول وباللہ التوفیق** بعض علما اس
عمل کو واسطے احتیاط کے کرتے ہین کیونکہ بموجب مذہب امام اعظم رحمہ کے بسبب نہ پائے جانے

شروط کے جمعہ واجب نہوا پڑھنا ظہر کا ضرور ٹھہرا اور بموجب مذہب امام شافعی کے جمعہ پڑھنا فرض ہے
نہ ظہر پس جس شخص نے دونونکو باین نیت ادا کیا کہ واجب اور لازم دونومین سے ایک ہے
تو یہ شخص ماجور ہوگا جیسا کہ ایک شخص کو نماز ظہر کی پڑھ کر شک پڑے کہ شاید چار پڑھی ہین یا تین
تو اوس شخص کو لازم ہے کہ پھر ظہر کو اعادہ کرے جب بندے کے شک سے دوبارہ ادا کرنا لازم
ہوا اور جمعہ مین شک از روی احادیث مختلفہ کے پیدا ہوا ہے تو ظہر کا پڑھنا واسطے رفع شک کے
کیونکر منع ہوگا اور یہ حدیث صاف دال ہے اس مضمون پر عن نافع ان رجلا سال عبد اللہ
بن عمر فقال انی اصلی فی بیتی ثم ادرک الصلوۃ مع الامام افاصلی معہ فقال لہ عبد اللہ
بن عمر نعم قال الرجل ایتہما اجعل صلوتی قال لہ ابن عمر او ذلک الیک انما ذلک الی اللہ
یجعل ایتہما شاء رواہ مالک فی موطاہ یعنی ایک شخص نے پوچھا عبد اللہ بن عمر سے تحقیق نماز پڑھی
مینے گھر مین پھر جماعت ملی مجکو پس ملجاؤن جماعت مین کہا عبد اللہ بن عمر نے کہ ہان پڑھ کہا
اوس شخص نے کہ فرض دونوں مین سے کسکو قرار دون فرمایا عبد اللہ بن عمر نے کہ یہ تیری اختیار نہین
بلکہ اسکا اختیار خدا کو ہے **فائدہ** جیسا کہ یہان ایک کا فرض ہونا نمازی کو معلوم ہے اسیطرح
جمعہ و ظہر کا حال ہے واللہ اعلم و علمہ اتم (**۱۵**) **مضمون** صفحہ ۱۸ بعضے علما حنفی اذان کے
وقت اشہد ان محمد رسول اللہ کے جواب مین انگلیان چوم کر آنکھون سے لگاتے ہین اور کہین نشان
نہین دیتے پس کرتے ہین جو جی چاہتا ہے **اقول وباللہ التوفیق** حدیث اسکی رسالہ
موضوعات ملا علی قاری مین موجود ہے اور اسکے موضوع اور صحیح ہونے مین اختلاف
بیان کیا ہے اور اخیر مین ایک قول توقف کا نقل کیا ہے یعنی کرنے والے پر انکار نکرے اور
کرنے کی کسیکو رغبت ندے قال القاری مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلھما
عند سماع قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ مع قولہ اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ
رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث
ابی بکر الصدیق ان النبی قال من فعل ذلک فقد حلت علیہ شفاعتی قال السخاوی
لا یصح واوردہ الشیخ الرداد فی کتابہ موجبات الرحمۃ بسند فیہ مجاہیل مع انقطاعہ عن الخضر

علیہ السلام وکلما یروی فی ھذا فلا یصح رفعہ البتہ واذا ثبت رفعہ الی الصدیق فیکفی
للعمل بہ لقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین وقیل لا یفعل ولا ینھی
وغرابتہ لا یخفی علی ذی النھی انتہی اور اپنے دل کی خواہش پر تو تم لوگونکا عمل ہے جیسا کہ جمع کرنا
نماز کا بے عذر اور تین طلاق کے بعد حلالہ نکرنا اور تراویح کی آٹھ رکعت پڑھنا کسی امام کے نزدیک
درست نہین اور تم لوگ بسبب آسانی کے جو نفس کو پسند ہو ان امور پر عامل ہو اور جو لوگ مقلد کہلا کر
بدعات کا رواج دیتے ہین وہ لوگ بھی حقیقت مین مقلد نہین نسبت انکے ساتھ منکرین تقلید کے مثل
نسبت فاسق کے ساتھ کافر کی ہے یعنی جیسا کہ کافر منکر اصل دین کا ہو اور فاسق دین کو مانکر عمل
منکرون کیطرح کرتا ہے ایسا ہی بدعتی مقلد کہلا کر بدعات پر خلاف امام کے عمل کرتا ہو اور غیر مقلد
اصل تقلید کا منکر ہے واللہ یھدی من یشاء (۱۶) **مضمون** صفحہ ۱۹ — اگر اس کہنے سے
کہ بے تقلید کام نہین چلتا یہ مراد ہے کہ جو مسئلہ صراحۃ کلام اللہ اور حدیث شریف اور اجماع سے
ثابت نہو تو اوسمین تقلید کرنی چاہیے تو یہ بات کسی کے نزدیک ناجایز اور ممنوع نہین **اقول**
وباللہ التوفیق امام صاحب کا مذہب یہی ہے کہ جہان آیت اور حدیث لائق عمل نہ ملے
اور اجماع بھی نہوا ہو قیاس پر عمل کرنا چاہیے تو پھر کسطرح مقلد تمہاری تقلید امام کو
شرک کہتے ہین جب مقلد نے قول امام کا بمعنی کسی دلیل کا سمجھ کر مانا تو یہ شرک فی الرسالت کیونکر
ہوئی ورنہ معاذ اللہ جمیع اولیاء کرام اور صلحاء عظام جو شمار اونکا بجز باری کے کسیکو معلوم نہین
مشرک ہوئے خدا سے ڈرو ایمان کو ہاتھ سے نہ دو کیونکہ موحد ونکو مشرک کہنے والا کافر دین مین
داخل ہے امام ربانی نے اپنے مکتوبات کی دوسری جلد مین یون فرمایا ہے امام ابو حنیفہ در تقلید
سنت از ہمہ پیش قدم ست احادیث مرسل بلکہ قول صحابی را برای خود مقدم می دارد و دیگران
نہ چنین اند مع ذلک مخالفان او را صاحب رای میدانند خدای تعالی ایشانرا توفیق دہاد کہ آزار
اکس دین و رئیس اسلام نہ نمایند یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم اگر این اعتقاد دارند کہ
ایشان برای خود حکم میکنند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم
فاسد ایشان اخر گمراہ از اہل اسلام بیرون بود این اعتقاد نکند مگر جاہلے یا زندیقے تا تصنیف

احادیث را یاد گرفتہ و احکام شرعیہ را دران منحصر ساختہ ما ورای علوم خود را نفی می نمایند بیت
چو آن کرمی کہ در سنگی نہان ست زمین و آسمان او ہمان ست و ای ہزار وای از تعصب
بار و ایشان ذو النون و بسطامی جنید و شبلی بازید و بکر و عمر کہ از عوام مؤمنان اند در تقلید مجتہدان
در احکام اجتہادیہ مساوی اند انتہی ملخصا (۱۷) **مضمون** صفحہ ۲۰ — مراد اہل ذکر سے آیہ
فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون مین اہل کتاب مین اگر علما بھی لیجیے تو بھی مفید
نہین کیونکہ اسمین کسی شخص کی تقلید کا ذکر نہین **اقول و باللہ التوفیق** مراد اہل ذکر سے
اہل کتاب کا ہونا گویا آیت کو منسوخ کرنا ہی اگر باعتبار شان نزول کے مراد لیجاے تو یہ مضر نہین
تعمیم آیت کو جیسا کہ آیت ہاتھہ کاٹ ڈالنے کے بسبب سرقہ باعتبار شان نزول کے کسی سارق
کے حق مین نازل ہوئی تہی لیکن یہ حکم ہر سارق کو برابر ہی غرض خصوصیت شان نزول کی عموم
نصوص کو مضر نہین ورنہ کلام اللہ سے احکام بعض اشخاص کے نکلتے اور باقی تمام امت مطلق العنان
اور مہمل ہوتے معاذ اللہ غرض مراد اہل ذکر سے عالم ہوئی پس اس سے ثبوت تقلید معین کا اظہر من الشمس
و ابین من الامس ہی جیسا کہ ورود آیت اقیموا الصلوٰۃ کا واسطے فرضیت نماز کے بدون خصوص
کے ہی حالانکہ ہر شخص پر ادا کرنا نماز کا فرض ہے اسیطرح بے علم کو بموجب اس آیت کے تقلید
کسی ذی علم کی کرنی چاہیے چنانچہ مسئلہ تقلید معین کا جمیع علماء سے دریافت کیا جمیع علماء
حرمین شریفین اور دیگر علماے معتبرین نے شرق سے غرب تک وجوب کا فتوی دیا اور اسکا
نام تحفۃ العرب و العجم رکھکر چھپوا دیا پس بموجب اس آیت اور آیت و من یتبع غیر سبیل المؤمنین
نولہ ما تولی اور حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وغیرہ کو منکر تقلید معین کا ضال ہوا
مولوی نذیر حسین صاحب بنگالی کو جو قلمرو اہل اسلام سے خارج ہی اہل ذکر سمجھنا اور علماء حرمین شریفین
وغیرہ کو اہل ذکر سے نہ سمجھنا بڑی بے سمجھی ہی کیونکہ سکان حرمین کی فضیلت احادیث سے ثابت ہی
اور بنگالی ساتھہ جادوگری اور شعبدہ بازی کے مشہور ہین چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب نے
بنگالیت کو بعد غدر کے پیرایہ غیر مقلدی مین ظاہر کیا یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا
(۱۸) **مضمون** صفحہ ۲۰ — مقلدین واسطے ثبوت تقلید معین کے اس آیت کو دلیل پکڑتے ہین

اور حالانکہ یہ آیت عام ہے قال اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
یعنی تابعداری کرو خدا کی اور رسول خدا کی اور حاکمون اہل اسلام کی اور اگر اولی الامر سے مراد
علما لیجیے تو تخصیص ابوحنیفہ کی سوائے باقی ائمہ کے کہان سے نکلتی ہے **اقول و باللہ التوفیق**
علماء محققین کے نزدیک تقلید ایک امام کی ائمہ اربعہ سے واجب ہے یعنی اگر کوئی شخص کافر تھا
پھر اللہ نے اوسکو اسلام سے مشرف کیا اگر ایسے مقام مین مسلمان ہوا کہ جہان مذاہب اربعہ کے
علما موجود ہین مثل حرمین شریفین کے تو اوس شخص کو اختیار ہے کہ ایک مذہب کو اختیار کر لے
قال الملا علی القاری فی بعض تصانیفہ وجب علیہ حتما ان یعین مذہبا من ہذہ المذاہب اما المذہب
اما مذہب الشافعی فی جمیع الفروع واما مذہب المالک وغیرہ ولیس لہ ان یتحل من
مذہب الشافعی ما یہواہ ومن مذہب غیرہ فی الباقی ما یرضاہ لانا لوجوزنا ذلک
لادی الی الخبط والخروج عن الضبط وحاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان مذہب الشافعی
مثلا اذا اقتضی تحریم شیٔ ومذہب غیرہ اباحۃ ذلک الشیٔ او عکس ذلک فھو ان شاء
مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل والحرمۃ حینئذ ففی ذلک
اعدام التکلیف وابطال فایدتہ واستیصال قاعدتہ وذلک باطل انتہی ترجمہ اسکا
یہ ہے کہ کہا ملا علی قاری نے بیچ بعض تصنیف اپنے کے کہ واجب ہے اوسپر کہ معین کرے ایک مذہب
مذاہب اربعہ سے یعنی یا شافعی ہو جمیع مسائل مین یا حنفی علی ہذا القیاس اور نہین اوسکو کہ لیوے
مذہب شافعی سے بعض مسائل موافق خواہش اپنی کے اور مذہب غیر سے باقی مسائل اپنی پسند کے
موافق کیونکہ اگر جایز رکھین ہم اسکو تو البتہ پہونچا دیگا طرف انکار تکلیف کے اسواسطے کہ مذہب امام
شافعی کا مثلا مقتضی ہوا حرمت ایک شی کو اور مذہب غیر کا مقتضی ہوا اباحت اوسکے کو پس اگر
وہ شخص بموجب خواہش اپنی کے کبھی حلال بنا لیوے اوس شی کو اور کبھی حرام تو اس سے دور کر دینا
شریعت کا لازم آتا ہے اور وہ شخص اس آیت کے وعید مین داخل ہوگا افمن اتخذ الہہ
ہواہ الایہ قال شاہ ولی اللہ فی الانصاف بعد الماتین ظہر فیہم التمذہب بالمذاہب غیر انہم
وکان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان انتہی ملخصا کہا شاہ ولی اللہ صاحب نے بیچ انصاف کے

بعد دوسو کے ظاہر ہوا انہین پکڑنا ایک ایک مذہب کا اور تھا یہ واجب اوس زمانہ مین وقال
الشعرانی فی المیزان وجب علی العامی التقلید بمذہب واحد خوفا من الوقوع
فی الضلال وعلیہ عمل الناس الیوم انتہی ملخصا کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان مین
واجب ہی عامی پر تقلید مذہب ایک کے واسطے ڈر گمراہی کے اور اسی پر عمل ہی لوگونکا اب امام غزالی و امام
پیران پیر اور شیخ احمد سرہندی اور ہزارہا علما کے کلام دال ہین اوپر وجوب تقلید کے اگر لکہی جاوین
عبارتین اونکی تو ایک کتاب عظیم الشان طیار ہوا و آیت مذکورہ بہی صاف دال ہی اوپر وجوب تقلید
معین کے بلکہ فرضیت پر کیونکہ اگر بموجب کہنے تمہارے کہ اولی الامر سی حکام اہل اسلام کی مراد لی جاوے
چنانچہ امام بخاری بہی اس آیت کو کتاب الاحکام کی ابتدا مین لایا ہی پس اطاعت حاکم اہل اسلام
کی فرض ہوئی اور امام بخاری نے ایک باب باسطے وجوب طاعت امام اور نائب اوسکے کے منعقد
کیا ہی دو تین حدیثین اوس باب کی بطور اختصار کے بیان کرتا ہون قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی فرمایا حضرت نے سنو اور قبول کرو
اگرچہ حاکم کیا جاوے تم پر غلام حبش کا یعنی اگرچہ وہ حاکم کیسا ہی رذیل ہو لیکن بعد حاکم ہونے اوسکے
اطاعت اوسکی لازم ہی اور ایک حدیث مین اطاعت کو مقید کیا ہی ساتہہ مالم یؤمر بمعصیۃ
یعنی جبتک حکم نکرے ساتہہ گناہ کے یعنی اگر ایسا حکم لگاوے کہ وہ حکم مخالف کسی آیت یا حدیث کا ہی
اوسوقت اوسکی اطاعت منع ہی کیونکہ اس سے اطاعت قران اور حدیث کی دور ہوتی ہی اور فرمایا
حضرت نے من رای من امیرہ شیئا یکرہہ فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا فیموت
الامات میتۃ جاہلیۃ جس شخص نے دیکہا حاکم اپنے سے کوئی امر پس برا معلوم ہوا اوسکو
پس چاہیے کہ صبر کرے کیونکہ جو شخص جدا ہوا جماعت سی ایک بالشت بہر پہر مر گیا مرنا اوسکا جاہلیت کا
ہی اس حدیث سی کمال درجہ کی فرمانبرداری ثابت ہوئی پس خلاصہ مطلب آیت اور احادیث مذکورہ
کا یہ ہی کہ اطاعت حاکم اہل اسلام کی بشرطیکہ وہ کام شرعًا گناہ نہو فرض ہے اگرچہ حاکم کے
اعمال مین کچھہ خلل ہو لیکن جب علما کو اطاعت اوسکی سے برگشتہ ہونا بیدینی ہی پس تقلید ایک امام کی
ائمہ اربعہ سے واجب بلکہ فرض ہوئی کیونکہ قدیم الزمان سے تقلید حکومت اہل اسلام میں جاری ہی اور

منکر تقلید پر سلطان روم سے حکم واسطے تعزیر کے نافذ ہو پس منکر اس لزوم کا گویا منکر ہے قرآن
اور احادیث نبویہ کا **سوال** اگر کوئی روایت امام کی مخالف قرآن یا حدیث کی ہو تو اوسوقت
عمل کرنا مذہب پر بموجب اطاعت حاکم کے کب درست ہو **جواب** پایا جانا روایت مفتی بہ کا
مخالف آیت یا حدیث کے بالکل محال ہے اگر بالفرض ایسی روایت کہ جسکی سند آیت یا حدیث
سے نہو اور مخالف ہو ادلہ قطعیہ کے اوسوقت تقلید پر اڑنا گمراہی ہے لیکن آجتک کسی مخالف
سے ثبوت ایسی روایت کا نہیں بنسکا کیونکہ جو اونکے زعم مین بے سند معلوم ہوتی ہین علماء حنفیہ نے
اونکی سند کلام اللہ یا حدیث سے ثابت کردی ہے اگر اولی الامر سے مراد علما ہون تو بھی وجوب
بلکہ فرضیت تقلید کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ علماء ممالک اہل اسلام کے سب متفق ہین اوپر گمراہ
ہونے غیر مقلدین کے اور امت مقبولہ سے ہونا اون لوگون کا بسبب غلبہ اور تسلط کے جو خدا تعالے
نے بیچ اہل حق کے وعدہ فرمایا ہے آیات اور احادیث سے ثابت ہے قال اللہ تعالی ولقد کتبنا
فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون فرمایا اللہ جلشانہ نے اور
البتہ تحقیق لکھا ہے ہمنے بیچ زبور کے پیچھے ذکر کے کہ تحقیق مالک ہوونگے زمین کے بندے میرے نیک
فائدہ مراد عباد سے بالاتفاق امت محمدیہ ہے اور زمین عرب و شام و روم و عجم و مغرب
و افغانستان وغیرہ مین ہمیشہ سے وراثت مقلدین کی چلی آئی ہے پس یہ آیت صاف دال اوپر حقانیت
ہونے مقلدین کے ہے قال اللہ تع وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ
فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْ بَعْدِ
خَوْفِہِمْ اَمْنًا وعدہ کیا اللہ نے اون لوگونسے کہ ایمان لائے تم مین سے اور کام کیے اچھے البتہ خلیفہ
کریگا اونکو بیچ زمین کے جیسا خلیفہ کیا تھا اون لوگونکو کہ پہلے اونسے تھے اور البتہ ثابت کریگا
واسطے اونکے دین اونکا جو پسند ہو واسطے اونکے اور البتہ بدل دیگا اونکو پیچھے ڈر اونکی کے امن **فائدہ**
ہر شخص پر ظاہر ہو کہ وراثہ خلافت زمین کا بطور غلبہ و امن کے بجز مقلدین کے کسی اہل اسلام کو نہین ملا
اور غیر مقلدین مثل باقی فرقہائے باطلہ کے ہمیشہ خوار اور ذلیل ہین اور انکو کہین امن نہین حتی کہ
حکومت نصاری مین بھی جہان بڑی جماعت مقلدونکی دیکھتے ہین مقلد کہلا کر اپنے آپ کو

بچاتے ہین پس یہ لوگ ماصدق علیہ ان آیات کے کسیوجہ سے نہین ہو سکتے اور اسیطرح حدیث
لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم من خالفہم اور حدیث الجہاد ماض منذ بعثنی اللہ
الی ان یقاتل آخر ہذہ الامۃ الدجال کما مر تحقیقہما فی جواب المضمون الثانی دال ہین اوپر فضیلت
مقلدین کے کیونکہ بجز سلطان روم کے اقامت جہاد کی کسیکو ہمیشہ حاصل نہین اور وہ لوگ پابند
مذہب معین کے ہین پس جب فضیلت مقلدین کی آیات اور احادیث مذکورہ سے بوجہ احسن ثابت ہو چکی
پس مخالف انکا بموجب آیت ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی الآیہ[له] اور احادیث
من فارق الجماعۃ شبرا الحدیث اور لا تجتمع امتی علی الضلالۃ[ع] وغیرہ کے بہتر من اضل ہو کر نعمان
اضل ہوا آیات اور احادیث دال اوپر حقیت تقلید کے بے شمار ہین کہانتک ان اوراق مین بیان
کیے جاوین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم (۱۹) **مضمون** صفحہ ۲۲ حدیث مین
آیا ہی یسروا ولا تعسروا یعنی آسان کرو لوگون پر دین اور مشکل نکرو اس سے ثابت ہوا کہ اگر بعض
مسائل کسی مذہب کے لیے اور بعض دوسرے مذہب سے واسطے آسانی کے تو کچہ مضائقہ نہین بلکہ بشارت
دیگئی ہی بموجب آیت فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ یعنی خوشخبری
دی میرے بندونکو جو سنتے ہین باتین پہر اتباع کرتے ہین بہتر کا **اقول** وباللہ التوفیق
مخاطب سائل تہا اس حدیث کے حکام اہل اسلام کے ہین کیونکہ اول اس حدیث کا یہ ہی کان رسول اللہ
اذا بعث احدا من اصحابہ فی بعض امرہ قال بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا متفق علیہ
یعنی تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بہیجتے کسی شخص کو حاکم بنا کر صحابہ مین سے بیچ بعضے کام کے تو فرماتے
بشارت دینا لوگونکو نہ نفرت آسانی کرنا لوگون پر اور مشکل نکرنا اونپر **فائدہ** یعنی اے حاکمون
تمہاری اطاعت بموجب آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے لوگون پر لازم ہی
پس تمکو چاہیے کہ ہر شخص کو بموجب طاقت اوسکے کے حکم دو اور یہ مراد نہین کہ ہر مذہب کے آسان
آسان مسائل لیکر عمل کرو بلکہ شارح مشکوۃ طیبی جو بڑا محدث ہی اوسنے اسی لفظ کی شرح مین لکہا ہی
کہ جو شخص ہر مذہب سے آسان آسان مسائل لیکر عمل کرے وہ شخص زندیق ہی اور جلال الدین سیوطی
نے تواریخ الخلفا مین لکہا ہی بیچ احوال معتضد باللہ کے جو خلفا عباسیہ سے ۲۷۹ ہجری مین تہا

[له] یعنی جو شخص مسلمانون کی راہ کی پیروی نکریگا اوسکا مقام جہنم ہی

[ع] ماحصل ان دونون حدیثون کا یہ ہی کہ نہین جمع ہوتی امت میری اوپر گمراہی کے اور جو شخص جماعت سے بقدر ایک بالشت کے جدا ہو پس نکل گئے بند اسلام کے گردن اوسکی ۱۲ منہ

قال اسمعیل القاضی دخلت علی المعتضد باللہ فدفع الیّ کتابا فاذا فیہ قد جمع لہ الرخص من زلل العلماء فقلت مصنفہ زندیق قال مختلق قلت لا لکن من اباح المسکر لم یبح المتعۃ ومن اباح المتعۃ لم یبح الغناء ما من عالم الا ولہ زلۃ ومن اخذ بزلل العلماء ذہب دینہ فامر بالکتاب فاحرق انتہی ملخصا کہا اسمعیل قاضی نے کہ ایکروز گیا مین پاس سلطان وقت کے جو نام اوسکا معتضد باللہ تھا پس دی اوسنے مجکو ایک کتاب پس ناگہان اوس کتاب مین جمع کیے گئے تھے واسطے خلیفہ کے آسان آسان مسائل ہر مذہب کے پس کہا مینے بنانے والا اس کتاب کا بیدین ہے کہا سلطان نے آیا یہ مسائل غلط ہین کہا مینے نہین لیکن جس امام نے مباح کیا بعض مسکرات کو نہین مباح کیا اوسنے متعہ کو اور جسنے مباح کیا متعہ کو نہین مباح کیا اوسنے غنا کو نہین کوئی عالم مگر واسطے اوسکے لغزش ہے جسنے عمل کیا عالمون کی لغزشون پر دور ہوا دین اوسکا پس جلائی گئی وہ کتاب سلطان کے حکم سے پس جب کہ سنہ ۲ مین اس روش پر چلنے والا زندیق ہوا پس اس ۹۱ ھ ہجریہ مین مصداق آیت فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا ہونا محالات سے ہے ورنہ آٹھہ تراویح کا پڑھنا اور نمازونکو بلا عذر گھر مین جمع کرنا اور تین طلاق کے بعد بدون حلالہ کرنے کے عورت سے نکاح کرنیکو درست جاننا درست بلکہ احسن ہونا انکا لازم ہے حالانکہ بیس تراویح کا احسن ہونا حدیث نبوی اور عمل خلفاء راشدین سے ثابت ہے اسیطرح نماز کا وقت پر ادا کرنا بلا عذر جمع کرنے سے بہت بہتر ہے بلکہ بلا عذر جمع کرنے والا بموجب روایت حضرت عمر کے سخت گناہ گار ہے اسیطرح حلالہ کرنا بعد تین طلاق کے قرآن اور احادیث سے بخوبی ثابت ہے پس بیس تراویح پڑھنے والے اور نماز کو بلا عذر جمع نکرنے والے اور تین طلاق کے بعد حلالہ کرنیوالے داخل بشارت فبشر عبادی الذین الآیہ کے ہوئے نہ غیر مقلد کیونکہ آسان آسان پر عمل کرنا ضرور ہے اتباع احسن کے کیونکہ جو امر شریعت مین دوسرے کے لیے احسن ہوگا ضرور وہ امر بہ نسبت احسن کے مشکل ہوگا کیونکہ احسنیت احکام شرع کے بمقدار مخالفت خواہش نفسانی کے ہے پس حدیث اور آیت مذکور موید تقلید کی ہوئی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم (۲۰) مضمون صفحہ ۲۴ مسلمانون کو تمسخر سے ضال اور مضل کہتے ہین اور کہین تمسخر سے مشل بے غفیون اور خارجیون کے بتلاتے ہین اور نہین جانتے کہ خود

گرفتار ہین اس ضلالت مین قال اللہ تعالیٰ لا یسخر قوم من قوم ولا تنابزوا بالالقاب اقول وباللہ التوفیق جب ثبوت تقلید معین کا آیات اور احادیث سے بخوبی ہوچکا پس منکر اوسکو اگر ضال نکہا جاوے تو کیا کہا جاوے اور جب حضرت عمر کو تمہارے اکابر بسبب اقامت جماعت تراویح کی بدعتی کہنے لگے پس خارجیون اور رافضیون کی برادری سے کیون بھاگتے ہو نقل کیا ہے شیخ عبد القادر جیلانی رح نے بیچ ۱۹۴ صفحہ غنیۃ الطالبین کے اس حدیث کو قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابی فجعلھم انصاری وجعلھم اصھاری وانہ سیجئ فی اخر الزمان قوم ینتقصونھم الا فلا تناکحوھم الا فلا تشاربوھم الا فلا تناکحوھم الا فلا تصلوا معھم الا فلا تصلوا علیھم حلت اللعنۃ انتہی فرمایا آنحضرت نے اختیار کیا اللہ نے مجکو اور اختیار کیے واسطے میرے صحاب پس کیا اونکو سسرال اور مددگار میرے جلدی ہوونگے آخر زمانہ مین لوگ نسبت نقصان کے کرینگے طرف صحابہ کی آگاہ ہو کہ نہ کھانا اور پینا ساتھ اونکے اور نہ نکاح کرو اونکا اور نماز نہ پڑھو ساتھ اونکے اور نہ جنازہ پڑھو اونکا ہوگئے وہ مورد لعنت کے **فائدہ** پس بموجب حدیث مذکورہ کے نماز کا پڑھنا ساتھ لامذہب کے بالکل ممنوع ہوا اور اسیطرح باقی امور مذکورہ مین مشارکت ممنوع ہوئی پس اطلاق ان الفاظ کا ان پر بطور تمسخر کے نہین کیونکہ تمسخر اوسکو کہتے ہین کہ جو بات اوس شخص مین نہو اور وہ شخص سبقت لسانی سے اوسکا اظہار کرتا ہی جیسا کہ تم لوگ کسیکو کہتے ہو کہ مذہب چلنا کچھ برا نہین لیکن عامل الحدیث ہونا بہی گناہ نہین بعض اوقات مین تمسخر لیے مقلدون کو مذہبی سکہ وغیرہ الفاظ ناشایستہ زبان پر لاتے ہو پس یہ آیت بہی تمہاری ضلالت پر دلیل قاطع ہی خنزیر کو خنزیر کہنے والا داخل اس وعید کے نہین ہی البتہ بکری کو خنزیر کہنے والا ضرور اس وعید مین داخل ہوگا واللہ اعلم بالصواب (۲۱) **مضمون** صفحہ ۲۵ مقلد شیخ عبد القادر جیلانی رح کی بزرگی کے قائل ہین اور حالانکہ اونکی تقلید نہین کرتے انہون نے حنفیون کو فرقہ مرجیہ سے لکھا ہے اور انتقال کیا حنفی مذہب سے **اقول وباللہ التوفیق** غوث الاعظم نے غنیۃ الطالبین مین لکھا ہی کہ مارا اللہ تعالیٰ مجکو بیچ امام احمد حنبل کے مذہب پر اصول اور فروع مین اور اوٹھاوے اللہ مجکو دن قیامت کے بیچ گروہ امام میرے کے اس کلام سے کیسی پابندی مذہب معین کی ثابت ہوتی ہی یعنی مذہب معین

۵۱ قال الامام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ ... اسلافنا ... [illegible]

سعین کے معتقد ہوئے شیخ کے یا غیر مقلد اور مرجیہ کہنا شیخ کا بہ نسبت بعض فرقہ حنفیونکی ہی جیسا کہ لکھا ہی
غنیہ کے صفحہ ۲۲ مین واما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا
ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ فرقہ حنفیہ سے مراد بعض حنفی ہین کہا جنھون نے
کہ ایمان معرفت اور اقرار کرنا ساتھ اللہ اور رسول کے ہی **فائدہ** حنفیون کی کسی کتاب معتبر مین
یہ نہین لکھا کہ ایمان عبارت معرفت سے ہی بلکہ کتب عقائد مین یون لکھا ہی قال فی العقائد النسفی
الایمان ہو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ والاقرار بہ یعنے لکھا ہی عقائد نسفی مین کہ ایمان عبارت ہی
تصدیق قلبی و اقرار زبانی سے قال العلامۃ فی شرحہ ان بعض القدریۃ ذہب الی ان
الایمان ہو المعرفۃ واطبق علمائنا علی فسادہ یعنی بعض فرقہ قدریہ کا یہ مذہب ہی کہ ایمان معرفت
کو کہتے ہین اور متفق ہین علما ہمارے یعنی حنفی وغیرہ اوپر نادرست ہونے اس عقیدہ کے خلاصہ کلام کا
یہ ہی کہ کوئی حنفی ایمان کو معرفت نہین کہتا اگر بالفرض کسی حنفی کا یہ اعتقاد ہوا سکو ہم ہی گمراہ جانتے
ہین شاید کسی قدریہ نے بظاہر حنفی کہلا کر ایمان کو معرفت کہا ہو جیسا کہ غیر مقلدین حنفیو نمین جا کر
حنفی کہلا کر عوام کو گمراہ کرتے ہین ایسے حنفیونکی گمراہی مین کچھ شک نہین اور نقل کرنا شیخ کا مذہب
حنفی سے علی تقدیر الصحۃ بباعث کم ہونے متبعان امام احمد حنبل کے ہوا ہوگا نہ کہ مذہب حنفی کو غلط
سمجھکر ورنہ قضا کرنا شیخ کا نماز روزے کو جو حنفی ہو کر گذاری نہین ثابت کرو بلکہ مذہب حنفی
کی عظمت اور حقیت شیخ کی اس کلام سے بخوبی ثابت ہوتی ہی اما اذا کان الشیء مما اختلف
الفقہاء وساغ فیہ الاجتہاد کشراب عامی النبیذ مقلد الابی حنیفۃ رح وتزوج
امرأتہ بلا ولی علی ما عرف من مذہبہ اولیکن لاحد ممن ہو علی مذہب الامام احمد
والشافعی الانکار علیہ لان الامام احمد قال فی روایۃ المروزی لا ینبغی للفقیہ ان یحمل
الناس علی مذہبہ فالانکار انما یتعین فی خرق الاجماع دون المختلف فیہ انتہی ملخصا
غنیہ صفحہ ۱۴۳ خلاصہ ترجمہ کا یہ ہی اگر ہو مسئلہ مختلف فیہ مجتہدین مین مثل پینا شیرہ انگور کا اور نکاح کرنا
عورت کا بغیر ولی کے بموجب تقلید امام اعظم کے جایز ہی اور نہین درست شافعی اور حنبلی وغیرہ کو سرزنش
کرنی مقلد امام کے کو کیونکہ کہا ہی امام احمد رح نے نہین لائق عالم کو برانگیختہ کرنا لوگون کو طرف مذہب

اپنے کے **فائدہ** باوجودیکہ مسئلہ شیرہ انگور اور نکاح بلا ولی میں استدلال جانبین کا آیات و حدیث سے ہی پھر بھی کسی عالم کو حدیث کے ذریعہ سے دوسرے مذہب والے کو اپنے مذہب کی طرف کھینچنا درست نہیں پس بموجب تحقیق شیخ کے جو شخص لوگونکو امام معصوم لینے نے اعتقاد کراتے ہیں سخت گمراہ ہیں گمراہ ہوئے ہیں والله اعلم علام

(۲۲) **مضمون** صفحہ ۲۷ عجب عقل ہے کہ چارون ائمہ کو فروعات میں حق کہتے ہیں اور خود امام کا قول ہی کہ حق نہیں موضع خلاف میں مگر ایک پھر مقلد ہیں امام کا اور دوسری طرف جانیکو حرام جانتے ہیں باوجودیکہ جب حج کیا منصور نے تو کہا امام مالک کو کہ حکم کرون میں تمہاری کتاب کے موافق اور سب رعیت کو بھی حکم دون کہ بغیر موطا امام مالک کے اور پر عمل نکرین پس کہا امام مالک نے لا تفعل هكذا فدع الناس وما اختاروا لانفسهم ای بادشاہ نکر اسطرح اور چھوڑ دے لوگونکو ساتھ اوس چیز کے جو پسند کیا ہی انہون نے اپنے نفسونکے واسطے اگر تقلید مذہب معین کی اچھی ہوتی تو امام مالک منع نہ فرماتے منصور کو

اقول وبالله التوفیق چارون مذاہب کے فروعات کا حق ہونا باین معنی کہ ہر امام نے بموجب اجتہاد اپنے کے جو حکم ثابت کیا ہی انکو اوسکے تابعدار اوسکے کو بغیر اوسکے اور پر عمل کرنا شرعاً درست نہیں ورنہ تکلیف مالا یطاق لازم آویگی قال الله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها لکھا ہی شاہ عبد العزیز صاحب نے بیچ تحفہ اثنا عشریہ کے در غیر منصوصات حکم معین نیست از جانب خدا بلکہ حکم الہی در حق ہر کس ہمانست کہ در اجتہاد اوست یا در اجتہاد متبوع او منتہی شود خلاف آن انتہی یعنی شرعی حکم ہر مجتہد کو مسائل اجتہادیہ میں یہ ہی کہ موافق اجتہاد اپنے کے عمل کرے اور اسیطرح ہر مقلد کو بموجب اجتہاد امام اپنے کے عمل کرنا چاہیے اور موضع خلاف میں حق کا ایک ہونا باعتبار واقع کے ہی نہ باعتبار عمل کے ورنہ کوئی روایت امام سے نقل کرو اور منع کرنا امام کا منصور کو اپنی کتاب موطا کے رواج دینے سے اسواسطے تھا کہ جب لوگون میں کتب حنفیہ وغیرہ جو اونکو پہونچ گئی تہین پسند کرکے عمل کرنا شروع کیا اون لوگون کو اپنی کتاب کی طرف کھینچنا بموجب اس آیت کے منع تھا قال الله تعالی والذین یحاجون فی الله من بعد ما استجیب له حجتهم داحضة عند ربهم وعلیهم غضب ولهم عذاب شدید یعنی وہ لوگ جو جھگڑتے ہین بیچ دین الله کے پیچھے مقبول ہونے اوسکے کے دلیل اونکی گری ہی نزدیک پروردگار اونکے کے اور اوپر اونکے

له قال نبی ﷺ قال ابو حنیفه کل مجتہد مصیب والحق عند الله تعالی واحد کہا امام صاحب نے کہ ہر مجتہد مصیب ہے یعنی باعتبار عمل کے اور حق واقع میں عند الله ایک ہے ۱۲ مولوی عبد العزیز

اوپر اونکے غضب ہی اور اونکے واسطے عذاب سخت **فائدہ** پس قول امام مالک موجب اس آیت کے
دلیل قاطع ہی اس امر پر کہ جو لوگ کسی مذہب حقہ کے پیرو ہون اونکو اور مذہب کیطرف کھینچنا بہت
گناہ ہی پس جو لوگ مذاہب حقہ پر بہتان باندھکر لوگونکو غیر مقلد بناتے ہین موجب آیت اور فرمانے
امام مالک کے گنہگار ہوئے واللہ اعلم وعلمہ اتم **(۲۳) مضمون** صفحہ ۲۰ اگر غور سے دیکھا جاوے
تو بہت آیات قرآن سکے منع کرتے ہین ایسی تقلید کو کہ راے مجتہد کو مثل حکم خدا کے جانے اور حدیث
صحیح اوسکے مقابل نہ مانے فرمایا اللہ جل شانہ نے اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ یعنی پکڑا اپنے علما اور مشایخ کو معبود سوا اللہ کے یعنی اونکا کہنا مثل خدا کے کہنے کی سمجھتے ہین
اور مولوی اسمعیل صاحب نے اس تقلید کو شرک اور کفر لکھا ہی **اقول وباللہ التوفیق** اس آیت مین
مذمت علماے یہود و نصاری کا بیان ہی کہ جو واسطے طمع دنیا کے احکام قطعیہ کو مخالف حکم دیکر لوگونکو
ممنون احسان اپنا کرتے قال رسول اللہ صلعم انما هلك الذين قبلكم انهم كانوا اذا سرق
فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد فرمایا حضرت نے بیشک
ہلاک ہوئے پہلے لوگ بسبب اسکے کہ اگر چوری کرتا کوئی شریف نہ حد جاری کرتے اوسپر اور اگر غریب
پر چوری ثابت ہوتی تو اوسپر حد سرقہ کی لگاتے — مقلدین مذاہب حقہ تو امام کے قول کو
کسی آیت یا حدیث کا مبین سمجھکر عمل کرتے ہین ہرگز مورد اس آیت کے نہین بلکہ ائمہ مجتہدین کی
اطاعتکو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین فرض لکھا ہی اور عبارت اوسکی یہ ہی
باید دانست کہ اطاعت غیر او تعالی بالاستقلال کفرست و معنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست
کہ اورا مبلغ احکام او ندانستہ ربقہ اطاعت در گردن اندازد و این ہم نوعے از شرک کہ در آیہ
اتخذوا احبارهم الآیہ نکوہش آن فرمودہ اند پس آنانکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض ست
شش گروہ اند از انجملہ مجتہدین شریعت اند حکم ایشان بطریق واجب تخییر لازم الاتباع عوام
امت ست زیراکہ فہم اسرار شریعت ایشانرا میسرست قال اللہ تعالی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ وجہ فرق در اطاعت و عبادت کہ در شرائع اطاعت غیر را جایز بلکہ واجب ساختہ اند عبادت
غیر را بہیچ حال روا نداشتہ آنست کہ اطاعت بجا آوردن حکم کسی کہ او شایان حکم الہی ست و لیاقت

حکم‌رانی در غیر او تعالی نیابتہ نیز متصور ست مثل رسول و حاکم بخلاف عبادت کہ حقیقت او غایت
تذلل ست پس شایان نیست مگر کسیکہ غایت عظمت داشتہ باشد و آن منحصر در یک ذات حق ست
و بس و بسبب آنکہ جہال فرق نمی کنند در معنی اطاعت و عبادت در ورطہ تحیر می افتند و مشرکین ہر فرقہ
ایشان را الزام مید ہند کہ شرک در ہر مذہب و دین ست زیرا کہ اطاعت غیر اللہ در جمیع ادیان
مسلم ست مثل اطاعت پیغمبر و مرشد و مجتہد انتہی ملخصاً اور مولوی اسمعیل صاحب نے بھی اطاعت بالاستقلال
غیر اللہ کو شرک لکھا ہوگا ورنہ یہ قول ان کا مخالف ہو آیت فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
کے پس تا بعد اس قول مولوی اسمعیل صاحب کے کا مورد آیت اتخذوا احبارہم الآیہ کا ہوگا واللہ
اعلم و علمہ اتم (۲۴) مضمون صفحہ ۲۰ بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا پیروی کرتے ہیں ہم
جسپر پایا اپنے باپ دادون اپنونکو اس آیت مین اشارہ واسطے ابطال تقلید کے ہو اقول
و باللہ التوفیق یہ آیت مین اشارہ واسطے ابطال اوس تقلید کے ہو جو کفار اپنے باپ دادا کے
کہنے پر بے دلیل اڑے رہے تھے واسطے ابطال تقلید متنازعہ فیہ کے بلکہ یہ تقلید اسی آیت کی آخر سے
ثابت ہوتی ہے یعنی او لو کان اٰباؤہم لا یعقلون شیئاً ولا یہتدون یعنے اگرچہ ہون
باپ دادا اونکے بے عقل اور بے ہدایت یعنی اگر باپ دادا صاحب عقل اور ہدایت ہون او سوقت
اونکی پیروی کرنی درست ہی کیونکہ حقیقت مین یہ پیروی خدا اور رسول کی ہو قال اللہ تعالی ام کنتم
شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الہک
والہ اٰبائک ابراہیم و اسمعیل و اسحاق الہا واحداً آیا تھے تم گواہ جب حاضر ہوئی موت
حضرت یعقوب علیہ السلام کو جسوقت فرمایا یعقوب نے بیٹون اپنونکو کہ کسکو پوجو گے میرے بعد
کہا اونہون نے کہ پوجینگے معبود تیرے کو اور معبود تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق
کو معبود ایک یہ آیت دلیل ظاہر ہو اوپر تقلید باپ دادا کے اگر ہدایت پر ہون علاوہ برین اگر
تمکو اتباع باپ دادا کی مطلقاً منظور نہین تو جو شخص تمہارے سے نو مسلم نہین تو اوسکو معاذ اللہ
اسلام چھوڑ کر اور دین اختیار کرنا پڑیگا کیونکہ اسلام قدیم رسم باپ دادا کی ہو اور صرف غیر مقلد
ہونے سے استیصال متابعت کا محالات سے ہے ورنہ تمکو مورد آیت بل نتبع

ما الفینا کے مین داخل ہونا بموجب قول اپنے کے پڑا واللہ یہدی من یشاء الی صراط
مستقیم (۲۵) **مضمون** صفحہ بہ حضرت نے بہتر قیدیون بدریون کو کچھ لیکر چھوڑ دیا
اور حضرت عمر کی راے کے موافق گردن نہ ماری تب یہ آیت نازل ہوئی لولا کتاب من اللہ
سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنے اگر نہوتا حکم خدا کا پہلے سے البتہ مس کرتا تمکو بیچ لینے
تمہارے کے عذاب بڑا فرمایا آنحضرت نے اگر اوترتا عذاب نہ نجات پاتا کوئی سوا عمر کے اسیطرح
سعد بن معاذ حضرت کے مشورہ کو کہ دیوین مشرکین کو نصف ثمرہ نہ مانا اور کہا کہ اگر یہ حکم وحی سے ہے تو
ہمکو قبول ہے اگر آپنے اپنی راے سے کہا ہے تو ہم نہین دینگے مگر تلوار پس جب حضرت کا کہنا نہ ماننا
جو وحی سے تہا کفر ہوتا تو کیا عتاب تک بہی نفرمایا باوجود ہونے اس آیت کے وما کان لمومن ولا
مومنة اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ یعنی نہین ہے کسی مسلمان مرد اور عورت کو
کہ جب اللہ اور رسول حکم کرے کام کا تو کچھ اختیار رہے اوسکو اپنے کام کا پس مخالفت مجتہد کی
راے کو کسطرح ضلالت اور شقاوت کہتے ہو اقول وباللہ التوفیق حضرت عمر نے بسبب مشورہ
طلب کرنے آنحضرت کے قتل کرنیکی راے دی تہی اور اسیطرح حضرت سعد نے راے اپنے وقت آنحضرت
کے یون ظاہر کی کہ صلح نصف ثمرہ سے اوترنا میرے نزدیک بہتر ہے اور مشورہ کرنا آنحضرت کا بموجب
آیت شاورہم کے تہا یعنی مشورہ مین داخل کر صحابہ کو پس اگر حضرت عمر اور سعد اپنی اپنی راے کے
بموجب بیان نکرتے تو تعمیل حکم آنحضرت کی ہے جو بموجب آیت شاورہم کے تہا مجروح مردہ کر
مورد آیت وما کان لمومن الآیہ کے ہوجاتے پس تعمیل حکم خدا اور رسول کو مخالفت رسول کے
نام رکہکر صحابہ کبار کو مستوجب آیت وما کان لمومن الآیہ کا قرار دینا ایمانداری سے بعید ہے اور
مطلب آیت مذکورہ کا یہ ہے نہیں اختیار ہے اہل اسلام کو مرد ہو یا عورت جب حکم کردے خدا
اور رسول اور راے حضرت عمر اور سعد کی بطور مشورہ کے قبل حکم لگانے آنحضرت کے تہی
کیونکہ مشورہ کرنا قبل حکم کرنیکے مشروع ہے نہ بعد حکم کے قال اللہ تعالی واذا عزمت فتوکل
علی اللہ واللہ اعلم وعلمہ اتم قصہ مذکورہ سے کسقدر بزرگی حضرت عمر کی اور صحت راے
اونکی معلوم ہوتی ہے کہ احاطہ تقریر اور تحریر سے برتر ہے پس تاریخ باجماعت کو جو حضرت

عمر نے اپنی خلافت مین جاری کین برا ماننا اور نماز بلا عذر جمع کرنیکو سنت سمجھنا حالانکہ حضرت عمر نے
اپنی خلافت مین منادی واسطے منع کرنے جمع کرنے نماز بلا عذر کے کرادی تھی موطا امام محمد کے
۴۴ صفحہ مین موجود ہے اگر ایسے لوگون پر بموجب آیت لولا کتاب سبق الآیۃ عذاب آسمانی نازل
ہو تو تعجب نہین اعاذنا اللہ منہ بفضلہ وکرمہ (۲۶) **مضمون** صفحہ ۴۰ — وصیت کی حضرت نے
پرہیزگاری اور تابعداری خلیفہ کی جو کوئی جیتا رہا دیکھیگا اختلاف بہت فعلیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین المہدیین وعضوا علیہا بالنواجذ یعنی پس لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ
خلفاء راشدین کا خوب مضبوط اور نہین کہا طریقہ کسی مجتہد کا **اقول وباللہ التوفیق** تابع کو
جو طریقہ خلفاء راشدین یعنی حضرت عمر رض اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کا ہو بدعت کہنا اور یہ
اس حدیث کو منھ پر لانا سو ردلم تقولون مالا تفعلون مین داخل ہونا ہو اور مراد سنت خلفاء
سے یہ ہو کہ جو خلفاء اجتہاد کی رو سے احکام شرعیہ کا استخراج کرین پس یہ حدیث صاف دال
ہے اوپر حجیت اجتہاد کے [illegible] لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ اور آیت فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ
اور آیت وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ [illegible] وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا وغیرہ دال ہین اوپر فضیلت
مجتہدین کے اور گذر چکی تحقیق اسکی بیچ جواب مضمون [illegible] کے واللہ یہدی من یشاء الی
الصواب الیہ المرجع والمآب (۲۶) **مضمون** صفحہ ۴۰ [illegible] عالم حقانی ہو
جو جلسے اور تخصیص ایک کی ہمہ فساد کا ہو **اقول وباللہ التوفیق** عالم حقانی وہی عالم ہو
کہ جسکا اعتقاد موافق علماء وفضلاء حرمین شریفین وغیرہ باشندگان دار الاسلام کے ہو ورنہ تکذیب آیات
اور احادیث کی جو بیچ جواب مضمون ۱۹ کے درج کی گئی ہین لازم آتی ہو پس جب تمنے وجوب تقلید کا علماء
حرمین وغیرہ ہی ثابت کر لیا اور کسی عالم خاص پر تحقیق اپنی منحصر نہ کی اور یہ شخص خود [illegible] کو فتوی حرمین
سے تسلی حاصل ہوئی اور تمنے ایک مولوی نذیر حسین صاحب سے پوچھکر جو علماء دار الاسلام
نین تقلید کو شرک اور بدعت کہکر شہر بشہر فساد برپا کیا اب بنظر انصاف خیال کرو کہ مفسد فساد
تم ہو یا ہم واللہ یعلم المفسد من المصلح (۲۷) **مضمون** صفحہ ۴۲ جو کوئی کہ [illegible]
سمجھنے کو بڑا علم درکار ہے یہ بات نادانی کی ہے **اقول وباللہ التوفیق** تمہارے مقتدا یعنی

کیونکہ [illegible] وہ بات کہ [illegible] نہین عمل [illegible]

یعنی مولوی نذیر حسین صاحب نے ایک فتوی مین رب المال کو مضارب سے لینا فی ماہ دس مبالغ کا بطور
نفع کے درست کر دیا اور سند اوسکے یہ آیت بیان کی هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ یعنے
نہین بدلا احسان کا مگر احسان اور حالانکہ سود ہونا اسکا آیات و احادیث سے اظہر من الشمس ہے
جب اگلے پیشوا کا یہ حال ہی تو عوام کالانعام کا کیا حال ہوگا شاید ایسے مجتہدون کے نزدیک اجرت
زنا کی بھی درست ہووے تو تعجب نہین کیونکہ وہان بھی یہ قیاس معلم اول کا صادق آتا ہی یعنی
عورت زانیہ نے زانی پر احسان کیا اور زانی نے بعوض احسان اوسکے کچھ روپیہ دیدیا۔ بیت
از کرامات شیخ ما یہ عجب ❊ گر بہ شاشید گفت باران ست ❊ اعاذنا اللہ من هذه الطامة
الشنیعة بمنہ وکرمہ (۲۸) مضمون صفحہ ۴۳ اجماع کیا ہی صحابہ نے اسپر جو شخص
فتوی پوچھے حضرت ابوبکر سے اور حضرت عمر سے اوسے درست ہی کہ پوچھے ابوہریرہ اور معاذ بن
جبل سے اقول وباللہ التوفیق بعد ثبوت اس اجماع کے جواز تقلید معین کا زمانہ صحابہ مین بھی
اسی اجماع سے ثابت ہوتا ہی کیونکہ لفظ درست کا دال ہی اوپر درست ہونے تقلید معین کے بلکہ
ابوموسی اشعری سے امام بخاری نے یون نقل کیا ہی لا تسئلوا عنی ما دام هذا الحبر فیکم یعنے
نہ پوچھو مجھسے جبتک یہ عالم یعنی عبداللہ بن مسعود تمہارے مین ہین اور فرمایا آنحضرت نے اصحابی
کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم یعنی اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین جسکی تقلید کروگے ہدایت پاؤگے
اور حضرت عمر نے منع کر دیا تھا حضرت ابوہریرہ کو فتوی دینے سے اخیر عمر مین جیسا بیان کیا اسکو ملا علی
قاری نے واما ابو هريرة فانه لم يكن من اهل الفتوى بل كان من الرواة كان لا يعرف
الناسخ من المنسوخ ولا يتأمل في المعنى ولاجل ذلك حجر عليه عمر عن الفتوى في آخر عمره تھی عبارتہ
پس نقل کرنا اجماع صحابہ کا بیچ حق ابوہریرہ کے بالکل غلط ہوا علاوہ برین وجوب تقلید معین کا بعد دو سو برس
کے ہوا ہی جیسا کہ کہا ہی شاہ ولی اللہ نے بعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم وكان ذلك
هو الواجب في ذلك الزمان پس بیان کرنا معترض کا اون حالات کو جو قبل استقرار وجوب کے
تھے بیفایدہ ہی الحمد لله الذي هدانا الصراط المستقيم (۲۹) مضمون صفحہ ۴۳ لکھنا
مقلدوں کا تقلید کے معنے امام اعظم کی جو مفتی بہ مسائل اونکے ہین اونہین جانتا صحیحین اور سنن کو

نہیں ہے حقیقت میں تقلید بلکہ وہ عامی ہے تقلید کا یہ قول ابن ہمام حنفی کا ہے **اقول و باللہ التوفیق**
پس بموجب اس قول ابن ہمام کے جو شخص صورتین مسائل کی جانتا ہو اور بوقت حاجت کے عمل
کرتا ہے مقلد حقیقی ہوا اور جس شخص نے وعدہ تقلید مذہب حنفی کا صدق دل سے کیا اور ایفاء عہد
کر بیٹھے وہ بھی زمرہ مقلدین میں داخل ہے کیونکہ وعدہ کا خلاف کرنا علامات نفاق سے ہے
اس زمانہ کے لوگ غیر مقلد مثال میں سو نہ ہو دعوی حنفیت کا روبرو عوام کے کرتے ہیں
اور شب و روز مخالفت امام کی بسر گرمی ہیں قال اللہ تعالی کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا
ما لا تفعلون (۴۳) **مضمون** صفحہ ۳ امام صاحب نے فرمایا ہے کہ جب ثابت ہو حدیث صحیح
تو وہی ہے مذہب میرا **اقول و باللہ التوفیق** مراد اس کلام سے یہ ہے کہ جو حدیث امام کو قطعاً ملی ہو
اور مقابل اس کے امام نے اپنے قول یعنی قیاس ظنی پر فتوی دیا ہو اور مراد اس سے ایسی حدیث نہیں
کہ جسکا پہونچنا امام کو ثابت ہے جو امام نے اوس حدیث کو لائق عمل نہ سمجھکر متروک کیا جیسے حدیث
آمین بالجہر اور ترک قراءۃ فاتحہ خلف الامام [illegible] کے کیونکہ کوئی ادنی سے ادنی صاحب عقل یہ بات
اپنی متبعین کو نہیں کہہ سکتا کہ میرے نزدیک یہ [illegible] کے نہیں لیکن تمکو ضرور چاہیے
کہ اس دلیل کو معتبر سمجھکر عمل کرنا علاوہ برین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کلام میرا
کلام الہی کو منسوخ نہیں کر سکتے تو پھر تم آمین خفیا و ترک قراءۃ خلف امام [illegible] کو
الآیہ اور آیت اذا قرئ القرآن الآیہ سے ثابت ہے کیوں انکار کرتے ہو فما هو جوابکم فهو
جوابنا هذا لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا (۴۳) **مضمون** صفحہ ۳ عبد الوہاب شعرانی نے
لکھا ہے میزان میں کہ جو منقول ہے بعض اولیا کا حنفی اور بعض کا شافعی ہونا قبل رتبہ کمال سے تہا **اقول**
و باللہ التوفیق یعنے بعد ولی کامل ہونیکے تقلید مذہب معین کے ضرور نہیں اور قبل اس
رتبہ کے تقلید واجب ہے جیسا کہ نقل کیا ہے شعرانی نے میزان میں اپنے شیخ علی الخواص سے
بار بار قال الشعرانی فی المیزان و سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالی یقول انما
امر علماء الشریعۃ الطالب بالتزام مذهب معین تقریبا للطریق انتہی اور لکہا ہے امام شعرانی
نے میزان میں و قد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ ان ائمۃ الفقهاء والصوفیۃ کلهم یشفعون فی مقلدیهم

عند سوال منکر ونکیر وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولما مات الشیخ ناصر الدین اللقانی رآه بعض الصالحین فی المنام فقال له ما فعل الله بک فقال لما اجلسنی الملکان فی القبر اتاهما الامام مالک فقال مثل هذا یحتاج الی سوال فی ایمانه بالله ورسوله تنحیا عنه فتنحیا عنی انتہی ملخصا تحقیق علما او مشائخ شفاعت کرینگی مقلدون انہونکو وقت سوال منکر نکیر کے اور وقت حشر او حساب و وزن اعمال او پل صراط کے اور جب مر شیخ ناصر الدین لقانی خواب مین دیکھا اسکو بعض صالحین نے پس پوچھا کہ کیا کیا اللہ جلشانہ نے تیری ساتھ پس فرمایا انہون نے جب بٹھایا مجکو فرشتون نے بیچ قبر کے آیا انکو امام مالک پس کہا ایسا شخص محتاج ہو طرف سوال ایمان کے کنارہ کرو اس سے پس کنارہ کیا انہون نے میرے سے اور یہہ بھی لکہا ہی کہ مسلم امام اعظم کا موافق تہو ساتہ کلام اللہ اور حدیث کے اب بیچ خدمت غیر مقلدین کے یہہ عرض ہی کہ تمکو بموجب قول شعرانی کے مقلد ہونا ضرور ہوا ورنہ گمراہ ہوکر شفاعت اماموں دین سے محروم ہوکر خوار اور ذلیل ہوگے کیونکہ تمہارے بین کوئی شخص کمال ولایت کو نہین پہونچا اگر بموجب زعم تمہارے کے ہوگا تو کوئی فرد خاص ہوگا واللہ اعلم وعلمہ اتم (۳۲) مضمون صفحہ ۳۰ کہا ابو محمد ظاہری نے نہین جانتے ہم کسیکو ان تینون قرنون مین جو ہوتے تہے کہ کسی نے کسیکی تقلید کی ہو اقول وباللہ التوفیق یہہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ امام ابو یوسف نے رواج دیا مذہب حنفی کو اور ابو یوسف تبع تابعین ہین کیونکہ یہہ شاگرد ہین امام اعظم کے اور انکا تابعین ہونا اتفاقی ہے جیسا کہ لکہا ہی ملا علی قاری نے شرح موطا امام محمد مین وعبارت انکی یہہ ہی وقیل الروی الامام مالک عن عائشہ بنت ابی وقاص وصحبتہا ثابتة فیکون تابعیا کابی حنیفة الا انه تابعی بلا خلاف انتہی یعنی امام مالک کے تابعی ہونے مین اختلاف ہی اور امام اعظم کے تابعی ہونے مین کسیکو کلام نہین جب تبع تابعین ہونا امام ابو یوسف کا ثابت ہوا پس تقلید مذہب حنفی کے قرن ثالث مین پائے گئے اور رواج دینا امام ابو یوسف کا مذہب حنفی کو ابن حزم سے شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان المحدثین مین نقل کیا ہی ابن حزم در جائے نوشتہ ہست کہ این دو مذہب مذہب حنفی ومالکی در عالم از راہ ریاست رواج گرفتہ اند

زیراکہ قاضی ابو یوسف قضائی کل ممالیک بدست آوردہ از طرف و قضاۃ میفرستند و قاضی را حکم میکرد کہ عمل و حکم بمذہب ابو حنیفہ نماید انتہی ملخصا والایراد بان الرواج بطریق الرعایا یوہم النقص مردود کایراد النصاریٰ علی دین الاسلام بان رواج ہذا الدین فی العالم شاع بالسیف فما فہم اور فرقہ ظاہریہ سنت جماعت سے خارج ہی جیساکہ ذکر کیا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور کہا شاہ ولی اللہ نے قول جمیل مین کہ ظاہری تو کی مجلس مین قضا درست نہین پس نہ معلوم ہونا ابو محمد ظاہری کو مثل نہ معلوم ہونے آفتاب کے ہی شپرک کو (بیت) گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم (۴۴) مضمون صفحہ ۳۸ - ذکر کیا ہی محیط مین امام محمد نے کہ جو شخص مبتلا ہوا ایک عورت کے مقدمہ مین کسی فقیہ سے پوچھکر عمل کیا بعد اوسکے ایسی عورت کے مقدمہ مین کسی اور فقیہ سے یا اوسی سے پوچھا اوس فقیہ نے برخلاف پہلے مقدمہ کو حکم دیا حالانکہ صورت دونو ایک تہی درست ہی اوس شخص کو عمل کرنا بموجب اس روایت کے جو مخالف ہی پہلی روایت معمولہ اور کہا امام محمد نے یہ سب قول امام اعظم اور ابو یوسف کا ہے اور اسیطرح بعض مجتہدین نے وقت ضرورت کے اپنے مذہب کے خلاف عمل کیا باوجودیکہ [illegible] رائے کے موافق عمل واجب ہی پس مقلد اولی ہے اس بات مین جب دیکھے مصلحت [illegible] اقول وباللہ التوفیق عمل کرنا مجتہد کا مخالف مذہب اپنے کے بسبب کسی ضرورت کے قطع نہا سے ہے جیساکہ لکہا ہی صحیح مسلم وغیرہ مین کہ حضرت نے بسبب مصلحت وقت کے موقوف کیا بنا کعبہ کا حالانکہ بسبب غلطی بنا کے دوبارہ لازم تہا بنانا اوسکا اور عوام کو اوسوقت مین تقلید مذہب معین کی واجب نتہی جیساکہ لکہا ہی شاہ ولی اللہ نے انصاف مین بعد المائتین ظہر فیہم التمذہب باعیانہم وکان ذلک واجبا انتہی یعنی بعد دو سو برس کے ایک مذہب پر چلنا واجب ہوا اور وفات امام اعظم رح کی بعد ایکسو پچاس برس کے ہوئی ہی پس روایات تامہ جو موہم عدم وجوب تقلید معین کے ہین مضر نہونگین مثلا امامت ابو بکر صدیق رض کی بوقت موجودگی آنحضرت صلعم کے لازم کیا بلکہ گناہ تہی اور بعد وفات آنحضرت صلعم کے اطاعت ابو بکر صدیق

ت روی اعزم کرنا اسلامیت کے رواج پانا اس طرف کا نقصان پر دلالت کرتا ہے مردود ہے مثل اعتراض نصاریٰ کے اس اسلام پر کہ رواج اسلام کا بشمشیر ہوا ہے ۱۲

کی بسبب اجماع کے لازم ہوئی اسیطرح اطاعت ہر خلیفہ و سلطان کی اپنے اپنے وقت مین بموجب
اجماع اہل اسلام کے واجب و لازم ہے اور اسیطرح کلام اللہ آنحضرت کی حیات مین جمع
نہین کیا گیا تھا حضرت عمر رض نے ابوبکر صدیق رض کو جمع کرنے کلام اللہ کا مشورہ دیا حضرت
ابا بکر صدیق رض نے گھبراکر فرمایا کہ کرونگا مین وہ کام جو آنحضرت نے نکیا ہو پھر تکرار کرتے رہے
حضرت عمر یہان تک کہ سمجھ گئے حضرت ابوبکر صدیق کی راے حضرت عمر رض کی درستی پھر جمع کرایا
کلام اللہ کو یہ سب مذکور ہے بخاری شریف مین شارح قسطلانی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے
کہ اگر کلام اللہ کا جمع کرنا بہتر ہوتا تو حضرت نے کسواسطے جمع نکیا جواب دیا جا سکتا ہے کہ حضرت کے وقت
مین جمع کرنا کلام اللہ کا ضروریات سے نہ تھا اور بعد وفات آنحضرت کے جمع نکرنے سے خوف ضایع ہونیکا
تھا اسیواسطے خداے تعالی نے صحابہ کو دل مین الہام دیا کہ جب صحابہ حامل قرآن انتقال کر جاوینگے
تو کلام اللہ کی حفاظت کس طرح ہوگی اسیطرح قرون ثلثہ مین حاجت وجوب تقلید معین کی نہتی
کیونکہ اکثر علما و فقہا اوسوقت کے مجتہد تھے اور وہ زمانہ بسبب قرب مشعل محمدی کے لہو و لعب
سے خالی تھا اور بعد گذرنے دو سو برس کے زمانہ فساد کا پیدا ہوا تب علماے وقت نے اجماع
اوپر وجوب تقلید معین کے کیا سند اس اجماع کی وہ آیات اور احادیث ہین جو واسطے اثبات
تقلید کے مذکور ہو چکے ہین اور ہر ثبت کے علماء و بزرگون کا مقلد ہونا جو کتب تواریخ سے
ثابت ہے سند کامل ہے واسطے نقل اس اجماع کے اور نقض وارد کرنا غیر مقلدین کا اجماع مذکور پر
مثل نقض روافض کے ہے اوپر امامت ابوبکر صدیق رض کے یعنی جیسا روافض اجماع صحابہ کو جو اوپر
امامت حضرت ابوبکر صدیق رض پر ہوا تھا کمیٹی وغیرہ سے تعبیر کرتے ہین اسیطرح غیر مقلدین
اجماع علما کو نہین مانتے قال اللہ تعالی یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ
اعلم و علمہ اتم (۴۳) مضمون صفحہ ۴۲ بخاری مین ہے کہ پوچھا عبداللہ بن قیس نے
عایشہ رض سے حال غسل آنحضرت صلعم کا کہ غسل کر کے سویا کرتے تھے یا آرام فرما کر غسل کیا کرتے
فرمایا حضرت عایشہ نے کہ دونون طرح پر عمل تھا آنحضرت صلعم کا اسیطرح کلام اللہ کو کبھی آہستہ
اور کبھی بلند پڑھتے اور وتر کبھی اول شب اور کبھی آخر شب کی ادا کرتے اور کھانے سے

پہلے کبھی ہاتھ دہوتے اور کبھی دہوتے اسی قاعدے پر بعض اصحاب نے عمل اپنی روایت کے مخالف
کیا ہے جیسا کہ نکاح کر دیا عائشہ رضہ نے اپنے بھائی عبد الرحمن کے بیٹے کا اور حالانکہ روایت
کیا ہے حضرت عائشہ رضہ نے کہ بغیر ولی کے نکاح درست نہین اور اسیطرح عبد اللہ بن عمر راوی ہین
حدیث رفع یدین کے اور حالانکہ ثابت ہے نکرنا رفع یدین کا اونسے دس برس اور اسیطرح درست ہے
روایات مختلفہ مین کہ جو چاہے سو کرے **اقول وباللہ التوفیق** جو فعل آنحضرت نے کبھی کیا
اور کبھی نہین کیا اسیطرح اخیر عمر تک آنحضرت کا عمل رہا ایسے فعل کو علما سنت زائدہ سے تعبیر کرتے ہین
جیسا کہ غسل جنابت کا قبل سونیکے اور ہاتھونکا دہونا قبل کہانے کے اسی قبیل سے ہے اور جو کام آنحضرت
کے زمانہ مین یکلخت ترک کیا گیا ہو سنیت اوسکی باقی نہین رہتی اور نہ متعہ اور شراب وغیرہ کا
جو ابتدا اسلام مین رائج تہی سنت ہونا لازم آویگا اور رفع یدین کو بہی جو ثبوت اوسکا بموجب
روایت عبد اللہ بن عمر کے ہے اسی پر قیاس کرنا چاہیے ورنہ یہ امر ممکن نہین کہ ایسے صحابی جلیل القدر
ہو کر جس سنت کو آپ نے دیکھا ہے اور اوسپر دس برس برابر عمل نکرین اور جس امر کو راوی نے
تاکیداً آنحضرت سے روایت کیا ہو پہر راوی نے مخالف اوسکے عمل کرنا دال ہے اوپر متروک
العمل ہونے اوس حدیث کے والا لازم آویگا کہ وہ عاصی ہو لقولہ تعالی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ
وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ الآیۃ اور عمل حضرت عائشہ کا مخالف
روایت اپنی کو باب نکاح مین اسی قبیل سے ہے کیونکہ حدیث حضرت عائشہ رضہ کی دال ہے اوپر باطل ہونے نکاح کے
جو بغیر اذن ولی کے ہوا ہو اور وہ حدیث یہ ہے عن عائشۃ رضہ ان رسول اللہ صلعم قال ایما امرأۃ
نکحت بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل فنکاحہا باطل الحدیث رواہ الترمذی یعنی فرمایا
آنحضرت نے جس عورت نے نکاح کیا بغیر اذن ولی اپنے کے پس نکاح اوسکا روا نہین پس نکاح اوسکا باطل
ہے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو نکاح بغیر ولی کے ہو ہرگز درست نہین پس ایسی منکوحہ
سے بموجب اس حدیث کے وطی کرنی حرام ہوئی پس اگر یہ حدیث حضرت عائشہ رضہ کے نزدیک
محکم اور قوی ہوتی تو ہرگز حضرت عائشہ رضہ مخالف اوسکے عمل نکرتین ورنہ جب ایسی مقتدا کے
نزدیک تاکیدی احادیث پر عمل کرنا اور نکرنا برابر ہو تو کسی فرد بشر کو اوپر ترک کرنے ذرہ کی اوقات نا

له ورنہ لازم آویگا کہ گنہگار ہونا اونکا بموجب آیت وما کان الخ یعنی نہین اختیار کرنے عمل کا کسی ایماندار کو جو وقت کہ حکم کر دیوے اللہ اور رسول کسی چیز کا ۱۲

اور چوری کے کرنے پر سرزنش نہ کیجاوے کیونکہ وہ لوگ حدیث ابوذر کے پیش کر سکے جواب
دے سکتے ہین عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات
علی ذلک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان
زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم
انف ابی ذر رواہ الشیخان یعنی کہا ابوذر نے کہ فرمایا آنحضرت نے نہین کوئی بندہ جو کہے لا الہ الا اللہ
پھر مر گیا اسی پر مگر جاویگا وہ بہشت مین کہا مینے اگرچہ زنا کیا اوسنے اور چوری فرمایا آنحضرت نے
اگرچہ زنا کیا ہو اوسنے اور چوری کہا مین نے اگرچہ زنا کیا ہو اوسنے اور چوری فرمایا آنحضرت نے
اگرچہ زنا کیا ہو اوسنے اور چوری کہا مینے اگرچہ زنا کیا ہو اوسنے اور چوری فرمایا آنحضرت نے اگرچہ
زنا کیا ہو اوسنے اور چوری اوپر خاک آلودہ ہونے ناک ابوذر کے **فائدہ** یعنے اگرچہ ابوذر کو بہشتی ہونا
زانی اور چور کا اچھا نہین معلوم ہوتا لیکن اللہ تعالی اوسکو بہشت مین داخل کریگا اسیطرح ہر ملحد موافق مطلب
اپنے کے احادیث پیش کر سکتا ہے الغرض مقتضی اس قاعدہ کے یعنی عمل کرنا اور نکرنا برابر ہے استیصال
احکام شریعت محمدی کا لازم آتا ہے اعاذنا اللہ منہ بلکہ ایسے قاعدہ کو نسبت کرنا طرف صحابہ کرام
محمدیت سے بعید ہے بلکہ صحابہ اکبر سے مخالفت سنت کو برا جانتے تھے نقل ہے کہ ایک صحابی کی جو حضرت عمر رض
کی طرف سے حاکم تھا بھیجا اونسے ایک قاصد کو طرف حضرت عمر کے واسطے کسی کام کے جب قاصد آیا پوچھا اوس
کہ خلیفہ رسول اللہ کا کوئی عمل مخالف سنت کے تیری نظر مین آیا ہے یا نہین اوسنے کہا کہ میری نظر مین کوئی
حرکت خلاف سنت کے نظر نہین آئی مگر دو انڈے حضرت عمر رض نے میرے روبرو کھائے اور دو بستر خلیفہ
کے نیچے مجکو نظر آئے اور یہ دونون عمل سنت کے خلاف ہین کہا اوس صحابی نے کہ حکومت
نکرونگا جبتک کہ دریافت نکرون خلیفہ سے اس امر کو پھر چل پڑے راہ دور و دراز سے مدینہ منورہ
کو جب پہونچے حضرت عمر رض کے پاس قبل سلام کے یہ کلام زبان پر لائے کہ آیا نازل ہوا ہے تجھ پر
وحی آیا شریعت بدل گئی ہے فرمایا حضرت عمر رض نے کہ ای بھائی کیا کہتا ہے تو کہا اونہون نے
کہ کیون کھائے دو انڈے تو نے اور حالانکہ حضرت نے نہین کھائے اور کیون بچھائے
تو نے دو بستر مخالف سنت کے فرمایا حضرت عمر رض نے کہ غلطی قاصد کی ہے مین نے بسبب

خشونت حلق کے زردی انڈے کی جدا کھائی اور سفیدی جدی اور بسبب معلول ہونے طبیعت
کے ایک ہی بستر دو پہر کر لیا تھا پھر جمعہ کے دن حضرت عمر رض خطبہ پڑھنے لگے اور فرمایا کہ سنو تو
میری بات اور قبول کرو کہا اوس اصحابی نے کھڑے ہو کر کہ نہ سنینگے تیری بات اور نہ قبول
کرینگے کیونکہ قبل از جمعہ کے ایک کوڑتا تھا اور اب دو ہیں اور حالانکہ آنحضرت نے دو کوڑتے تقسیم
فرمایا حضرت عمر رض نے کہ یہ کوڑتا میں نے اپنے بیٹے سے مانگ کر واسطے جمعہ کے لیا ہی اپنے بیٹے سے
حضرت عمر رض نے اوسوقت گواہی دلوائی پھر کہا اوس اصحابی نے کہ اب سنینگے ہم تیری بات
اور قبول کرینگے واذا وعیت هذا فلا تحمل علی الصحابة الا علی محمل صحیح کما ان عمل عبد الله
بن عمر یحمل علی انه اطلع علی نقص حدیثه بوجه من الوجوه وکذلک عائشة عملت بقوله
تعالی حتی تنکح زوجا غیره لانه اسند فی الآیة النکاح الی المرأة وحدها ولهذا لم تعمل بروایة
فاحفظ فانه ینفعک فی کثیر من المواضع والله اعلم وعلمه اتم (۳۵) مضمون
اختلاف فقہا کو مثل آیت کفارہ کے جاننا چاہیے اطعام عشرة مساکین من اوسط ما تطعمون
اهلیکم او کسوتهم او تحریر رقبة یعنی کھانا کھلا دو دس مسکینوں کو یا کپڑے پہنا دو دس کو
یا ایک غلام کو آزاد کر دو جیسا کہ خدا تعالی نے ان تین امور میں اختیار دیدیا ہے جسکو چاہے
کر لے اسیطرح چار اماموں میں سے کسیکا مسئلہ برت لیا اور کبھی کسی اور کا [illegible] اونکے حق ہونیکے
یہی معنے ہیں اور جیسا روافض وغیرہ کے مسئلہ پر عمل کرنا درست نہیں اگر اونکے مسئلہ پر بھی عمل
درست ہوتا تو کس وجہ سے خارجیوں کو دوزخی سمجھا جاوے اور شافعیوں کو جنتی اقول و
باللہ التوفیق اہل سنت جماعت کا یہی مذہب ہے کہ جیسے آیت کفارہ مذکورہ میں یہ حکم
ہے کہ تین چیزوں میں سے ایک کو ضرور ادا کرے ورنہ گنہگار ہوگا اسیطرح چار مذاہب میں سے
ایک کو اختیار کرلے ورنہ گمراہ ہو جاویگا اور جیسا تینوں امور میں سے کچھ ادا کرے جیسے یا پانچ
کہ دو آدمی کو کھانا کھلا دیا اور تین آدمیوں کو کپڑے پہنا دیے اور نصف غلام آزاد کر دیا کفارہ
ساقط نہیں ہوتا اسیطرح بلا ضرورت ہر مذہب سے کچھ کچھ لیکر عمل کرنے والا گنہگار ہوگا اور
چاروں کے برحق ہونیکے یہی معنے ہیں کہ چاروں میں سے ایک پر عمل کرنے والا فرقہ ناجیہ میں

داخل ہے یہی ہین معنی حدیث اختلاف امتی رحمت کے اور لکھا ہی شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ مین در غیر منصوصات حکم معین نیست از جانب خدا بلکہ حکم الٰہی در حق ہر کس ہمانست کہ در اجتہاد او ست یا در اجتہاد متبوع او ست ہمین ست معنی اختلاف امتی رحمۃ انتہی واللہ اعلم وعلمہ اتم

(۳۶) **مضمون** صفحہ ۴۴ - واسطے منع الحمد کے کوئی حدیث صحیح منقول نہین اور صحاح مین اسکے منع کا ذکر بہی نہین ہے حدیث مین **اقول وباللہ التوفیق** یہ بالکل غلط ہی بلکہ آیت دلالت کرتی ہی کہ پڑہنا سورہ فاتحہ کا پیچھے امام کے درست نہین قال اللہ تعالیٰ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ فرمایا اللہ جل شانہ نے پس جسوقت پڑہا جاوے قرآن پس سنو تم اوسکو اور چپکے رہو تاکہ رحم کیے جاؤ تم اور کہا امام احمد نے اجمع الناس علی ان هذه الآية نزلت في الصلوة یعنی نزول اس آیت کا نماز کے بارے مین ہوا ہی اور حدیث انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فانصتوا تفسیر اس آیت کا روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور نسائی اور ابو داؤد اور مسلم نے اور کہا مسلم نے کہ یہ حدیث صحیح ہی پس جب مقتدی کو موجب آیت مذکورہ چپکے رہنا ضرور ہوا تو الحمد کا پڑہنا کب درست ہوگا اور احادیث اس باب مین بہت ہین کچھ بطور اختصار کے بیان کیے جاتے ہین کہا امام محمد نے موطا مین عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم من صلى خلف الامام فان قراءة الامام له قراءة یعنی مقتدی کو قرأت امام کی کفایت کرتی ہی اور کہا امام محمد نے عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد ام رسول اللہ صلعم الناس في العصر قال فقرأ رجل خلفه فغمزه الذي يليه فلما ان صلى قال لم غمزتني قال كان رسول اللہ قدامك فكرهت ان تقرأ خلفه فسمعه النبي صلعم قال من كان له امام فان قراءة الامام له قراءة امامت کی جناب رسولخدا نے وقت عصر کے پس پڑہا ایک شخص نے پیچہے آپکے پس ٹہوکا اوسکو پاس والے نے پہر بعد نماز کے پوچہا کہ کیون ٹہوکا تو نے مجہکو کہا اوس شخص نے کہ برا معلوم ہوا مجکو پڑہنا تیرا پیچہے رسول اکے حضرت نے یہ ماجرا سنکر فرمایا جسکے لیے ہو امام پس قرأۃ امام کی مقتدی کے واسطے قرأت ہی روایت کیا اسکو حاکم اور طحاوی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو حنیفہ نے ساتھ اسناد صحیح کے وعن عبد اللہ بن عمر ان النبي صلعم قال من كان له امام فقراءة الامام له قراءة روایت کیا اسکو طحاوی نے وقال

عمر بن الخطاب لیت فی فم الذی یقرء خلف الامام حجرا کہا عمر بن خطاب نے کاش کے پتہر ہون
اوسکے موںہہ مین کہ جو شخص پڑہے پیچہے امام کے روایت کیا اسکو امام محمد نے و قال علی بن ابی طالب
من قرأ خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ اور فرمایا حضرت علی نے جس شخص نے پڑہا پیچہے امام کے
پس تحقیق مخالفت کی اوسنے دین کی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے فاذا ثبت منع الحدیثین
المذکورین الی الخلیفتین مع کونہما مخالفین للقیاس کان کرفعہما الی النبی م لقولہ
علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین الحدیث اور روایت ہے عبید اللہ
بن مقسم سے انہ سال عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ فقالوا لا تقرأ
خلف الامام فی شیٔ من الصلوۃ یعنی کہا عبد اللہ اور زید اور جابر نے نہ پڑہ تو پیچہے امام کے کسی نماز مین
روایت کیا اسکو طحاوی نے قال جابر من صلی رکعۃ لم یقرأ بام القرآن فلم یصل الا ان یکون
وراء الامام جسنے پڑہی کوئی رکعت نہ پڑہا اسمین سورہ فاتحہ پس نہ ہوئی نماز اوسکی مگر اگر ہو پیچہے امام
کے روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے اور کہا ترمذی نے ھذا حدیث حسن صحیح عن عطاء انہ
سال زید بن ثابت عن القرأۃ فقال لا قرأۃ مع الامام فی شیٔ یعنی نہین قرأہ ساتہ امام کے
کہین روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی اور ابن ابی شیبہ نے و عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان
اذا سئل ھل یقرأ احد خلف الامام یقول تحسبہ قرأۃ الامام و اذا صلی وحدہ فلیقرأ
قال کان عبد اللہ بن عمر لا یقرأ خلف الامام جب کوئی پوچہتا عبد اللہ بن عمر سے قرأہ خلف
امام کو فرماتے کافی ہے اوسکو پڑہنا امام کا اور جب پڑہے تنہا پس چاہیے کہ پڑہے قرأۃ کو ضرور روایت
کیا اسکو امام مالک اور امام محمد اور طحاوی وغیرہ نے وعن ابراھیم ان عبد اللہ بن مسعود لم
یقرأ خلف الامام لا فی الرکعتین و لا فی غیرھما نہین پڑہتے تہے ابن مسعود پیچہے امام کے کسی رکعت مین
روایت کیا اسکو امام اعظم نے وعنہ انہ لم یقرأ علقمۃ خلف الامام حرفا لا فیما یجہر فیہ
و لا فیما لا یجہر فیہ و لا بام الکتاب و لا بغیرھا و لا اصحاب عبد اللہ بن مسعود جمیعا نہین پڑہا
علقمہ نے پیچہے امام کے سورہ فاتحہ اور نہ غیر اوسکا کسی نماز مین یہی عمل تہا عبد اللہ بن مسعود
کے یاروں کا روایت کیا اسکو امام اعظم نے قال ابو جمرۃ قلت لابن عباس اقرأ و الامام

بين يدي فقال لا کہا ابو حمزہ نے کہ کہا میں نے ابن عباس سے کہ کیا پڑہوں میں پیچھے امام کے کہا ابن عباس نے کہ نہ روایت کیا اسکو طحاوی نے قال ابو درداء ادی ان الامام اذا ام القوم فقد کفاهم کہا ابو درداء نے کہ میرے اعتقاد مین یہ ہے کہ امام کفایت کرتا ہے مقتدیون کو یعنی اونکو حاجت قراءۃ کی نہین روایت کیا اسکو طحاوی اور نسائی نے قال سعد وددت ان الذي يقرأ خلف الامام في فيه جمرة کہا سعد نے جو صحابہ عشرہ مبشرہ سے ہین دوست رکہتا ہون مین تحقیق کہ انگارون سے بہرا جاوے مونہہ پڑہنے والا کا پیچھے امام کے وقال علقمة لان اعض على جمرة احب لي من ان اقرأ خلف الامام روایت کیا ان دونون حدیثون کو امام محمد نے قال عبد الله بن مسعود ليت الذي يقرأ خلف الامام ملئ فوه ترابا کہا ابن مسعود نے کاشکے بہرا جاوے خاک سے مونہہ پڑہنیوالیکا پیچھے امام کے روایت کیا اسکو طحاوی نے قال زيد بن ثابت من قرأ خلف الامام فلا صلوة له جسنے پڑہا پیچھے امام کے نہین ہوتی نماز اوسکی روایت کیا اسکو امام محمد نے قال الشعبي ادركت سبعين بدريا كلهم على انه لا يقرأ خلف الامام ذکر کیا اسکو فی تخاریج بخاری نے اور کہا سرخسی نے اجمع الصحابة على منع القراءة خلف الامام اجماع کیا صحابہ نے اوپر منع ہونے قراءۃ خلف امام کے ذکر کیا اسکو ابن ہمام نے فتح القدیر مین یہ سب آثار بسبب مخالف ہونے قیاس کے حکم مرفوع مین ہین قال الشيخ عبد الحق في بعض تصانيفه والرفع الحكمي فكاخبار الصحابي عن ترتب ثواب وعقاب على فعل او نحو ذلك مما لا مجال فيه للاجتهاد ويجزم انه من السنة الى غير ذلك من الصور التي لا مجال فيه للاجتهاد انتهى ملخصا واذا قرعت سمعك هذه الادلة من الكتاب والسنة واقوال الصحابة واجماعهم فلا اظنك شاكا في كون القراءة خلف الامام غير مشروع ولذا قال ابراهيم النخعي الذي يقرأ خلف الامام فاسق رواه ابن ابي شيبة الذي هو من اساتذة الشيخين باسناد صحيح والله اعلم وعلمه اتم

(۳۷) مضمون صفحہ ۴۴ ۔ کوئی حدیث آمین آہستہ کی بیچ صحاح مین نہین ہے **اقول وبالله التحقيق** یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ آیت اور احادیث صحیحہ سے علماء حنفیہ نے آمین آہستہ کو ثابت کیا ہے قال الله تعالى ادعوا ربكم تضرعا وخفية فرمایا خدا تعالی نے دعا مانگو

رب اپنے سے گڑگڑا کر اور چپکے آمین کا دعا ہونا آیت قد اجیبت دعوتکما سے ثابت ہی پس آمین کو آہستہ کہنے والا کا عمل موافق کلام اللہ کے ہوا عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلعم اذا قرا ولا الضالین فقال آمین خفض بہا صوتہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور یہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط بخاری اور مسلم کے وعنہ انہ صلی مع النبی صلعم فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ خلاصہ ترجمہ ان دونون حدیثون کا یہ ہی کہ حضرت نے نماز مین ولا الضالین کے بعد آمین آہستہ کہی روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد طیالسی وغیرہ نے اپنے مسانید مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا حاکم نے ہذا حدیث صحیح ولم یخرجاہ یہ حدیث صحیح ہے اور نہ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے یہ اعتراض ہی اوپر شیخین کے کہ باوجود صحیح ہونے اس حدیث کو کیون نہ داخل کیا اسکو صحیحین مین عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فان الملائکۃ تقول آمین وان الامام یقول آمین فمن وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہم ما تقدم من ذنبہ فرمایا حضرت نے جب کہے امام ولا الضالین پس کہو تم آمین کیونکہ فرشتے کہتے ہین آمین اور کہتا ہی امام آمین پس جو شخص کہ موافق ہو گئے آمین اوسکے ساتھ آمین فرشتون کے بخشے جاتے ہین گناہ اوسکے پہلے **فائدہ** قول آنحضرت کا کہ کہتا ہی امام آمین صاف دلالت کرتا ہی اوپر آہستہ ہونے آمین کے ورنہ اس قول کا بیفائدہ ہونا لازم آویگا اور کہا بعض علما نے مراد موافقت سے موافقت فی الصفۃ ہی یعنی جیسے فرشتے آمین کو آہستہ کہتے ہین یہ بھی آہستہ کہو اور جیسے فرشتے خشوع اور اخلاص سے کہتے ہین اسیطرح مقتدیکو اخلاص و خشوع چاہیے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ قال اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ البخاری والنسائی وابو داؤد عن سمرۃ سکتتان حفظتہما عن رسول اللہ فنہا قتادۃ ماہاتان السکتتان قال اذا دخل فی صلاتہ واذا قال ولا الضالین رواہ ابو داؤد دو سکتے یاد رکھتا ہون مین رسول اللہ سے کہا ہمنے قتادہ سے کہ کونسے ہین وہ سکتے کہا قتادہ نے کہ جب داخل ہوتے نماز مین یعنی سبحانک اللہم آہستہ پڑھنے کے لیے سکتہ کرتے اور جب فارغ ہوتے قرأۃ فاتحہ سے یعنی دوسرا سکتہ کرتے آمین کہنے کے لیے قال الطیبی والاظہر ان

سلہ ترجمہ اسکا موافق حاشیہ اول کے ہے ۱۲ … سبحانک اللہم … دارقطنی … ۱۲

ان السکتة الاولی للثناء والسکتة الثانیة للتامین قال ابو وائل لویکن عمر وعلی
یجھران ببسم اللہ ولا بالتامین کہا ابو وائل نے نہین تھے عمر رض اور علی رض جہر کرتے ساتھہ بسم اللہ
اور آمین کے روایت کیا اسکو طبرانی نے تہذیب الآثار مین وعنه کان عمر وعلی رضی اللہ عنہما
لا یجھران بالبسملة ولا بالتعوذ ولا بالتامین ذکر کیا اسکو سیوطی نے جمع الجوامع مین پس
جبکہ ثابت ہوا دونون خلیفوں سے آہستہ کہنا آمین کا پس بموجب حدیث علیکم بسنتی
وسنة الخلفاء کے ہمکو بھی آہستہ کہنا ضرور ہوا عن ابن مسعود اربع یخفیهن الامام وذکر
منها آمین کہا ابن مسعود نے چار چیز کو آہستہ کہے امام ذکر کیا اونمین آمین کو وهذا الاثر لکونه
مخالفا للقیاس ایضا فی حکم المرفوع لما مر من قبل فتذکر وایضا قال رسول اللہ
صلعم ما حدثکم ابن مسعود فصدقوه فرمایا آنحضرت نے جو بیان کرے ابن مسعود پس
سچا جانو تم اوسکو بموجب آیت اور احادیث اور آثار مذکورہ کے اخفاء آمین کو اختیار کیا
علماء حنفیہ نے اور ایک قول امام مالک اور قول جدید امام شافعی کا بھی یہی ہے کہا عینی نے
شرح بخاری مین اور کوئی حدیث جہر کی اوپر شرط شیخین کے ثابت نہین ہوئی ورنہ بخاری
اور مسلم ضرور بیان کرتے اور تنویر الحق مین لکھا ہے کہ حدیث وائل کی جسمین ذکر جہر کا
ہے معارض ہی ساتھہ اوس حدیث وائل کے جس مین ذکر اخفا کا ہے پس ساقط ہوجاوینگی
یہ حدیثین اور باقی رہینگی ہمارے لیے حدیثین سکتہ کی اور آثار اور آیت شریفہ اور یہ ہمارا
بعد تسلیم کے ورنہ حدیث جہر کی صحت کو نہین پہونچتی ہے غایت یہ کہ وہ حسن ہو سو بھی روایت
مدکی ہی نہ روایت جہر کی اور حدیث اخفا کی صحیح ہوا و پر شرط صحیح بخاری اور مسلم کے پس وہ دونوں حدیثین
ساقط ہوگئی حدیث جہر کی باقی وسالم رہین ہمارے لیے حدیثین اخفا اور سکتہ کی اور آثار اور
آیت شریفہ واللہ اعلم وعلمہ اتم (۳۸) **مضمون** صفحہ ۴۴ سطر ۳ رفع الیدین کو بڑے بڑے حنفی سنت
کہتے ہین **اقول وباللہ التوفیق** علماء حنفیہ کے نزدیک رفع الیدین کا سنت ہونا ثابت نہین
بموجب ان احادیث کے عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ صلعم
ونحن رافعوا ایدینا فی الصلوة فقال مابال رافعی ایدیهم فی الصلوة

کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ کہا جابر نے کہ نکلے ہمپر رسول اللہ پس فرمایا کیا حال ہی کہ ہم اوٹھانے والے تھے ہاتھ اپنے نماز مین پس فرمایا کیا حال ہی ہاتھونکا اوٹھانے والون کا نماز مین گویا کہ وہ دُمین ہین سرکش گھوڑون کے سکون کرو یعنی ہاتھ نہ اوٹھاؤ نماز مین روایت کیا اسکو ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو اوستاد ہین بخاری او رمسلم کے اپنی کتاب مصنف مین عن جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ روایت کیا اسکو مسلم نے عن البراء بن عازب ان النبی صلعم کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ ثم لم یرفعہما حتی یفرغ تحقیق رسول خدا جبکہ اوٹھاتے دونون ہاتھونکو شروع نماز مین پھر نہ اوٹھاتے فارغ ہونے تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور ابوداؤد اور طحاوی وغیرہ نے عن علقمہ قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلعم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑہاؤن نماز رسول اللہ جیسے پھر نماز پڑہی پس اوٹھائے ہاتھ اپنے مگر پہلی بار روایت کیا اسکو ابوداؤد اور طحاوی اور استاد بخاری او رمسلم کے نے وعنہ قال لا اخبرکم بصلوۃ رسول اللہ فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد روایت کیا اسکو نسائی نے وعنہ قال صلیت خلف النبی وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوۃ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے کہ نماز پڑہی مینے پیچھے آنحضرت کے اور ابوبکر او رعمر کے پس اوٹھائے اونھون نے ہاتھ اپنے مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو اوستاد ہین بخاری او رمسلم کے اپنی کتاب مصنف مین عن عبد اللہ بن عباس قال قال النبی صلعم لا ترفع الایدی فی شیء الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ وفی العیدین وعند استلام الحجر وعلی الصفا والمروۃ وعند عرفات وعند جمع وعند رمی الجمار فرمایا آنحضرت نے نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ کسی چیز مین مگر سات جگہونمین شروع نماز مین اور عیدین اور وقت چومنے حجر اسود کے اور صفا اور مروے پہ اور نزدیک عرفات اور مزدلفہ اور رمی جمار کی روایت کیا اسکو بیہقی نے اور رفع یدین دعا قنوت مین بموجب حدیث ہدایہ کے ہے قال رسول اللہ صلعم لا ترفع

کا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرۃ القنوت الخ یعنی نہ اوٹھائے
جاوین ہاتھہ مگر سات جگہہ ابتدا نماز کے اور تکبیر قنوت مین آخر حدیث تک بیان کیا اسکو بہہ آ
مین قال فی الکبیری ورفع الیدین فی تکبیرۃ القنوت مروی عن عمرؓ وعلیؓ وابن
مسعودؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ والبراء بن عازبؓ یعنی رفع یدین کرنا قنوت مین روایت کیا گیا
ہے اصحاب مذکورین سے ذکر کیا اسکو اثرم نے اور بیہقی نے بیچ سنن کبیر کے قال الملا علی القاری
فی الرسالۃ التی الفہا لتحقیق الاحادیث الموضوعۃ وقال السخاوی حدیث وکیع بسندہ
عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلعم یرفع الایدی عند سبع مواطن عند افتتاح
الصلوۃ واستقبال القبلۃ والصفا والمروۃ والموقفین والجمرتین لا یصح رفعہ والصحیح
وقفہ علی ابن عمرؓ وابن عباسؓ قلت وعلی تقدیر عدم صحۃ رفعہ یکفینا صحۃ وقفہ
لاسیما وھو فی حکم المرفوع اذ لا یقال مثل ھذا من قبل الرای فکیف وقد روی
الطبرانی بسندہ عن ابی لیلی عن الحکم عن المقسم عن ابن عباسؓ عنہ علیہ الصلوۃ
والسلام لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین تفتتح الصلوۃ وحین یدخل
المسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا والمروۃ وحین یقف مع الناس
عشیۃ عرفۃ وبجمع والمقامین حین یرمی الجمرۃ وذکرہ البخاری معلقا فی کتابہ
المفرد فی رفع الیدین فقال وقال وکیع ابن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس
عنہ علیہ السلام لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ واستقبال الکعبۃ
وعلی الصفا والمروۃ وبعرفات وبجمع وفی المقامین عند الجمرتین انتہی حاصل ترجمہ کا
یہہ ہے کہ حدیث لا ترفع الایدی آہ یعنی نہ اوٹھائے جاوین ہاتھہ بجز سات مقام مذکورہ کے
ثابت ہے بموجب سند وکیع اور طبرانی اور ذکر کرنے امام بخاری کے اپنی کتاب مفرد مین بیچ بیان
رفع الیدین کے ہو **فائدہ** پس حدیث قولی واسطے عدم رفع کے پائی گئی اور واسطے رفع یدین کے
کوئی حدیث قولی صحاح ستہ مین نہین ہے پس عمل حنفیون کا موافق اس آیت کے ہوا
قال اللہ تعالی ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا روایت کیا امام اعظم رح

نے حماد سے انہون نے ابراہیم سے انہون نے اسود سے ان عبد اللہ بن مسعود کان یرفع
یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود الی شئ من ذلک ویأثر ذلک عن رسول اللہ صلعم عبد اللہ بن
مسعود اوٹھاتے تھے ہاتھ اول تکبیر مین پھر نہ عود کرتے تھے طرف کسی چیز کے اور نقل کرتے تھے اسکو
آنحضرت سے قال محمد بن ابی یحیی صلیت الی جنب عبد اللہ بن الزبیر فجعلت ارفع یدیہ
فی کل رفع وخفض قال یا ابن اخی رأیتک ترفع فی کل رفع وخفض وان رسول اللہ کان اذا
افتتح الصلوۃ رفع یدیہ ثم لا یرفع فی شئ حتی فرغ کہا محمد نے کہ نماز ادا کی مین نے طرف پہلو
عبد اللہ بن الزبیر کے پس رفع یدین کیا مین نے ہر اوٹھنے اور جھکنے مین کہا عبد اللہ بن زبیر نے
اے بھتیجے دیکہا مینے تجکو ہاتھ اوٹھاتے ہر اوٹھنے اور جھکنے مین اور حالانکہ آنحضرت اوٹھاتے تھے ابتدا نماز
مین پھر نہ اوٹھاتے تھے کسی چیز مین فارغ ہونے تک روایت کیا اسکو بیہقی نے خلافیات مین عن جابر رأیت
رسول اللہ رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لا یرفعهما حتی انصرف اخرجہ ابو داؤد یعنی دیکہا
مینے حضرت کو اوٹھاتے دونون ہاتھ ابتدا نماز مین پھر اوٹھاتے سلام پھیرنے تک یہ حدیث
جامع الاصول و بحر الرائق وغیرہ مین موجود ہے عن عبد اللہ بن مسعود قال الا اصلی بکم
صلوۃ رسول اللہ صلعم قال فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ وفی روایۃ سفیان قال فرفع یدیہ
فی اول مرۃ وقال بعضهم مرۃ واحدۃ عن البراء ان رسول اللہ صلعم کان اذا افتتح الصلوۃ
رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود وفی روایۃ قال رأیت رسول اللہ صلعم رفع یدیہ
حین افتتح الصلوۃ ثم لم یرفعهما حتی انصرف روی هذه الاحادیث ابو داؤد حاصل
ترجمہ کا یہ ہے کہ نہین اوٹھائے ہاتھ آنحضرت نے سوا تکبیر اولی کے روایت کیا ان احادیث کو ابو داؤد
نے قال الاسود رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ الافتتاح ثم لا یعود
یعنی رفع یدین کیا حضرت عمرؓ نے بیچ تکبیر اول کے پھر نہین کیا روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ابن
ابی شیبہ اور طحاوی نے اسیطرح سے منقول ہے حضرت علیؓ سے عن کلیب ان علیا
کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ ثم لا یعود روایت کیا اسکو امام محمد طحاوی وغیرہ نے ساتھ
سند صحیح کے ذکر الزیلعی عن ابن مسعود انہ قال صلیت خلف النبی صلعم وابی بکر وعمر

وعثمان فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوۃ نماز پڑہی مینے پیچہے آنحضرتؐ اور
خلفاء ثلثہ کے پس نہ رفع یدین کیا اونہون نے بدون تکبیر تحریمہ کے قال ابراھیم کان عبد اللہ
لا یرفع یدیہ فی شیٔ من الصلوۃ الا فی افتتاح الصلوۃ روایت کی یہ طحاوی نے ساتھ سند
صحیح کے قال عبد العزیز رایت ابن عمر یرفع یدیہ حذاء اذنیہ فی اول تکبیرۃ افتتاح
الصلوۃ ولم یرفعہما فیما سوی ذلک روایت کیا اسکو امام محمد نے قال مجاھد ما رایت ابن عمر
یرفع یدیہ الا فی اول ما یفتتح الصلوۃ روایت کیا اسکو ابی شیبہ نے جو استاد مین بخاری
کے قال الزیلعی روی عن مجاھد خدمت ابن عمر عشر سنین فما رایتہ یرفع یدیہ فی
شیٔ من صلوتہ الا فی التکبیرۃ الاولی کہا مجاہد نے خدمت کی مینے ابن عمر کی دس برس پس
نہین رفع یدین کیا اونہون نے مگر تکبیر تحریمہ مین قال عمرو بن مرۃ دخلت مسجد حضرموت فاذا
علقمۃ بن وائل یحدث عن ابیہ ان رسول اللہ کان یرفع یدیہ عند الرکوع وبعدہ فذکرت
ذلک لابراھیم فغضب قال رآہ ہو ولم یرہ ابن مسعود ولا اصحابہ کہا عمرو بن مرہ نے داخل ہوا
مین بیچ مسجد حضرموت کے پس ناگہان علقمہ بن وائل حدیث بیان کر رہے تہے باپ اپنے سے کہ
تحقیق آنحضرت صلعم رفع یدین کرتے تہے رکوع مین اور بعد رکوع کے پس ذکر کیا مینے اسکا ابراہیم کے
پاس پس غصہ مین آگئے وہ اور کہا کہ دیکہا رفع یدین کرنا آنحضرتؐ کا وائل نے اور نہ دیکہا عبد اللہ
بن مسعود نے اور نہ اونکے یارون نے روایت کیا اسکو طحاوی نے واما ما روی خلاف ذلک
فیحتمل النسخ کما تدل علیہ ھذہ الاخبار التی قد بلغ قدر المشترک منہا حد الشہرۃ منہا
ما سمعت الآثار الاربع التی رویت براھیم وعبد العزیز وابن ابی شیبۃ والزیلعی ان ابن عمر
لم یکن یرفع یدیہ مع کونہ راویا لحدیث الرفع فعدم عملہ علی حدیث الرفع ینادی علی ان
عدم الرفع الذی روی عنہ ترفع الایدی فی سبع مواطن صحیح عندہ ومنہا ما [illegible]
المذکورۃ عن الخلفاء بعد النبی علی عدم الرفع ومنہا ما روی عن ابن مسعود رفع النبی صلعم فرفعنا و[illegible]
فترکناہ ذکرہ فی الکافی رفع یدین کیا حضرت نے پس کیا ہمنے بہی [illegible] پہر چہوڑ دیا رسول نے
چہوڑ دیا ہمنے بہی ومنہا ما روی عن احد من الرواۃ قال حین [illegible] المسجد [illegible]

یرفعون ایدیہم فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع الراس من الرکوع فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ وفی روایۃ کفوا فی الصلوٰۃ ذکرہ فی النہایۃ دیکھا حضرتؐ نے لوگونکو رفع یدین کرتے رکوع اور بعد رکوع کے پس فرمایا آنحضرتؐ نے کیا ہی واسطے میری کہ دیکھتا ہون تمکو رفع یدین کرتے گویا کہ وہ دمین ہین گھوڑون سرکشونکی سکون کرو نماز مین منہا ماروی عن ابن عباسؓ ان العشرۃ المبشرۃ ماکان یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوٰۃ ذکرہ فی النہایۃ والکفایۃ عشرہ مبشرہ نہین تھے رفع یدین کرتے سوای تکبیر تحریمہ کے منہا ماروی عن ابن الزبیر انہ رأی رجلا یصلی فی المسجد الحرام کان یرفع یدیہ عند الرکوع ورفع الراس منہ فلما فرغ من صلوٰتہ قال لا تفعل فان ہذا شیٔ فعلہ النبیؐ ثم ترک ذکرہ ابن ہمام فی فتح القدیر دیکھا ابن زبیر نے ایک نمازی کو خانہ کعبہ مین رفع یدین کرتے کہا اوسکو بعد نماز کے مت رفع یدین کر کیونکہ اسکو حضرتؐ ذکر کے ترک کردیا تھا منہا ما قال ابن عباس ما رأیت فقیہا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر تکبیرۃ الاولیٰ نہین دیکھا مینے کسی عالم کو کبھی رفع یدین کرتے سوا تکبیر تحریمہ کے روایت کیا اسکو طحاوی نے معانی آثار مین پس جبکہ ہوئین حدیثین اور آثار دلالت کرنیوالا اوپر عدم رفع یدین کے تو اسپر گذرا او عمل کیا اوپر امام اعظم اور صاحبین نے اور امام مالکؒ وغیرہ نے ذکر کیا اسکو عینی نے شرح بخاری مین واللہ اعلم وعلمہ اتم (۳۹) **مضمون** صفحہ ۴۸ – انتقال ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے درست ہی جیسا کہ عبد العزیز مقلاص پہلے مالکی تھے جب امام شافعی مصر مین آئے تو لازم پکڑا مذہب اونکا اسیطرح ابو جعفر ترمذی تھے حنفی فقہ امام شافعی کے پڑھ کے شافعی ہو کر سنہ ۲۹۵ ایکسو پچانوین مین وفات پاگئے **اقول وباللہ التوفیق** یہ نقلین تقلید معین کو مؤید ہین کیونکہ حاصل انکا یہ ہی کہ وہ دونون عالم پہلے ایک مذہب کے پابند تھے بعد اوسکے دوسرے مذہب کے اخیر عمر تک پابند رہے اور انتقال اوسوقت مین خصوصًا ایسے ذی علمون کو منع نہین تہا کیونکہ وہ زمانہ صلاح کا تہا اور وجوب تقلید معین پر اوس زمانہ مین اجماع ہی نہین ہوا تہا اور اس زمانہ مین انتقال درست نہین قال ابن الہمام لا یکون فی ذلک فی زماننا الا للمیل الی اللہو وباطل التجاء للنفع عن الحق

لیکون عذرا له عند الجهلة فی ترکه للدلیل البین و هو فی الحقیقة طعن علی مجتهده فکیف لا یعذر من بلغ هذا المبلغ انتہی حاصل اس کلام کا یہ ہی کہ آجکل انتقال واسطے اہو و باطل کے ہی اور نام مذہب دوسرے کا صرف حیلہ ہی واسطے تسلی جاہلون کے پس ایسا شخص ضرور لائق تعذیر کے ہی **فائدہ** پس غیر مقلد ہونا بدون انتقال کے بموجب نقول مندرجہ مضمون کے منع ہوا اور تعذیر لگانے غیر مقلد پر اس زمانہ مین بموجب قول ابن ہمام کے بطریق اولی جائز ہوے کیونکہ عمل کرنا ان لوگونکا اوپر ان مسائل کے جو مذاہب اربعہ کے خلاف ہین جیسے تراویح کا آٹھہ پڑہنا اور تین طلاق یکبار دیکر حلالا کرنیکے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرا دینا اور بلا عذر نماز کو جمع کرنا علی ہذا القیاس شامل ہی ان آیت الاس پر کہ یہ لوگ ما صدق علیہ اس آیت کے ہین اَفَمَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا یعنے آیا پس جس شخص نے پکڑا معبود اپنا خواہش اپنی کو آیا پس ہی تو اوپر اوسکے وکیل واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۰) **مضمون** صفحہ ۴۵ – فقہ مین دلیل اپنی اور مخالف کی اکثر بیان کرتے ہین اسلیے کہ جسکا مسئلہ مطابق دلیل کے ہوا اوسپر عمل کیجیے ورنہ اکیلا قول امام کا لکھنا کفایت کرتا **اقول وباللہ التوفیق** بیان کرنا دلیل مخالف کا واسطے عمل کے نہین ورنہ رد الفضل اور در روافض وغیرہ مین دلائل مخالفین کی درج کرتے بلکہ بیان دلائل مخالفین کا واسطے ہوتا ہے کہ تا اونکی رد سمجہ کر اپنے اعتقاد کو مضبوط کرلے دیکہو علم عقائد مین دلائل حکما کے جو اسلام کو بچنکے نہین کہتے تھے متکلمین نے محض واسطے رد کے درج کیے ہین غیر مقلدون کا مقتضی اس فہم اور اجتہاد کے معاذاللہ یہودی یا نصرانی ہوجانا بعید نہین ہے ۔ برین عقل و ہمت بباید گریست ۔ یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا (۴۱) **مضمون** صفحہ ۴۰ ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی کہ جس شخص نے روزہ توڑ دیا بموجب اس حدیث کے کہ روزہ دور ہو جاتا ہی غیبت کرنے اور سینگی لگانے سے اور وہ نہین جانتا منسوخ اور ماول کو تو کفارہ نہین اوسپر **اقول وباللہ التوفیق** اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص جان بوجہ کر ماول یا منسوخ پر عمل کرے اوسکا عذر شرعا قبول نہو گا جیسا کہ تاویل حدیث جمع کرنے نماز بلا عذر کے جو صحیح مسلم مین موجود ہے اوس سے منع ہونا جمع کا ثابت ہوتا ہے پس جمع کرنے والے بدون تاویل کے گنہگار ہونگے عن ابن عباس قال صلیت مع النبی صلعم ثمانیا

جمیعا و سبعا جمیعا قلت یا ابا الشعثاء اظنه اخر الظهر و عجل العصر و اخر المغرب
و عجل العشاء قال و انا اظن ذلک کہا ابن عباس نے کہ نماز پڑہی مینے ساتہ حضرت کے آٹھہ
رکعت اکٹھی اور سات اکٹھی کہا مین نے اے ابا شعثا ظن کرتا ہون مین کہ آخر وقت پڑہا ظہر کو اور اول
وقت پڑہا عصر کو کہا میرے گمان مین بھی یہی ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور حدیث طبرانی کے
صاف دال ہے اسی مضمون پر ان النبی صلعم کان یجمع بین المغرب و العشاء یؤخر هذه فی آخر
وقتها و یعجل هذه فی اول وقتها جمع کرتے تھے آنحضرت ص مغرب و عشا مین اسطرح پر کہ دیر کر
پڑہتے تھے پہلے کو یعنی ادا کرتے آخر وقت مین اور شتابی پڑہتے تھے دوسری نماز کو یعنی اول
وقت مین ادا کرتے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر مین اور منع کیا عمر بن خطاب نے جمع کرنے سے
انه کتب فی الآفاق ینهاهم ان یجمعوا بین الصلوتین و یخبرهم ان الجمع بین الصلوتین فی وقت واحد کبیرة من الکبائر
یعنی منع لکھہ بھیجا حضرت عمر رض نے ملکون مین جمع کرنے دو نمازون سے ایک وقت مین اور
خبر دی انکو کہ یہ گناہ کبیرہ ہے کبائر مین سے روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا مین کان
رسول اللہ ص اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظهر الی وقت العصر ثم نزل فجمع
بینهما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظهر ثم رکب تھے آنحضرت ص اگر
کوچ کرتے قبل زوال کے تاخیر کرتے ظہر کو طرف وقت عصر کے پھر اوترکر جمع کرتے دونوں کو یعنی
ظہر کو اخیر وقت مین ادا کرکے عصر کو اول وقت مین ادا کرتے اور اگر کوچ کرتے بعد زوال کے فقط
ظہر پڑہکر سوار ہوجاتے یعنی عصر کو نہ پڑہتے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور نسائی اور
ابو داؤد وغیرہ نے یہ حدیث صاف دال ہے اوپر نہ جمع کرنے آنحضرت ص کے سفر مین قال اللہ تعالی
ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا یعنی تحقیق نماز ہے مومنون پر فرض کیگئی وقت
مقرر پر قال اللہ تعالی حافظوا علی الصلوات محافظت کرو نمازون پر یعنی وقت پر ادا کرو
ہر نماز کو اور فرمایا آنحضرت ص نے ابوذر کو کیف انت اذا کانت علیک امراء یمیتون الصلوة او
یؤخرون عن وقتها قلت فما تامرنی قال صل الصلوة لوقتها الحدیث کیا کریگا تو جبکہ
ہونگے تجہ پر حاکم فوت کرینگے نماز کو یا پیچھے پڑہینگے اوسکے وقت سے پس کہا مینے پس کیا فرماتے آپ

مجکو فرمایا پڑہ نماز کو وقت پر روایت کیا اسکو مسلم نے قال ابن مسعود ما کان رسول اللہ
صلعم یصلی الصلوٰۃ لوقتہا الا بجمع و عرفات پڑہتے تہے آنحضرت صلعم نماز کو وقت پر مگر مزدلفہ
اور عرفات مین یعنی بغیر حج کے جمع نکرتے آنحضرت صلعم نماز ونکو ایک وقت مین **فائدہ**
یہ سنت کہنے والا جمع بلا عذر کو سخت گمراہ ہے الکونہ مخالفا للکتاب و السنۃ و اقوال
الصحابۃ ولو یرو حدیث صحیح یدل علی الجمع الحقیقی ولذا قال ابو داؤد لیس فی تقدیم
الوقت حدیث قائم واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۲) **مضمون** صفحہ ۴۶ - آج ہندوستان کا
وہ اعتبار ہے کہ منکر انکے علم اور فضل کا شمار اہل علم سے باہر ہے **اقول وباللہ التوفیق** فضیلت
مذکورہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین بلکہ بعض احادیث مین اشارہ ہے کہ فتنہ مشرق سے نکلیگا
اور فرمایا آنحضرت صلعم نے راس الکفر نحو المشرق یعنی سر کفر کا طرف مشرق کے ہے اور یہ حدیث مشکوٰۃ کی ۵۸۲
صفحہ مین ہے چونکہ ہندوستان حرمین سے طرف مشرق کے ہے اور اس زمانہ مین حکومت اہل اسلام
کی بہی نہین ہے اور جار ناچار معاملات مین بجای آیت اور حدیث کے قوانین تعذیرات ہند وغیرہ
سے متمسک پکڑا جاتا ہے پس جو شخص بلحاظ ان امور کے منکر انکے فضل کا ہوا وسکو شمار اہل علم سے
خارج کرنا اور منکر فضیلت اہل حرمین کو جو متمسک ونکا ساتہہ آیت اور حدیث کے ہے اور فضیلت
اونکی بہی ادلہ شرعیہ سے ثابت ہے اکابر دین مین شمار کرنا ایمانداری سے بعید ہے بلکہ ہم لوگونکا
بہی یہ اعتقاد ہے کہ اہل حرمین شریفین باقی مسلمانون پر فضیلت رکہتے ہین پس افسوس ہے اونکی
ایسی محمدیت پر اور ہندوستان کے اعتبار سے بہی تقلید مذہب احد کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ
ہزارہا علما ہندوستان کے مقلد ہین قال رسول اللہ صلعم ید اللہ فوق الجماعۃ اور بعضے عالمون کا
مخالف ہوکر غیر مقلد ہونا گمراہی پر دلالت کرتا ہے قال رسول اللہ صلعم من فارق الجماعۃ شبرا
فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ جو جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت پس تحقیق نکل گئی
رسی اسلام کی گردن اوسکی سے واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۳) **مضمون** صفحہ ۴۶ اور مولانا
اسحاق صاحب رفع سبابہ ہمیشہ کرتے تہے اور حالانکہ آج تک کوئی روایت قوی یا ضعیف امام اعظم
اور شاگردون اونکے سے منقول نہین **اقول وباللہ التوفیق** - یہ بالکل غلط ہے کیونکہ

لکھا ہو امام محمد رحمہ اللہ نے موطا کے ۱۲ صفحہ مین کان رسول اللہ صلعم اذا جلس فی الصلوۃ وضع
کفہ الیمنی علی فخذہ الیمنی وقبض اصابعہ کلہا واشار باصبعہ التی تلی الابہام ووضع
کفہ الیسری علی فخذہ الیسری قال محمد وبصنیع رسول اللہ ناخذ وہو قول ابی حنیفہ
یعنی تھے رسول اللہ صلعم جب بیٹھتے نماز مین رکھتے ہتیلی دہنی اپنی اوپر ران دہنی کے
اور قبض کرتے انگلیان ساری اور اشارہ کرتے ساتھ انگلی کے جو ملی ہوئی ہو انگوٹھے کے
اور رکھتے ہتیلی بائین اوپر ران بائین کے کہا امام محمد نے ساتھ فعل آنحضرت کے یعنی اشارہ
کرنیکو عمل کرتے ہین ہم اور یہی ہو قول امام اعظم رح کا اور اسیطرح امام ابو یوسف سے روایت ہو بیچ
کتاب امالی کے قال القاری بعد ذکر الاخبار الدالۃ علی الاشارۃ لم یعلم من الصحابۃ ولا من علماء
السلف خلاف فی ہذہ المسئلۃ بل قال بہ امامنا الاعظم وصاحباہ فعد الکیدانی
من المحرمات خطاء عظیم ولولا حسن الظن بہ لکان کفرہ صحیحا وارتدادہ صریحا انتہی ملخصا
یعنی متفق علیہ ہو یہ مسئلہ صحابہ و علماء متقدمین مین یعنی امام اعظم وغیرہ کو نزدیک ور شمار کرنا
اشارہ کو کیدانی مین محرمات سے خطاء عظیم ہے اگر حسن ظن نہوتا ہمارا اوسپر تو کافر اور مرتد
کہا جاتا اوسکو واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۴) مضمون صفحہ ۴۴ - جو شخص عربی سمجھ
سکتا ہو خود بلا اعانت شروح قرآن اور حدیث اور اجماع دیکھکر عمل کرے اقول و
باللہ التوفیق جب قرآن کو تم سہل اور آسان جانتے ہو جیسا کہ بیان کیا تم نے مضمون ۶
مین پس شروح اور تفاسیر کس امر کو معین ہونگی بلکہ اعانت غیر مقلدی کے استیصال مین
کرینگے کیونکہ مصنف تفاسیر اور شروح معتبرہ کے سب مقلد ہین جو آیت اور حدیث بظاہر مخالف
معلوم ہوتی ہی تطبیق دیکر موافق مذہب اپنے کے بیان کرتے ہین اور لکھا ہی تفسیر حسینی مین
بیچ تفسیر اس آیت کے یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہِمْ کہ پکارے جاوینگے اہل سنت جماعت
ساتھ ان ناموں کے یا حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی پس اگر یہ تفسیر آیت مذکورہ کی منظور
ہے تو ایمان لاؤ تقلید پر ورنہ نؤمن ببعض ونکفر ببعض کے مضمون مین
داخل ہونا پڑے گا اعاذنا اللہ منہ بمنہ وکرمہ (۴۵) مضمون صفحہ ۴۴ - ایک فرقہ

رفاض کا یہ اعتقاد ہے کہ تمسک کرنا حدیث سے غیر مجتہد کو درست نہین اقول وباللہ التوفیق
اگر مراد قائل کی یہ ہے کہ بے علم کا تمسک پکڑنا بعض اوقات مین پہونچاتا ہے گمراہی کو تو
حق ہے جیسا کہ مولوی نذیر حسین صاحب نے آیت هل جزاء الاحسان الا الاحسان
کے ساتھ تمسک پکڑکر سود کو جائز کر دیا قال فی شرح الدرر والغرض من لم یبلغ
درجة الاجتهاد یلزمه تقلید مجتهد یظنه اصوب ایا عالما کان او عامیا فانتقاله
الی مذهب آخر بتسلط الالحاد وهو مبتدع ضال اذ المقلد یکفیه قول مجتهده ادلة
للاعمال ولا یحتاج الی النصوص لعدم کفایة اقتداره باسرار المعارضات ودقایقها
من النسخ والتقیید وغیرها فله العمل بقول المجتهد فاذا ترك مذهبه عذر على الاطلاق
انتهی ملخصا یعنی غیر مجتہد عالم ہو یا جاہل ضرور ہے اوسکو تقلید مجتہد کے کہ گمان کرتا ہے اوسکو بہت
ٹھیک جاننے والا دین مین پہر نقل کرنا طرف اور مذہب کے بدعت اور گمراہی ہے الحاد جیسے کیونکہ مقلد کو
کفایت ہے اقوال امام کے واسطے عمل کرنیکے اور نہین حاجت اوسکو طرف آیت اور حدیث کے کیونکہ
نہین معلوم اوسکو طریقہ عمل کرنیکا اوپر آیات اور احادیث کے جو مخالف ہین آپس مین پس چاہیے اوسکو عمل کرنا
ساتھ قول امام کے پس اگر ترک کرے مذہب اپنے کو تعزیر لگائی جاوے اوسپر کسی مذہب کا ہو اور کہا ہے
بعض محققین نے کہ ایمان بآیت وحدیث باید داشت اما عمل بر فقہ است زیرا کہ ہر فعل مخصوص متمسک
بآیت نیست یعنی ایمان آیات پر اگرچہ لایق عمل کے نہون جیسے سورہ قل یا ایها الکافرون اور
احادیث نبویہ پر اگرچہ منسوخ ہون جیسے حدیث متعہ کی ضروریات سے ہے مگر عمل کرنا عوام کو اوپر
کتب فقہ کے چاہیے کیونکہ اگر تمسک پکڑنا آیت اور حدیث کا ہر شخص کے حق مین بہتر
ہوتا تو بہتر فرقے آیت اور حدیث سے تمسک پکڑکر گمراہ کیون ہوتے جیسا کہ بعضے آیت وما رمیت اذ
رمیت ولکن اللہ رمی سے تمسک پکڑکر ہر چیز کو خدا کہنے لگے اور بعضے آیت وهو یدرك ولا
یدرکه الابصار سے دلیل پکڑکر دیدار خدا سے منکر ہوئے اور بعضے آیت ان اللہ علی العرش استوی
اور آیت ید اللہ فوق ایدیکم سے تمسک پکڑکر خدا تعالی کو ذی جسم سمجھکر گمراہ ہوئے اسیطرح تہتر فرقونکا
حال ہے اور اعتقاد کرنا بعض رفاض کا کہ ہر شخص کو تمسک پکڑنا حدیث سے درست ہے گویا تائب ہونا ہے

اوسکا بنیاد رفض کی سے کیونکہ بہتر فرقونکی بنیاد اسی پر ہی کہ امام غیر مرۃ اور مذہب پر چلنے کو یہ معنی ہین جیسا کلام اللہ اور احادیث کو امام نے سمجھکر عمل کیا ہی ہم مقلد ونکو بھی بموجب سمجھ امام کے عمل کرنا چاہیے کیونکہ جو علم اور سمجھ اللہ جلشانہ نے سلف کو عطا کی تہی ہمکو اوسکا عشر عشیر بھی نہین ہی پس آیات اور احادیث کو مخالف امام کے سمجھکر اعتراض کرنا ثمرہ جہالت کا ہے جیسا کہ نقل کیا گیا ہے عمر بن عبد العزیز سے ابوداؤد نے فارض لنفسك ما رضی به القوم لانفسهم فانهم علی علم وقفوا وببصر نافذ كفوا ولهم علی كشف الامور كانوا اقوی وبفضل ما كانوا فيه اولی فان كان الهدی ما انتم عليه لقد سبقتموهم اليه مع انهم هم السابقون ولئن قلتم لم انزل الله آية كذا او لم قال كذا يعني اعتراضا علی السلف فنقول لقد قرؤا منه ما قرأتم وعلموا من تاويله ما جهلتم انتهى ملخصا یعنی خشنود ہو جس چیز پر خشنود ہوئے ہین مقدمین یعنے تقلید دین مین متقدمین کی کرنی چاہیے کیونکہ وہ صاحب علم اور بینائی کامل کے تہے اور قدرت زیادہ رکہتے تہے اوپر کشف امور کے اور بہتر تہے متاخرین سے اگر بالفرض ہدایت کی راہ تمہاری ہوتی تو تم بہتر ہوتے متقدمین سے اور حالانکہ فضل متقدمین کو ہی اتفاقا اور اگر کہو کیون نازل کیا اللہ جل جلالہ نے اس آیت کو ایسا اور کیون فرمایا اللہ تعالی نے ایسا یعنی بطور اعتراض کے بیان کرتے ہین کہ فلانی آیت اور حدیث مخالف سلف کی ہی پس کسطرح حق پر تہے وہ لوگ پس جواب دیتے ہین ہم کہ تحقیق پڑہا متقدمین نے اون آیات کو جو پڑہتے ہو تم اور عالم تہے وہ تاویل اون آیات کو سے اور جاہل ہو تم یعنی اگرچہ آیات اور احادیث وہی ہین جو متقدمین کے وقت مین تہین لیکن جو سمجھ اللہ تعالی نے متقدمین کو عطا کی تہی اس زمانہ مین وہ مفقود ہوا اب حضرات غیر مقلدین کی خدمت مین عرض ہے کہ رو بگریبان کرکے خیال کرین کہ متبع قرآن اور حدیث کے آپ ہین یا ہم واللہ اعلم وعلمہ اتم

(۴۶) **مضمون** صفحہ ۴۳ - امام ابو یوسف کے نزدیک جایز نہین عمل اوپر حدیث کے مگر جب کسی حدیث جاننے والے سے یا کسی کتاب مشہورہ مثل بخاری اور مسلم اور مشکوۃ مین دیکہی تو عامی کو عمل کرنے مین کچہہ اندیشہ نہین **اقول و باللہ التوفیق** یہ مضمون ہماری تحقیق کو موید ہے کیونکہ یہ صاف دال ہی اس بات پر کہ عوام کو عمل کرنا حدیث پر

بدون شرط مذکورہ کے درست نہین اور لحاظ شرط کا بدون تقلید کے محال ہے اور مراد کتب
مشہورہ سے بخاری اور مسلم اور مشکوۃ کا لینا خالی جہالت سے نہین کیونکہ یہ کتابین سالہا سال
بعد انتقال کرنے امام ابو یوسف کے تصنیف ہوئے ہین علاوہ اسکے بخاری مین بعضی حدیث
بالکل لائق عمل کے نہین ہے کما مر غیر مرۃ اور بظاہر تصانیف امام محمد اور امام ابو یوسف وغیرہ کا
مراد ہونا معلوم ہوتا ہے نقل کیا ہے مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے نافع کبیر مین کہ تصنیف
کین امام محمد نے نو سے نو سے کتاب بنیات مین ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ اعلم
وعلمہ اتم (۴۷) مضمون صفحہ ۴۴ پس معلوم ہوا کہ منع کرنے والے عمل کے حدیث پر حقیقت
مین رافضی ہین جیسے ہوئے اقول و باللہ التوفیق جیسا کہ موافق ہونا بعض کفار کا حدیث مین
اہل اسلام کو مضر نہین بلکہ واسطے الزام اون مشرکین کے جو مدعی اسلام کے ہین دلیل کامل ہے ایسا ہی
ہے موافق ہونا بعض روافض کا بیچ منع کرنے عوام کو تمسک حدیث سے کیونکہ یہ مسئلہ حق ہے ورنہ
حضرت عمر ابو ہریرہ کو فتوی دینے سے کیون منع کرتے جیسا کہ گذر چکا بیان اوسکا پیچھے لیکن غیر مقلدین
کو رافضی سمجھنے پر دلالت کرتا ہے مخالف ہونا غیر مقلدون کا حضرت عمر کے مسئلہ مذکورہ اور جمع قرآن
اور تراویح وغیرہ مین اور موافق ہونا اکثر روافض کے مسئلہ مذکورہ مین جیسا کہ دلالت کرتا ہے
مضمون غنیتا لیشوان کیونکہ حاصل اوسکا یہ ہے کہ ایک فرقہ روافض کے نزدیک تمسک حدیث درست
نہین اور باقی سب فرقے روافض کے تمسک مذکور کو مثل غیر مقلدین کے درست جانتے ہین واللہ
اعلم وعلمہ اتم (۴۸) مضمون صفحہ ۴۰۔ سلف سے آجتک کسی نے تقلید واجب نہین کہی اگر
نہ ماننے بدلیل ظاہر قرآن اور حدیث اور اجماع سے تو بیشک جھوٹے ہین اقول و باللہ التوفیق
خود نقل کرچکے ہو تم سلف سے بیچ مضمون ۳۹ کے لازم پکڑنا مذہب معین کو اور عبارت آپ کی
یہ ہے عبد العزیز مقلاص نے لازم پکڑا مذہب امام شافعی کا جبکہ آئے امام شافعی مصر مین سبیل بر حق
ہے کہ در مذکور اجافظہ نباشد اور تقلید کو واجب لکھا ہے شاہ ولی اللہ اور امام ربانی اور امام
شعرانی اور ملا علی قاری وغیرہ نے جیسا نقل کرچکے ہین ہم عبارتین اونکی بیچ اور انتصار
کرچکے ہین قرآن اور حدیث اور اجماع سے دلائل واسطے وجوب تقلید معین کے اگر کوئی

سوال کرے کہ کسی آیت یا حدیث مین یون نہین آیا کہ امام اعظم کی تقلید کرو پس کسطرح تقلید امام
کی آیت اور حدیث سے ثابت ہوسکے گی تو جواب اوسکا یہ ہی جیسا کہ نماز کے واسطے کوئی آیت
یا حدیث ایسی وارد نہین ہوئی کہ جس مین سب اشخاص کو نام بنام حکم نماز کا دیا ہو حالانکہ نماز فرض
ہی ہر مسلمان پر پس جبکہ ثبوت فرائض کا عمومات سے ہوا تو وجوب کا عمومات سے ثابت کرنا بطریق
اولی درست ہوا واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴۹) **مضمون** صفحہ ۴۹ - اور جو لوگ عامل ہوتے
اتباع کرتے ہین ظن کا یعنی آیت محکم والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین پر عمل نہین
کرتے بلکہ عمل کرتے ہین اول آیتون پر وہ داخل ہین اس آیت مین مالھم بذلک من علم ان یتبعون
الا الظن وان ھم الا یخرصون یعنی نہین اونکو علم اسکا نہین پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہین
ہین مگر اٹکل کرنے والے **اقول وباللہ التوفیق** یہ خاص طعن ہی اوپر امام اعظم رح کے
یعنی آیت مذکورہ صریح دال ہی اوپر اس بات کے کہ مدت رضاعت کی دو برس سے زائد نہین اور
امام اعظم رح نے اس آیت صریح کو ترک کرکے بموجب دوسری آیت ماول یعنی حملہ وفصالہ ثلثون
شہرا کے دو برس اور چھ مہینے کی مدت قرار دی جواب اس طعن کا یہ ہی کہ آیت حولین کاملین
سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ بعد دو برس کے رضاعت درست نہین جیسا کہ آگے آتی ہی تحقیق
اسکی اور امام اعظم رح دو برس اور چھ مہینے پر اس آیت کو دلیل پکڑتے ہین وحملہ وفصالہ ثلثون
شہرا یعنی مدت حمل اور دودہ کی تیس مہینے ہین یعنی تیس تیس مہینے ہر ایک کی مدت ہی
مثلاً اگر کہا کسی شخص نے کہ مین دس روپیہ اور چار اشرفی بعد دو مہینے کے ادا کرونگا جیسا کہ
مدت ہونا دو مہینے کا ہر ایک دس روپیہ اور چار اشرفی کے واسطے ظاہر ہے اسیطرح تیس مہینے
ہر ایک کے واسطے مدت مقرر ہوئی اور آیت والوالدات الآیہ مخالف نہین اس مضمون کے کیونکہ
ذکر حولین کا اسمین صرف واسطے استحقاق مزدوری کے ہی یعنی اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو
طلاق دیدی اور اوسکی گود مین ایک لڑکا شیرخوارہ ہی اگر اوس شخص نے اوسی عورت کو بطور
اجرت کی واسطے دودہ پلانے کے مقرر کیا تو اوس عورت کو دو برس تک کی مزدوری ضرور
ملنی چاہیے اور اگر زیادہ دو برس سے دودہ پلاویگی تو مستحق مزدوری کی نہوگی اور اس

آیت میں یہ بیان نہیں کہ دو برس کے بعد رضاعت حرام ہی کیونکہ آخر اس آیت کا صاف دلالت
کرتا ہے اوپر درست ہونے رضاعت کے بعد دو برس کے اور وہ یہ ہی فان ارادا فصالا
عن تراض منهما وتشاور فلا جناح عليهما یعنی بعد دو برس کے اگر چاہیں ماں باپ دودھ
چھڑانا خوشی اور مشورہ انکے سے پس نہیں ہی گناہ اونکو پس حمل امام اعظم رح کا احتیاط پر ہی کیونکہ موافق
ہی دونوں آیتوں کی پس افسوس صد افسوس ایسے علم پر کہ احتیاط امام کو موجب اتباع ظن بد
انکے داخل کیا انھوں نے آیت ما لهم بذلك من علم کے جو بیچ حق کفار کے وارد ہی پس مورد
اس آیت کا بیچ حق ایسے مرتدوں کے جو موجب اتباع ظن اپنے کے اماموں کو کفار سے نسبت دیتے ہیں ثابت
معنے کے پورا ہوا پایا جاتا ہی قال الله تعالى وان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله
ان يتبعون الا الظن وان هم الا يخرصون اور اگر کہا مانیگا تو اکثر اون لوگوں کا کہ بیچ زمین
کے ہیں گمراہ کر دینگے تجکو راہ اللہ سے نہیں پیروی کرتے مگر گمان کے اور نہیں وہ مگر اٹکل
کرتے فائدہ پس جو شخص ایسے مرتدوں کے جو اپنے گمان اور اٹکل سے اماموں کو کفر سے
نسبت دیتے ہیں پیروی کریگا ضرور بے دین ہو دیگا نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ
کے واسطے رضاعت کی کوئی حد مقرر نہیں یعنی اگر کوئی عورت کسی اجنبی شخص کو جو بڑی عمر
کو پہنچا ہوا ہی دودھ پلاوے تو احکام رضاعت نافذ ہونگے نزدیک عائشہ صدیقہ رض کے
جیسا کہ بیان کیا ہی امام محمد نے بیچ حدیث طویل کے فلما انزل الله تعالى في زيد
ما انزل ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله رد كل احد تبنى الى ابيه فان لم
يكن ابوه رد الى مواليه فجاءت سهلة بنت سهيل امرأة ابى حذيفة الى
رسول الله صلعم فيما بلغنا فقالت كنا نرى سالما ولدا وكان يدخل على وانا
فضل وليس لنا الا بيت واحد فما ترى في شانه فقال لها رسول الله صلعم فيما بلغنا ارضعيه
خمس رضعات فيحرم بلبنك وكانت تراه ابنا من الرضاعة فاخذت بذلك عائشة
فيمن تحب ان يدخل عليها من الرجال فكانت تامر ام كلثوم وبنات اخيها ان يرضعن
من احببن ان يدخل عليها وابى سائر ازواج النبي صلعم ان يدخل عليهن بتلك الرضاعة

احد من الناس وقلن لعائشة والله ما نری الذی امر به رسول الله صلعم سهلة الا رخصة
لها فی سالم وحده یعنی جب آیت نازل ہوئی بیچ حق زید کے جو متبنی تہا آنحضرت کا کہ بلاؤ
تم اونکو واسطے باپون اونکے کے یعنی حقیقی باپ کا بیٹا کہو رد کیا ہر شخص نے متبنی اپنے کو طرف باپ
اونکے کے پہر آئے سہلہ بیٹی سہیل کیطرف آنحضرت ع کے پس کہا اونسے کہ تہے ہم جانتے سالم کو بیٹا او
آتا تہا گہر مین اور حالانکہ مین جنہ سر ہوتی اور نہین ہے واسطے ہمارے مگر گہر ایک پس کیا حکم دیتے ہو
آپ سالم کے معاملہ مین پس فرمایا آنحضرت صلعم نے دودہ ویدے تو سالم کو پانچ دفعہ پس حرام ہوگی تو
تو بسبب دودہ کے پس عمل کرتی تہین حضرت عائشہ صدیقہ اسی حدیث پر بیچ حق اوس شخص کے
جو خوش آتا حضرت عائشہ کو بلانا اوسکا روبرو اپنے پس حکم دیا کرتے تہین حضرت عائشہ ام کلثوم
او بہنون اپنی کو اس بات کا کہ دودہ پلادیوین اوس شخص کو کہ خوش ہون جسکے داخل ہونے سے
اوپر حضرت عائشہ کے اور انکار کرتی تہین باقی بیبیان آنحضرت کی ایسی رضاعت سے اور
کہتی تہین عائشہ صدیقہ کو کہ ہم نہین جانتے کہ نہین حکم دیا آنحضرت صلعم نے سہلہ کو ہمارے نزدیک
مگر رخصت کا بیچ حق سالم اکیلی کے روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا مین پس جب امام صاحب
بسبب حجہ مضمون کے مورد آیات کفار کا بنایا تو حضرت عائشہ صدیقہ پر جو قائل تمام
عمر کے مین کیا اعتقاد ہوگا اعاذنا الله من هذا الاعتقاد وسوء الادب اذ بفضله
العمیم ولطفه الکریم ۵۰ مضمون صفحہ ۹۔ مثال غیر مقلدین کی ایسی ہے
کہ ایک شخص اپنے لڑکونکو ہمیشہ کہتا رہا کہ بیماری کی حالت مین حکیم کے کہنے کے موجب پرہیز کرنے
ضرور ہے لیکن آپ بعض وقت مین بخار کی حالت مین گوشت کسی مصلحت کے واسطے یا بہول کے
سبب کہاتا رہا پس جو شخص سعادتمند ہے بیماری کی حالت مین بموجب کہنے طبیب کے گوشت
سے پرہیز کریگا ورنہ گوشت کہا کر موافق خواہش اپنی کے نافرمان باپ و طبیب کا ہو کر خسر الدنیا
والآخرة ہوگا اقول وبالله التوفیق مثال بیمار سعادتمند کی مطابق حال مقلدین
کے ہے یعنی جیسا بیمار سعادتمند حال اپنے کو اور بحالت صحت کے کہانے پینے مین قیاس نہین کرتا
اسیطرح مقلدین اگر زمانہ فساد کو جو ضد بالمرض ہے مملو ہو زمانہ صلاح یعنے قرون ثلاثہ پر قیاس

کرکے تقلید کو واجب نجانتے تو مثل باقی بہتر فرقوں کے گمراہ ہوجاتے جیسا کہ استعمال ادویہ مجربہ
کا بد پرہیز کو نورانیت صحت کی نہیں بخشتا اسیطرح غیر مقلدین کو عمل آیات اور احادیث پر
نورانیت ایمان کی نہیں بخشتا مثل باقی فرقہ ہاے ضالہ اور باطلہ کے واللہ اعلم وعلمہ اتم وقد
تم الرد الی ہذا الکتاب ولنذکر فی الخاتمۃ ما بقی من المسائل التی لم تذکر بعد مسئلہ
ایمان عوام اہل اسلام کا مشابہ ہونا ساتھ ایمان خواص کے باعتبار بعض صفات کے قرآن سے
ثابت ہے قال اللہ تعالی واذا قیل لہم آمنوا کما آمن الناس قالوا انؤمن کما آمن السفہاء
یعنی جب کہا جاتا ہے واسطے انکے ایمان لاؤ جیسا ایمان لائے ہیں لوگ یعنی حضرت رسول خدا اور
اصحاب کہا انہوں نے کیا ایمان لاویں ہم جیسا ایمان لائے ہیں بیوقوف قال فی البیضاوی
واللام للعہد والمراد بہ الرسول ومن معہ یعنی تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ بموجب اس
تاویل کے مراد کما آمن الناس سے بعض اصحاب ہیں اور تفسیر عزیزی میں شاہ عبد العزیز صاحب
نے عبد اللہ بن عباس سے یوں نقل کیا ہے کما آمن ابوبکر وعمر وعثمان وعلی یعنی ایمان لاؤ جیسا کہ
ایمان لائے ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی **فائدہ** بجگہ ثابت ہوئی مشابہت ایمان اہل اسلام
کے آیت مذکورہ سے پس منکر اسکا ضرور گمراہ ہوگا بلکہ مومن ہیں سب خواص اور عوام برابر یعنی
جیسا اولیاء اللہ کو سب پیغمبروں اور کتابوں وغیرہ پر ایمان لانا ضرور ہے اسیطرح عوام کو ان سب
چیزوں پر ایمان لانے کا حکم ہے اسیواسطے فرمایا خدا تعالی نے قولوا آمنا باللہ وما
انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط و
ما اوتی موسی وعیسی وما اوتی النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم
ونحن لہ مسلمون فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اہتدوا وان تولوا فانما
ہم فی شقاق یعنی کہو ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتارا گیا طرف ہمارے اور
جو کچھ اتارا گیا طرف ابراہیم کے اور اسمعیل کے اور اسحاق اور یعقوب کے اور اولاد اسکی کی
اور جو کچھ دیے گئے موسی اور عیسی اور جو کچھ دیے گئے پیغمبر ونکو پروردگار انکے سے نہیں جدائی ڈالتے
درمیان کسیکے انمیں سے اور ہم واسطے اسکے مطیع ہیں پس اگر ایمان لاوے اہل کتاب مثل

مسئلہ ایمان

ایمان تمہارے ساتھ اللہ کے پس تحقیق راہ پا لیا اور اگر پھر جاوین پس بیشک وے بیچ خلاف کے

فائدہ لیکن برابر سمجھنا ایمان عوام الناس اور پیغمبرون کا سب طرح سے گمراہی ہے

جیسا کہ روایت کیا ہی ملا علی قاری نے امام اعظم سے بیچ شرح فقہ اکبر کے و روی عن ابی حنیفة

رح ایمانی کایمان جبرئیل ولا اقول مثل ایمان جبرئیل لان المثلیة تقتضی المساوات

فی کل الصفات والتشبیه لا تقتضیه بل یکفی لاطلاقه المساوات فی بعضه فلا احد

یساوی بین ایمان احاد الناس و ایمان الملائکة والانبیاء علیهم السلام من کل وجه انتهی

کہا امام اعظم رح نے ایمان میرا مشابہ ہی ایمان جبرئیل ہے اور نہین کہتا مین ایمان میرا مثل ایمان جبرئیل

کے ہی کیونکہ مثلیت تقتضی ہی برابری کو ہر صفت مین اور مشابہت کو کافی ہی مساوی ہونا بعض

صفات مین یعنی مثلا زید کالاسد کہنا بسبب برابر ہونے زید اور شیر کے بیچ صفت دلیری کے درست

ہے اور زید مثل الاسد کہنا ہرگز درست نہین اسی سبب سے نہین برابر کسی کے نزدیک ایمان عوام الناس

اور فرشتون اور پیغمبرون کا ہر وجہ سے فاذا سمعت هذا فلا اظنك شاكا ان ما

نسب الجاهلون الی الامام فریتهم بلا مریة والله علو و علمه اتم **مسئلہ** پانی کا

قال انس فی الفارة اذا ماتت فی البیر و اخرجت ساعتها ینزح عشرون دلوا کہا انس نے

بیچ چوہے کے جب مرجاوے کنوئین مین اور نکالا جاوے اسیوقت کھینچے جاوین بیس ڈول بوکے و قال ابو سعید

الخدری اذا ماتت الدجاجة فی البیر ینزح اربعون دلوا یعنی کہا ابو سعید نے جب جاوے مرغی

کنوئین مین نکالے جاوین چالیس ڈول کے روایت کیا ان دونون حدیثون کو امام طحاوی نے قال الشعبی فی الطیر

والسنور و نحوهما یقع فی البیر ینزح اربعون دلوا کہا شعبی نے پرندہ اور بلی اور مانند ان

دونون کے کنوئین مین گرنے سے نکالے جاوین چالیس ڈول کے روایت کیا اسکو طحاوی نے معانی

آثار مین و عن عطاء ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فامر ابن الزبیر ان ینزف ماء

زمزم قال فجعل الماء لا ینقطع قال فنظر فاذا هو عین تنبع من قبل الحجر الاسود قال ابن

الزبیر حسبکم یعنی تحقیق ایک حبشی زمزم کے کنوئین مین گر کر مر گیا پس حکم دیا ابن زبیر نے نکالو

پانی زمزم کا پس جب نہ ٹوٹا پانی دیکھا ابن زبیر نے ناگہان ایک چشمہ جاری ہے زمزم مین حجر

مسئلہ

مسئلہ

مسئلہ

مسئلہ

حجراسود کی طرف سے پس کہا ابن زبیر نے کفایت کرتا ہی تمکو یعنے اب وہ پانی نکالنے کی حاجت نہین
وعن ابن عباس ان زنجیا وقع فی زمزم فمات قال فانزل الیہ رجل فاخرجہ ثم قال
انزحوا ما فیہا من ماء زمزم ثم قال للذی فی البیر ضع دلوک من قبل العین التی تلی البیت
او الرکن فانہا من عیون الجنۃ یعنی تحقیق گر کر مر گیا ایک حبشی زمزم مین پس اوتارا گیا ایک
آدمی بموجب حکم ابن عباس کے پس نکالا اوس مردہ کو پھر حکم دیا ابن عباس نے نکالدو پانی زمزم کا
پھر کہا ابن عباس نے اوسکو جو کنوئین مین تھا رکھدے ڈول اپنا طرف چشمہ کے کہ نزدیک
خانہ کعبہ کے ہی یا حجر اسود کے روایت کیا ان دونون حدیثون کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیچ کتاب
مصنف کے اور ابوبکر اوستاد ہے امام بخاری اور مسلم اور باقی صحاح ستہ والونکا وروی ان
زنجیا وقع فی بیر زمزم فمات فیہا فامر ابن عباس و ابن الزبیر ان اخرج وامر ان ینزح فما
غلبتہم عین جاءت من الرکن فامر بہا فدست بالقباطی والمطارف حتی نزحوہا
وکان ذلک علی الافتاء بمحضر الصحابۃ ولم ینکر منہم احد رضی اللہ عنہم یعنی حکم دیا ابن عباس
اور ابن زبیر نے نکالنے پانی کا بسبب گرنے حبشی کے پس نکالا گیا پانی اور تھا یہ فتوی دینا ابن عباس
اور ابن زبیر کا روبرو صحابہ کے اور نہ انکار کیا کسی صحابی نے روایت کیا اسکو طحاوی نے اور یہ
سب آثار بسبب مخالف ہونے قیاس کے بیچ حکم حدیث مرفوع کے ہین کہا مرغینانی اور نہین مخالف
ان احادیث کو حدیث بیر بضاعۃ کی کیونکہ وہ پانی جاری تھا اور وہ حدیث یہ ہی عن ابی سعید
الخدری قال قیل یا رسول اللہ صلعم انتوضأ من بیر بضاعۃ وھی بیر یلقی فیہ الحیض ولحوم
الکلاب والنتن فقال رسول اللہ صلعم ان الماء طہور لا ینجسہ شئ رواہ احمد والترمذی
قال العلامۃ الحلبی ظاہرہ غیر مراد اجماعا لانہ اذا تغیر بالنجاسۃ تنجس بالاجماع فعلم ان
المراد بہ ہو بیر بضاعۃ خاصۃ لغزارۃ مائہا ولکونہ جاریا کما رواہ الطحاوی بسندہ
عن الواقدی قال کانت بیر بضاعۃ طریقا الی البساتین والصحیح فی الواقدی التوثیق کما
حقق ابو الفتح فی اول کتاب المغازی والسیر وذکر الاجوبۃ عما قیل فیہ انتہی ملخصا اور روایت
ہی ابی سعید خدری سے کہ کہا گیا یا رسول اللہ صلعم آیا وضو کرین ہم بیر بضاعۃ سے اور حالانکہ وہ ایک کواہی

ڈالے جاتے ہین اوسمین کپڑے حیض کے اور گوشت کتّون کا اور گندے فرمایا رسول اللہ نے کہ تحقیق
وہ پانی پاک ہے نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی شئ کہا علامہ حلبی نے کبیری مین ظاہر اس حدیث کا
مراد نہین اتفاقا کیونکہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اگر مثلا دو سیر پانی مین آدہ سیر
پیشاب ڈالا جاوے تو بہی پانی ناپاک نہو اور حالانکہ ناپاک ہے پانی اجماعا پس جانا گیا کہ نہین مراد
اس سے مگر پانی بیر بضاعۃ کا واسطے وافر ہونے اوس پانی کے اور واسطے جاری ہونے اوس پانی کے
جیسا کہ روایت کیا طحاوی نے ساتھ سند واقدی کے کہ تھا بیر بضاعۃ رستہ پانی کا طرف باغون کی
اور واقدی کے معتبر ہونے مین اگرچہ بعض محدثین کو کلام ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ واقدی
بڑا معتبر تہا جیسا کہ ثابت کیا ہے ابو الفتح نے بیچ مقدمہ کتاب مغازی کے اور جواب دیے ہین
اون باتون کے جو واقدی کے ضعیف ہونے پر بعضے عالمون سے منقول ہین وانما ترک
الامام حدیث القلتین لکونہ ضعیفا کما ضعفہ غیر واحد من المحدثین قال علی بن المدینی
حدیث القلتین غیر ثابت وھو من ائمۃ اھل الحدیث واستاذ البخاری قال البخاری ما
استصغرت نفسی الا عند ابن المدینی وقال الحلبی بما حاصلہ تضعیفہ بالاضطراب متنا
لانہ روی مرۃ اذا بلغ الماء قلتین او ثلاثا ومرۃ اذا بلغ الماء اربعین قلۃ فانہ لا یحمل الخبث
ولکونہ مخالفا للآثار المذکورۃ الدالۃ بعضها علی [illegible] الصحابۃ رض ولحدیث الشیخین
قال رسول اللہ صلعم لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یغتسل فیہ وفی روایۃ لا یغتسل
احدکم فی الماء الدائم وھو جنب یعنی بیشک ترک کیا امام نے حدیث قلتین کو واسطے ضعیف ہونے
اوسکے نزدیک اکثر محدثین کے کہا علی بن مدینی نے یہ حدیث غیر ثابت ہے اور یہ شخص امام اہل حدیث
کا اور اوستاد ہے بخاری کا کہا امام بخاری نے کہ نہین چہوٹا جانا مینے نفس اپنے کو مگر نزدیک اوسکے
اور کہا حلبی نے کبیری مین کہ حدیث قلتین کی ضعیف ہے بسبب مضطرب ہونے متن حدیث کے
کیونکہ روایت کی گئی ہے ایک دفعہ یون جب پہنچے پانی دو قلے یا تین قلے کو اور دوسری دفعہ
یون آیا ہے جب پہنچے پانی چالیس قلے کو نجس نہین ہوتا اور واسطے مخالف ہونے حدیث
قلتین کے آثار مذکورۃ الصدر کو اور مخالف ہے حدیث قلتین کی حدیث صحیحین کو فرمایا حضرت نے

نہ پیشاب کرے کوئی تمہارا بیچ پانی غیر جاری کے پھر غسل کرے اوسمین اور ایک روایت مین یون
آیا نہ غسل کرے کوئی بیچ پانی غیر جاری کے اور حالانکہ وہ جنبی ہو حدیث ابن ماجہ عن
ابی سعید الخدری ان النبی صلعم سئل عن الحیاض التی بین مکۃ والمدینۃ
تردها السباع والکلاب والحمر وعن الطهارۃ منها فقال لها ما حملت فی بطونها ولنا
ما غبر طهور وکذا حدیث جابر بن عبد الله وامثاله محمول علی الحیاض الکبیرۃ التی اخذت
ماؤها حکم الماء الجاری ولکن لما کانت احادیث الحیاض مجملۃ عن بیان ادنی حد الکثرۃ
اختلفت الروایات فی التحدید واما تحدید العشر فی العشر کما اختاره ابو سلیمان یمکن
استنباطه من اصل شرعی وهو انه کما قدر المهر ونصاب السرقۃ بالعشرۃ قال رسول الله
صلعم لا مهر اقل من عشرۃ دراهم رواه الدارقطنی قال رسول الله صلعم لا تقطع
ید السارق الا فی مجنۃ قومت یومئذ بعشرۃ دراهم اخرجه الطحاوی فی شرح
الآثار کذلک قدرنا جوانب الحوض قیاسا علیهما فلیتأمل یعنی پوچھی گئی آنحضرت صلعم
پاکی اون حوضون کی جو مابین مکہ اور مدینہ کے ہین وارد ہوتے ہین اوپر درندے اور کتے اور گدہے و فرمایا
اونکی یعنی جو پی گئے اور ہمارے لیے جو بچا پاک ہی حمل کیجاویگی یہ حدیث اور جو ہم معنی اسکے ہے اوپر بڑے
حوضون کے جو بیچ حکم پانی جاری کے ہین لیکن چونکہ یہ احادیث مجمل تہین بیان ادنی حد کثرت سے
مختلف ہوئین روایات بیچ تعیین حد کے اور تعیین دہ دردہ کے جو اختیار کیا اوسکو ابو سلیمان نے
مستنبط ہو سکتی ہے اصل شرعی سے اور وہ یہ ہے کہ تحقیق جیسا کہ معین کی گئی حد مہر اور چور کی ساتھ
دس درہم کے فرمایا آنحضرت صلعم نے نہین مہر کم دس درہم سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور فرمایا آنحضرت
نہ کاٹا جاوے ہاتھ چور کا مگر بیچ سپر کے جو قیمت کی گئی تھی اوسوقت مین ساتھ دس درہم کے
روایت کیا اسکو امام طحاوی نے اسی پر قیاس کر کے کہا ہمنے کہ جوانب حوض کے کم نہون دس
دس گز سے اور یہ عمل بہت محتاط ہے کیونکہ جمیع روایات قلتین اور چالیس قلہ کی بھی مخالف
نہین اسکے واللہ اعلم وعلمہ اتم مسئلہ بول بیٹھ کے کرنا چاہیے نہ کھڑے ہو کر عن عائشۃ قالت
من حدثکم ان رسول الله بال قائما فلا تصدقوہ انا رأیتہ یبول قاعدا رواہ ابن ماجہ

تنبیہ
دہ دردہ

فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے جو شخص بیان کرے تیرے پاس کہ حضرتؐ کھڑے ہو کر پیشاب کیا
کرتے تھے پس نہ سچا جان تو اوسکو مینے دیکھا ہی آنحضرتؐ کو بیٹھ کر پیشاب کرتے روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے **وعن عمر** قال رآنی رسول اللہ صلعم وانا ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما فما بلت قائما
یعنی کہا حضرت عمر رضؓ نے کہ دیکھا مجکو آنحضرتؐ نے اور حالانکہ مین پیشاب کر رہا تھا کھڑا ہو کر پس فرمایا
آنحضرتؐ نے نہ پیشاب کر کھڑا ہو کر پھر بول نہین کیا مینے کھڑے ہو کر بعد اوسکے روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے **وعن جابر بن عبد اللہ** قال نهی رسول اللہ صلعم ان یبول قائما کہا جابر رضؓ نے
منع کیا آنحضرتؐ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنیسے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **فائدہ** جب ان
احادیث سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنیکی نہی ثابت ہوئی پس حمل کیجاویگی حدیث حذیفہ وغیرہ کے
جسمین حضرتؐ کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا روایت کیا گیا ہی اوپر کسی عذر کے کذا قال الطیبی واللہ
اعلم و علمہ اتم **مسئلہ** لڑکی کے پیشاب سے کپڑیکو دھونا چاہیے **عن عائشہ** رضؓ انہ علیہ السلام قال
صبوا علیہ الماء صبا کذا فی شرح الموطا للقاری یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے کہ بہا دو پانی لڑکی کے پیشاب پر
فائدہ پس معلوم ہوا اس سے کہ لڑکا اور لڑکی اس امر مین برابر ہین مگر لڑکیون کے پیشاب
کو مبالغہ کے ساتھ دھونا ضرور ہی اور لڑکونکے پیشاب کو چھینٹا کفایت کرتا ہی اور یہی مراد
ہے لفظ نضح سے بیچ حدیث صحیحین کے فدعا بماء فنضحہ اور ذکر کیا شیخ [illegible] نے کہ نضح کے
معنی دھونے اور دور کرنے کے ہین اور کبھی مراد اس سے معنی چھینٹا دینے کے بھی لیے جاتے ہین
اور کہا امام طحاوی نے کہ اس حدیث مین نضح کے معنی غسل خفیف کے ضرور لینے چاہییں تاکہ مخالف
نہو ساتھ حدیث **استنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه** یعنی پاکی حاصل کرو
پیشاب سے اسلیے کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہی **فائدہ** یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہی اوپر نجاست
بول کے علی الاطلاق یعنی بول ماکول اللحم وغیرہ برابر ہے اس حکم مین پس مذہب امام اعظمؒ
کا بموجب اس حدیث کے احتیاط پر ہے اور مراد نضح سے غسل کا ہونا احادیث سے ثابت ہی
قال علیہ السلام فی المذی فلینضح فرجہ فرمایا آنحضرتؐ نے بیچ حکم مذی کو پس چاہیے کہ نضح
یعنی دھو ڈالے فرج اپنی کو روایت کیا اسکو ابوداؤد وغیرہ نے وعن اسماء قال علیہ السلام اذا

اصاب ثوب احدکن الدم من الحیضة فلتقرصه ثم لتنضحه بماء ثم لتصلی فیه روایت کی
ہی اسما سے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جب پونہچے کپڑے ایک تمہارے کو خون حیض سے پس چاہیے
کہ ملے چٹکیون سے پھر دہووے اوسکو ساتھ پانی کے پھر نماز پڑہے اوسمین روایت کیا اسکو
بخاری اور مسلم نے اگر کوئی سوال کرے کہ اگر مراد نضح سے غسل ہوتا تو حدیث مین لفظ لم یغسل کا وارد
نہوتا یعنی نہ دہویا آنحضرتؐ نے اول تو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ لفظ اصل حدیث کا نہین ہی بلکہ
یہ کلام ابن شہاب سے ہے کذا نقل القسطلانی فی شرح البخاری عن اصیلی اور دوسرا
جواب یہ ہی کہ یہان نفی اصل غسل کی نہین ہی بلکہ نفی کمال کی ہی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلانا شخص
آدمی نہین مراد اس سے یہ ہوتی ہی کہ یہ شخص آدمیت مین کامل نہین اور یہ مراد نہین ہوتی
کہ یہ شخص بنی آدم سے نہین وقس علیه ذلك والله اعلم وعلمه اتم مسئلہ جوتے اوتار کر
نماز کا پڑہنا بہتر ہی قال الله تعالیٰ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى فرمایا
الله جل شانہ نے اوتار دے دونون جوتیون اپنی کو اے موسیٰ تحقیق تو ہی پاک میدان طوی
مین اور لکہا ہے شاہ اہل الله نے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ یہ حکم واسطے تعظیم وادی کے ہی فائدہ
یہ آیت صاف دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ جو مکان الله سے نسبت رکہتا اور ذی عزت ہو
اوسکی تعظیم کے واسطے جوتیون کا اوتارنا لازم ہی تا کہ خانہ خدا باقی مکانات سے ممتاز ہو اور جوتیون کے
ساتھ نماز پڑہنا آنحضرتؐ کا واسطے مخالفت یہود کے تہا یعنی یہودی جوتیون سے اگرچہ پاک
ہون نماز پڑہنا برا جانتے تہے اور ابتدا اسلام مین یہودی مدینہ منورہ مین بہت تہے اور نعلین
آنحضرت کی صرف ایک تلا اور تسمون کے تہے جیسا کہ اس ملک مین بعضے پہاڑیون کی پاس دیکہی
جاتے ہین پس اس ملک ہند مین بدون اون جوتیون کے اس ملک کے جوتے سے نماز پڑہنے کو
باوجودیکہ یہ شعار اس ملک مین نصاری کا ہی سنت جاننا بے سند ہی علاوہ اسکے جوتے کا
پاک ہونا ضرور ہی اسیواسطے حضرتؐ نے جوتے اپنے بسبب خبر دینے وحی کے کہ جوتے کو پلیدی
لگی ہوئی ہے نماز مین نکالڈالتے تہے پس جب حضرتؐ کو اپنے جوتے کی پلیدی بعض
اوقات مین بدون وحی کے معلوم نہوئی اس ملک کے لوگون کو کس طرح اپنے پاکی پر یقین ہے

مسئلہ جوتا اوتار کر نماز پڑہنا

شاید یہ لوگ اپنے آپ کو بہت محتاط سمجھتے ہونگے واللہ اعلم وعلمہ اتم مسئلہ عن رافع بن
خدیج قال سمعت النبی صلعم یقول اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر یعنی فرمایا آنحضرت
نے روشنی مین پڑھو فجر کو کیونکہ اسمین ثواب بہت ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا
ترمذی نے اسپر عمل ہے بہت صحابہ اور تابعین کا اور یہ حدیث صحیح ہے عن عبد اللہ
بن مسعود قال ما رأیت رسول اللہ صلعم صلی صلوۃ الا لمیقاتہا الا صلوتین صلوۃ
المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل وقتہا بغلس رواہ مسلم یعنی نہین دیکھا
مینے رسول اللہ کو پڑہی ہو کوئی نماز بجز وقت اسکے کے مگر مغرب و عشا مزدلفہ مین اور پڑہی
فجر وقت مستحب سے پہلے یعنی اندہیرے مین دن حج کے روایت کیا اسکو مسلم نے کہا امام نووی
نے شرح مسلم مین یہ روایات دلیل ہین واسطے امام اعظم رح کے بیچ اس بات کے کہ پڑہنا بہتر ہے نماز
فجر کا بعد اندہیرا دور ہونیکے واللہ اعلم وعلمہ اتم مسئلہ عن ابی ذر قال کنا فی سفر مع النبی ص
فاراد المؤذن ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ
ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی ان شدۃ الحر من فیح جہنم رواہ البخاری یعنی ارادہ کیا مؤذن نے
اذان کا فرمایا آنحضرت نے سرد کر پھر تھوڑی دیر بعد ارادہ کیا اذان کا پھر فرمایا سرد کر پھر تیسری دفعہ ارادہ کیا
اذان کا پھر فرمایا سرد کر یہانتک کہ برابر ہو گیا سایہ ٹیلونکا ساتھ اون ٹیلون کے پھر فرمایا کہ شدت گرمی کے
بھاپ دوزخ سے ہے روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری نے فائدہ یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہے
اس امر پر کہ ظہر پڑہی آنحضرت نے بعد ایک مثل کے عن عبد اللہ بن رافع انہ سأل ابا ہریرۃ
عن وقت الصلوۃ فقال ابو ہریرۃ انا اخبرک صل الظہر اذا کان ظلک مثلک
والعصر اذا کان ظلک مثلیک پوچھا عبد اللہ نے ابو ہریرہ سے وقت نماز کا پھر کہا
ابو ہریرہ نے مین خبر دیتا ہون تجھکو پڑہ ظہر کو جبکہ ہو جاے سایہ تیرا مثل تیرے اور پڑہ عصر کو
جبکہ ہو جاوے سایہ تیرا دو مثل روایت کیا اس حدیث کو امام محمد نے موطا مین اس حدیث
سے دو امر ثابت ہوئے اول وقت باقی رہنا ظہر کا بعد ایک مثل کے اور دوسرا شروع ہونا وقت
ظہر کا بعد دو مثل کے لیکن باقی رہا یہ امر کہ وقت ظہر دو مثل تک باقی رہتا ہے یا نہین سو ثابت ہے

باقی رہنا اوسکا قول آنحضرت صلعم سے جو بیچ حدیث عبد اللہ بن عمرو کے ہے مالم یحضر العصر
یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے کہ وقت ظہر کا باقی رہتا ہی جبتک نہ آوے وقت عصر کا وعن عبد اللہ
بن عمر ان رسول اللہ صلعم قال انما مثلکم ومثل اہل الکتاب کرجل استاجر
اجراء فقال من یعمل لی من غدوۃ الی نصف النہار علی قیراط قیراط فعملت الیہود ثم
قال من یعمل لی من نصف النہار الی صلوۃ العصر علی قیراط قیراط فعملت النصارے
ثم قال من یعمل لی من صلوۃ العصر الی ان تغیب الشمس علی قیراطین فانتم ہم
فغضبت الیہود والنصاری ما لنا کنا اکثر عملا واقل عطاء فقال ہل نقصت
من حقکم شیئا فقالوا لا قال فذلک فضلی اوتیہ من اشاء رواہ البخاری یعنی فرمایا آنحضرت
نے بیشک مثال تمہاری اور اہل کتاب کی اسطرح پر ہے کہ مقرر کیا ایک شخص نے مزدوروں کو فجر سے
دوپہر تک ایک ایک قیراط پر پس کام کیا یہود نے پہر کہا اوس شخص نے کون ہی جو کام کرے میرا
دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر پس عمل کیا نصاری نے پہر کہا کون ہی جو کام کرے عصر سے
تا غروب ہونے آفتاب کے دو دو قیراط پر سو تم ہو پس غصہ ہو کر کہنے لگے یہود اور نصاری کہ
کیون کم ملے ہمکو مزدوری اور بہت کیا ہمنے کام پس فرمایا کیا ظلم کیا ہمنے تمہارے حق مین سو کہا
اہل کتاب نے کم نہین کیا فرمایا یہ فضل میرا ہی دیتا ہون جسکو چاہتا ہون روایت کیا اسکو بخاری
نے قال القاری فی شرح الموطا ولن یکون النصاری اکثر عملا الا اذا کان من وقت العصر
من صیرورۃ ظل کل شیء مثلیہ کما قال بہ ابو حنیفۃ واما الایراد بان الوقت
من الزوال الی المثل ایضا اکثر مما بقی الی الغروب فمردود بان ہذہ الزیادۃ القلیلۃ
لا یعرفہا الا الحساب والمراد من الحدیث الزیادۃ الکثیرۃ التی یظہر لکل احد کالتفاوت
الظاہر بین وقت الیہود والنصاری انتہی مع تلخیص وتوضیح یعنی نہین ہوتا کام نصاری
کا زائد مگر باعتبار ہونے وقت عصر کے بعد دو مثل کے اگر کوئی اعتراض کرے کہ زوال سے ایک
مثل تک بہی زیادہ ہی نزدیک اہل حساب کے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ زیادتی بجز حساب دانوں
کے معلوم نہین ہوتی اور مراد حدیث سے وہ زیادتی ہے جو ہر شخص بے تامل معلوم کر لے

جیسا کہ زیادتی نصف دن عمل ہووے کے اور بوقت ظہر کے واللہ اعلم و علمہ اتم مسئلہ ڈھیلا کرنا بعد بول کرنیکے ثابت ہی عمر بن خطاب سے کذا فی کشف الغمہ اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ لازم پکڑو سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی پس ڈھیلا کرنا موجب حدیث مذکور کے سنت ٹھہرا انکار اوسکا انکار حدیث کا ہی مسئلہ مسح کرنا گردن کا ثابت ہی احادیث سے قال القاری فی الموضوعات وقد ثبت فی حدیث وائل انہ علیہ السلام مسح ظاہر رقبتہ رواہ الترمذی وعن موسی بن طلحۃ قال من مسح قفاہ مع راسہ وقی من الغل والحدیث موقوف لا انہ فی الحکم مرفوع لان مثلہ لایقال بالرای ویقویہ ما روی مرفوعا فی مسند الفردوس من حدیث ابن عمر لکن بسند ضعیف والضعیف یعمل بہ فی فضائل الاعمال اتفاقا ولذا قال ائمتنا ان مسح الرقبۃ مستحبۃ او سنۃ انتہی ملخصا یعنی کہا وائل نے مسح کیا آنحضرت نے گردن کا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور روایت ہی موسی بن طلحہ سے جسنے مسح کیا گردن کا ساتھ سر کے بچایا جاویگا طوق دوزخ کے سے اور یہ حدیث حکم مرفوع مین ہی اور حدیث مرفوع بھی عبداللہ بن عمر سے مسند الفردوس مین ساتھ سند ضعیف کو روایت کی گئی ہے اور فضائل اعمال مین عمل کرنا ساتھ حدیث ضعیف کے درست ہی سب محدثین کے نزدیک اسیواسطے علماء حنفیہ نے مسح گردن کو مستحب کہا ہے قال الشعرانی فی المیزان ان مسح العنق یزیل الغم والھم وھو مستحب عند ابی حنیفۃ واحمد وبعض الشافعیۃ لما روی الدیلمی ان مسح صفحۃ العنق بالماء امان من الغل انتہی ملخصا کہا امام شعرانی نے تحقیق مسح گردن کا دور کرتا ہی غم کو اور مستحب ہی نزدیک امام اعظم کے اور امام احمد و بعض شافعیہ کے بوجہ روایت دیلمی کے کہ تحقیق مسح گردن کا امان ہی طوق دوزخ کے سے عن وائل بن حجر انہ علیہ السلام مسح علی راسہ ثلثا ومسح اذنیہ ثلثا وظاہر رقبتہ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے عن کعب بن عمرو انہ علیہ السلام مسح الرقبۃ مع الراس روایت کیا اسکو ابوداود نے یہ دونوں حدیثیں مسح گردن کی شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ مین نقل کی ہین ابن ہمام سے وعن کعب بن عمرو الیامی انہ علیہ السلام مسح الرقبۃ مع الراس روایت کیا اسکو طبرانی نے نقل کیا اسکو علامہ خلبی نے

کبیری میں ساتھ اسناد کے پس جو شخص باوجود دیکھنے ان احادیث کے مسح گردن کے لیے پر طعن کرے ضرور ملعون ہو وماذا بعد الحق الا الضلال واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** مس ذکر عن طلق ان رجلا سال رسول اللہ صلعم عن رجل مس ذکرہ ایتوضا قال ھل ھو الا بضعۃ من جسدک پوچھا حضرت کو ایک شخص نے کہ جو کوئی مس کرے ذکر اپنے کو آیا وضو کرلے فرمایا نہیں ہو وہ مگر ٹکرا جسم تیرے کا روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا میں **فائدہ** یعنی مس فرج کا اور مس انف وغیرہ کا ایک حکم ہے اور اس مضمون کی ہیں دو حدیثیں ابن عباس اور علی اور ابن مسعود اور عمار اور حذیفہ اور علقمہ اور سعد اور ابی الدرداء وغیرہ رضی اللہ عنہم سے امام محمد نے موطا میں روایت کی ہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** گوشت وغیرہ کہانے سے وضو نہیں ٹوٹتا حدیثیں عن ابن عباس ان رسول اللہ صلعم اکل جنب شاۃ ثم صلی ولم یتوضا کہا ابن عباس نے کہ تحقیق کہایا رسول اللہ صلعم نے شانہ بکری کا پہر نماز پڑہی ورنہ وضو کیا روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا میں **فائدہ** اسیطرح روایت کیا ہو امام محمد نے ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم سے اور کہا سوید نے کہ حضرت نے عام خیبر کے سفر میں ستو کہا کر مضمضہ کر کے نماز مغرب کی پڑہی اور وضو نکیا واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** اذان میں ترجیع نکریگے حدیثیں قال الحلبی فی الکبیری انہ لا ترجیع عندنا للاحادیث المشہورۃ یعنی بتحقیق نہیں درست اعادہ کرنا شہادتین کا اذان میں بدلیل احادیث مشہورہ مثل حدیث عبد اللہ بن زید اور حدیث ابن عمر کے جو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابو حبان نے اور حدیث ابی محذورہ کے ساتھ روایت مسلم کی اگرچہ دلالت کرتی ہو اوپر ترجیع کے لیکن معارض ہو اسکی روایت کرنا طبرانی کا بلا ترجیع اوسی ابی محذورہ سے پس درست ہوا عمل اوپر ترجیع کے واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** اقامت مثل اذان کو ہو قال فی الکبیری الاقامۃ مثل الاذان الا انہ زید قد قامت الصلوۃ لحدیث ابی داؤد عن ابی لیلی وحدیث ابن ابی شیبۃ عن عبد الرحمن ورجالہ رجال الصحیحین یعنی کہا حلبی نے دونوں حدیثیں ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ کے دلالت کرتے ہیں کہ اقامت مثل اذان کے ہے بجز قد قامت الصلوۃ کے

مسئلہ

مسئلہ

نہیں ان میں چیز جو کہانے سے وضو ٹوٹے ۱۳ عبد الحلیم عفی عنہ

مسئلہ

مسئلہ

اور کہا طحاوی نے کہ تحقیق متواتر ہین آثار بلال سے کہ تہے دو دو کلمہ کہا کرتے اقامت کے نہ ایک ایک نے تک واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** ناف کے نیچے ہاتہ باندہنے کا عن حجر قال ان النبی صلعم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ یعنی کہا حجر نے دیکہا مینے آنحضرتؐ کو کہ رکہا دہنا ہاتہ اوپر بائین کے نماز مین نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور یہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط مسلم کے عن ابی جحیفۃ قال علیؓ من سنۃ الصلوۃ وضع الایدی تحت السرۃ وفی روایۃ من السنۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے یہ دونون روایتین بسبب مخالفت قیاس اور بمقتضی حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء کے بیچ حکم حدیث مرفوع کے ہین کمامر غیر مرۃ قال ابو ہریرۃؓ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ روایت کیا اسکو ابوداود نے قال ابو مجلز یجعلہما تحت السرۃ یعنی رکہے دونون ہاتہون کو نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** وتر کی تحقیق مین عن ابن عمر انہ علیہ السلام قال اجعلوا اخر صلوتکم باللیل وترا متفق یعنی کرو وتر آخر نماز اپنی کا رات کو قال علیہ السلام الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منی یعنی فرمایا کہ وتر کا پڑہنا ضرور ہے پس جسنے نادا کیا اوسکو پس نہین ہی [illegible] نہین پڑہیگا روایت کیا اسکو ابوداود اور حاکم نے اور صحیح کہا حاکم نے اس حدیث کو وعن عبد اللہ عن النبی علیہ السلام الوتر واجب علی کل مسلم روایت کیا اسکو بخاری نے وعن عائشہؓ ثم یصلی ثلثا یعنی پہر پڑہتے حضرت تین وتر روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی نے وعنہا انہ علیہ السلام کان یوتر بثلث لا یفصل فیہن وفی روایۃ کان لا یسلم فی رکعتی الوتر یعنی پڑہتے آنحضرت تین اور جدا نکرتے دو رکعتون کو ساتہ سلام کے روایت کیا اسکو نسائی اور احمد نے وعن ابی ابن کعب انہ علیہ السلام کان یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایہا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ہو اللہ احد ولا یسلم الا فی اخرہن یعنی تہے حضرت پڑہتے سبح اسم اور قل یا اور قل ہو اللہ کو تین رکعت وتر مین اور نہین سلام پہیرتے تہے مگر بعد رکعت تیسری کے روایت کیا اسکو ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے وعن ابن مسعود

مسعود ان النبی صلعم کان یوتر بثلث رکعات وعنہ الوتر ثلث کثلث المغرب
روایت کیا اسکو امام محمد اور طحاوی نے وعن ابی بن کعب ان رسول اللہ صلعم یوتر فیقنت
قبل الرکوع یعنی قنوت پڑھتے تھے حضرت وتر مین قبل رکوع کے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
اسیطرح روایت کیا ہی خطیب نے عبد اللہ بن مسعود سے اور ابو نعیم نے ابن عباس سے اور طبرانی نے ابن
سے اور روایت کیا ہی علقمہ سے کہ تحقیق عبد اللہ بن مسعود اور اصحاب حضرت کے قنوت پڑھتے تھے
وتر مین قبل رکوع کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور حدیث رفع یدین کی نماز وتر وغیرہ مین
گذر چکی ہیچ جواب مضمون بہم کے وعن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ لم یقنت فی الفجر
قط الا شہرا واحدا لم یر قبل ذلک ولا بعدہ یعنی نہین قنوت پڑھا حضرت نے بیچ نماز فجر کے
کبھی مگر ایک مہینا نہین دیکھے گئے پہلے اوسکے اور نہ بعد اوسکے روایت کیا اسکو امام اعظم نے
اور روایت کیا شباب نے انس بن مالک سے کہ وہ جو کہتے ہین وہ لوگ جو کہتے ہین کہ حضرت ہمیشہ
فجر کی نماز مین قنوت پڑہا کرتے تھے نہین پڑہا حضرت نے قنوت مگر ایک مہینہ اور صحیحین مین ہے
کہ قنوت پڑہا حضرت نے ایک مہینہ پہر ترک کیا اور روایت کیا نسائی نے انس بن مالک سے
کہ نماز پڑہی مینے پیچہے رسول اللہ اور عمر اور عثمان اور علی کے پس نہین قنوت پڑہا کسی نے
قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلوۃ الفجر من غیر بلیۃ فان وقعت
فتنۃ او بلیۃ فلا بأس بہ یعنی نہین درست قنوت مذہب حنفیہ مین بیچ فجر کے بغیر مصیبت
کے اور مصیبت کے وقت پڑھنا منع نہین یہ سب خلاصہ کبیری کا ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم مسئلہ
تراویح نزدیک جمہور کے بیس رکعت ہین اور نزدیک امام مالک کے چھتیس رکعت ہین اور دلیل جمہور
کی یہ حدیثین ہین عن السائب بن الیزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بعشرین
رکعۃ وعلی عہد عثمان وعلی مثلہ رواہ البیہقی باسناد صحیح یعنی تھے لوگ پڑھتے
تراویح بیس رکعت حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے وقت مین روایت کیا
اسکو بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے وعن یزید بن رومان قال کان الناس فی زمن عمر
یقومون فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃ یعنی تھے لوگ حضرت عمر کے وقت مین پڑھتے

تراویح بیس رکعت اور تین وتر کو جماعت سے روایت کیا اسکو امام مالک نے وفی المغنی عن علی انه
امر رجلا ان یصلی بهم فی رمضان بعشرین رکعة یعنی حکم کیا حضرت علی نے ایک آدمی کو
کہ پڑہاوے تراویح کو بیس رکعت اور حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ آنحضرت پڑہتے تہے
رمضان مین بیس رکعت سوا وتر کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور بغوی وغیرہ نے
اگرچہ یہ حدیث علمار کے نزدیک ضعیف ہی باعتبار سند کے لیکن عمل خلفار راشدین نے دور کردیا
ضعف اسکے کو اور کہا عبد العزیز بن رفیع نے کہ تہے ابی بن کعب نماز پڑہتے ساتھ آدمیوں کے بیچ
مین بیچ رمضان کے بیس رکعتین اور اسیطرح ابو البختری اور حارث سے منقول ہی نقل کیا ان سب کو
ابن ہمام نے فتح القدیر مین پس جبکہ ثابت ہوئی مواظبت خلفا کی اوپر بیس رکعت تراویح کے
تو سنت ہوئی ہمپر اتباع انکی بموجب حدیث علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین کے اور
حدیث حضرت عائشہ صدیقہ کے باوجود مضطرب ہونے اسکے نہین دلالت کرتی اوپر عدد رکعات
تراویح کے کیونکہ معنی اوس حدیث کے کہ نہین زیادہ کرتے تہے آنحضرت ؐ اوپر گیارہ رکعت کے رمضان
اور غیر رمضان مین صاف دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ حضرت نماز تہجد کی پڑہا کرتے تہے
اور تراویح نہین پڑہتے تہے کیونکہ اگر ان رکعات کو تراویح قرار دیا جاوے تو لازم آتی ہی مواظبت
آنحضرت کی اوپر تراویح کے اور حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ نہین پڑہی نماز تراویح
کی آنحضرت نے مگر دو رات یا تین رات جیسا کہ حدیث اسکی بخاری مین موجود ہی اور
لازم آتا ہی پڑہنا تراویح کا بدون رمضان کے کیونکہ حضرت گیارہ رکعتین تمام سال مین
بلا خصوصیت رمضان کے ادا کرتے رہے جیسا کہ دلالت کرتی اوپر اسکے حدیث مذکورہ
اور حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہی اتفاقا فاحفظہ لعلک لا تجد من غیرنا واللہ اعلم و علمہ اتم
مسئلہ عن انس ان النبی ؐ وابا بکر و عمر ؓ کانوا یفتتحون الصلوة بالحمد للہ رب العلمین
اخرجہ مسلم انس ؓ نے کہا مقرر نبی ؐ اور ابو بکر اور عمر ؓ شروع کرتے تہے نماز الحمد سے روایت
کیا اسکو مسلم نے و روی بن مسعود ؓ ما جہر رسول اللہ ؐ بالتسمیة فی صلوة مکتوبة
اور روایت کیا ابن مسعود نے نہین پکار کر کہا رسول اللہ ؐ نے بسم اللہ کو فرض کی نماز مین

مین وفی روایة فلم اسمع احدا منهم یجهر بسم الله الرحمن الرحیم اور ایک روایت مین ہی
نہین سنا مینے اونمین سے کسیکو کہ پکار کر پڑہتے بسم اللہ کو اور روایت کیا اسکو نسائی اور
دار قطنی اور احمد اور ابن حبان نے فکانوا لا یجہرون بسم الله الرحمن الرحیم کہ نہین پڑہتے تہے
پکار کر بسم اللہ کو مسئلہ عن عائشة رض قالت کان رسول الله صلعم یفرش رجله الیسرے وینصب
رجله الیمنی رواه مسلم یعنی بچہاتے تہے رسول اللہ بائیان پانو اپنا اور کہڑا رکہتے تہے دہنا پانو
اپنا روایت کیا اسکو مسلم نے تیسیر الوصول مین ہے عن ابن عمر انما سنة الصلوة ان تنصب رجلك
الیمنی وتثنی الیسرے اخرجه البخاری ومالك والنسائی یعنی سنت نماز مین یہی ہے کہ کہڑا
رکہے تو اپنا دہنا پانو اور بچہاوے بائیان روایت کیا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی نے اور
عورت کو سرین پر بیٹہنا چاہیے اور حدیث اسکی مسند امام مین موجود ہے واللہ اعلم وعلمه اتم
مسئلہ عن وائل بن حجر رض قال کان النبی صلعم اذا سجد وضع رکبتیه قبل یدیه واذا
نهض رفع یدیه قبل رکبتیه اخرجه اصحاب السنن یعنی ہے تہے نبی جب سجدہ کرتے رکہتے اپنے
گہٹنون کو پہلے اپنے ہاتہونکے اور جب کہڑے ہوتے اوٹہاتے اپنے ہاتہ پہلے گہٹنون سے
روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے مسئلہ عن ابن عمر رض نهی رسول الله
ان یعتمد الرجل علی یدیه اذا نهض من الصلوة یعنی منع فرمایا رسول اللہ نے کہ ٹیکہ دے
آدمی اپنے ہاتہونکو کہڑے ہونیکے وقت نماز مین یہ دونون حدیثین تیسیر الوصول مین ہے
عن ابی هریرة رض قال کان رسول الله ینهض فی الصلوة علی صدور قدمیه
یعنی پیغمبر خدا اوٹہتے تہے نماز مین اپنے پیرونکے سرون پر یعنی اونگلیون کے جڑ پر عن ابن مسعود
انه کان ینهض فی الصلوة علی صدور قدمیه ولم یجلس واخرج نحوه عن علی
وکذا عن ابن عمر وابن زبیر وعن عمر رض روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رض
سے تحقیق اوٹہتے تہے نماز مین اپنے پیرونکی اونگلیون کے جڑ پر اور نہ بیٹہتے تہے اور ایسا ہی
روایت کیا گیا ہے علی اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے مسئلہ عن شریح قال اتیت عائشة
اسألها عن مسح الخفین فقالت علیك بابن ابی طالب فانه کان یسافر مع رسول الله

نسئالناہ فقال جعل رسول اللہ صلعم ثلثۃ ایام ولیالیھن للمسافر و یوما و لیلۃ للمقیم
رواہ مسلم یعنی کہا حضرتؐ نے مدت مسافر کے واسطے مسح کے تین دن اور مقیم کے ایک دن
ہی روایت کیا اسکو مسلم نے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کوئی مسافر شرعًا
بغیر تین روز کے مسافت کے نہین ہوتا ورنہ قید تین دن کے واسطے مسح کرنے کی حدیث مین
معاذ اللہ بیفائدہ ہوتی اور یہی ہی مذہب عثمان اور ابن مسعود اور سوید اور حذیفہ وغیرہ صحابہ کا
کذا فی الکبیری **مسئلہ** روی ابوداؤد والبیہقی باسناد صحیح انہٗ قام بتبوک عشرین
یوما یقصر و نقل عن اکثر الصحابۃ مکثھم غزاۃ تسعۃ اشھر یقصرون الصلوۃ کذا فی الکبیری
روایت کیا ابوداود اور بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے تحقیق اقامت کی صلعم نے تبوک مین بیس دن
قصر کرتے رہے اور منقول ہی اکثر صحابہ سے اقامت اونکی غزا مین نو ماہ تک اور دو رکعت نماز
پڑھتے رہے اور اگر مسافر قصد پندرہ روز کی اقامت کا کرے تو اوسپر اقامت کی نماز لازم
آتی ہے وھو منقول عن ابن عباس و ابن عمرؓ والاثر فی مثلہ کالخبر کذا فی الھدایہ
یعنی یہ مسئلہ منقول ہی ابن عباس اور ابن عمرؓ سے اور قول صحابی کا ایسے مقام مین مثل
حدیث کے ہی کیونکہ ایسا مسئلہ قیاس سے نہین کہا جاتا پس ضرور حضرتؐ سے سنکر بیان کیا ہوگا
روایت کیا ان دونون اثر ونکو طحاوی نے **مسئلہ** عن ابن مسعودؓ انہ دخل المسجد
واقیمت الصلوۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانۃ و ذلک بمحضر حذیفہ و
ابی موسی داخل ہوئے عبد اللہ بن مسعودؓ مسجد مین اور اقامت کہی گئی واسطے جماعت کے پس پڑھین
عبد اللہ بن مسعود نے دو رکعت سنت کی طرف ایک ستون کے روبرو حذیفہ اور ابو موسی کے
روایت کیا اسکو طحاوی نے و روی مثلہ عن عمر بن الخطاب و ابی الدرداء و ابن عباس
ذکرہ ابن بطال فی شرح البخاری اور اسیطرح روایت کیا گیا ہی عمر اور ابو الدرداء اور ابن عباسؓ
سے بیان کیا اسکو ابن بطال نے صحیح بخاری کی شرح مین کذا فی کنز العمال اس سے صاف
معلوم ہوتا ہی کہ بعد فرضون کے سنت کا پڑھنا درست نہین جیسا کہ احادیث اس مضمون کی صحاح مین
موجود ہین عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم لا صلوۃ بعد الصبح حتی ترتفع

تر تقع الشمس فرمایا آنحضرت نے نہین نماز پیچھے صبح کے یہانتک کہ بلند ہو آفتاب روایت
کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حدیث محمد بن ابراہیم کی کہ پڑہی ایک شخص نے دو رکعت سنت
کے بعد نماز صبح کی اور منع نہ کیا آنحضرت نے اوس شخص کو ضعیف ہے یعنی یہ حدیث قابل
سند کے نہین قال الترمذی اسناد ھذا الحدیث لیس متصل کہا ترمذی نے اسناد
اس حدیث کے متصل نہین **مسئلہ** قال محمد فی الموطا لا یصلی علی جنازۃ فی المسجد وکذلک
بلغنا عن ابی ہریرۃ وموضع الجنازۃ بالمدینۃ خارج من المسجد وھو الموضع الذی
کان النبی یصلی علی الجنازۃ فیہ یعنی جس مکان مین حضرت جنازہ پڑہا کرتے تھے وہ خارج مسجد سے تھا
کان ابو بکر وعمر اذا تضایق بھم المصلی انصرفوا ولم یصلوا علیہا فی المسجد وقال ابن عمر
من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شئ لہ کذا فی کشف الغمہ یعنی تھے ابوبکر اور عمر جب تنگ ہو جاتا
مکان جنازے کا ہٹ آتے اور نہ پڑہتے نماز جنازہ کی مسجد مین اور کہا ابن عمر نے جس شخص نے
پڑہی نماز جنازے کی مسجد مین نہ ملیگا ثواب کچھ **مسئلہ** عن النبی عن آخر صلوۃ صلاھا علی النجاشی
کبر اربعا وثبت علیہ حتی توفی وان ابا بکر الصدیق صلی علی النبی علیہ السلام فکبر اربعا
وصلی عمر علی ابی بکر فکبر اربعا وصلی صہیب علی عمر [illegible] ابو عمر بن عبد البر انعقد
الاجماع علی الاربع وما روی عن خمسۃ منسوخ کذا فی [illegible] یعنی آخر [illegible] چار تکبیرین
تہا اور اسی پر حضرت نے وفات پائی اور ابوبکر نے جب نماز جنازہ پڑہی آنحضرت کی چار تکبیرین
کہین اور اسیطرح پڑہایا عمر نے جنازہ ابوبکر صدیق اور صہیب نے عمر کا اور کہا ابو عمر نے اسی پر
اجماع منعقد ہوا اور روایت پانچ تکبیرن کی منسوخ ہے وعن ابی امامۃ فی آخر حدیث
طویل قال فخرج رسول اللہ حتی صف بالناس علی قبرھا فصلی علی قبرھا فکبر اربع
تکبیرات رواہ محمد فی الموطا یعنی نکل کر گئے حضرت قبرستان مین پس صف باندہکر نماز پڑہی قبر پر
اور کہین چار تکبیرین **فائدہ** اس سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ کی بدون رو برو ہونے
درست نہین ورنہ حضرت کا قبر پر جانا ضرور نہ تھا اور جنازے کی نماز مین چار تکبیرین ضرور
کہی جاوین وما روی من صلوتہ علیہ السلام علی النجاشی وزید وجعفر وغیرہم فمحمول علی

الخصوصیة لانه صرح فیما عد النجاشی بانه رفع له مع انه قد توفی خلق کثیر منهم غیبا
من اعز الناس علیه کالقراء ولم یوثر قط انه علیه السلام صلی علیهم کذا فی الکبیری اور نماز
پڑہنا آنحضرت کا نجاشی وغیرہ پر بسبب روبرو ہوجانے جنازہ کے تھا بطور معجزہ کے جیسا کہ تصریح
اسکے بعض روایات مین ہے قال الواقدی جلس رسول الله علی المنبر وکشف له فهو ینظر
الی معرکتهم فقال اخذ الرایة زید بن حارثة فمضی حتی استشهد وصلی علیه ودعا
له ثم اخذ الرایة جعفر بن ابی طالب حتی استشهد وصلی علیه رسول الله کذا فی الکبیری
یعنی نقل کیا ہے واقدی نے کہ بیٹھے حضرت منبر پر اور کھل گیا واسطے حضرت کے پردہ پس دیکھ رہے تھے
حضرت لڑائی کی جگہ کو پس فرمایا آنحضرت نے کہ اب پکڑا نشان زید نے یہانتک کہ
شہید ہوگیا پس جنازہ پڑہا آنحضرت نے پھر فرمایا کہ اب نشان پکڑا جعفر نے یہانتک کہ شہید
ہوا پس جنازہ پڑہا اوسکا اگر غائب پر جنازہ پڑہنا درست ہوتا تو غازیوں اور قراء صحابہ
جنکو کفار نے فریب سے قتل کیا ضرور پڑہتے اور حالانکہ خبر قتل ہونے اونکی اور سلام اونکا
حضرت کو جبرئیل کی زبانی معلوم ہوا اصل فی الموطا عن سعید المقبری عن ابیه انه سال
اباهریرة کیف یصلی علی الجنازة فقال انا لعمر الله اخبرک اتبعها من اهلها فاذا وضعت
کبرت وحمدت الله وصلیت علی نبیه ثم قلت اللهم انه عبدک وابن عبدک وابن امتک
کان یشهد ان لا اله الا انت وان محمدا عبدک ورسولک وانت اعلم به ان کان
محسنا فزد فی احسانه وان کان مسیئا فتجاوز عنه اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده
قال محمد وبهذا ناخذ لا قراءة علی الجنازة وهو قول ابی حنیفة رح موطا مین ہے کہ پوچھا
ابوہریرہ سے کیفیت نماز جنازے کی پس قسم کہا کر بیان کیا ابوہریرہ نے کہ بعد تکبیر کہنے
حمد کیجے اللہ کی اور درود بھیجے اوپر آنحضرت کے بعدہ دعا کرے واسطے میت کے کہا امام محمد
اسی پر عمل ہے ہمارا یعنی جسطرح ابوہریرہ نے بیان کیا اور نہین ثابت آنحضرت سے قرآن کا
پڑہنا جنازے کی نماز مین قال العینی شارح البخاری نقل عن ابی هریرة وابن عمر لیس
فیها قراءة ومثال ابن بطال وممن کان لا یقراء وینکر عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب

وابوهريرة ومن التابعين عطاء وطاؤس وسعيد وابن سيرين ومعبد والشعبي
والحكم وقال مالك قراءة الفاتحة ليست معمولا بها في بلدنا في الجنازة
کہا عینی شارح بخاری نے کہ ابوہریرہ اور ابن عمر سے منقول ہے کہ نہین قراءۃ جنازے کی نماز
مین اور کہا ابن بطال نے کہ نہین پڑھتے تھے اور روکتے تھے لوگونکو فاتحہ پڑھنے سے حضرت عمر
اور حضرت علی اور ابوہریرہ رض اور تابعین سے عطا اور طاؤس اور سعید اور ابن سیرین اور معبد
اور شعبی اور حکم اور کہا امام مالک نے کہ عمل نہین ہمارے شہر یعنی مدینہ منورہ مین سورہ فاتحہ
پڑھنے کا جنازے پر **مسئلہ** وعن ابن عباس وابی ہریرۃ کان رسول اللہ ﷺ اذا صلی
علی جنازۃ رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود رواہ الدارقطنی قال ابن حزم لم یات
عن النبی ﷺ انہ رفع فی شیء من تکبیرات الجنازۃ الا فی الاولی قال السروجی والعجب من
الثوری انہ یدعی ان الرفع فی کل تکبیرۃ سنۃ ویستند بفعل ابن عمر مع ان الروایۃ
عنہ مضطربۃ کہا ابوہریرہ اور ابن عباس نے کہ تھے حضرت ﷺ کہ جب نماز پڑھتے جنازہ پر
رفع یدین کرتے پہلی تکبیر مین پھر نہ اوٹھاتے باقی تکبیرون مین روایت کیا اسکو دارقطنی نے کہا
ابن حزم نے نہین ثابت حضرت ﷺ سے رفع یدین کرنا جنازے کی نماز مین سوا تکبیر تحریمہ کے
کہا سروجی نے تعجب ہے ثوری کا سنت قرار دینا رفع یدین ہر تکبیر جنازے مین اور سند پکڑنا
فعل ابن عمر کو باوجودیکہ مضطرب ہے اوس سے روایت **شرائط جمعہ کی** ادا کرنیکے جمعہ مین
شرط پہلی شہر ہو یا میدان اوسکا یعنی جمعہ بغیر شہر یا میدان شہر کے ادا نہین ہوتا
وهو مذهب علي بن ابي طالب وحذيفة وعطاء والحسن والنخعي ومجاهد
وابن سيرين والثوري وسحنون لما روى ابن ابي شيبة عن علي رض انه قال لا جمعة
ولا تشريق ولا صلوة فطر ولا اضحى الا في مصر جامع او مدينة عظيمة وصححه ابن حزم
في المحلى والموقوف في هذا كالمرفوع لانه من شروط العبادة وهي من احكام
الوضع لا مدخل للرأي فيها كذا في الكبيري یعنی یہی مذہب ہے علی اور حذیفہ اور عطا
اور حسن اور نخعی اور مجاہد اور ابن سیرین اور ثوری اور سحنون کا اور فرمایا حضرت علی رض

نہین ادا ہوتا جمعہ اور نہ عید مگر بیچ شہر بڑے کے اور یہ حدیث صحیح ہو تو فرض ہے خروج کے باہر گاؤن
کیونکہ بیان شرائط کا عقل سے نہین ہو سکتا یعنے اگر حضرت سے علی نے نہ سنا ہوتا
تو ہرگز اپنی عقل سے کبھی بیان نکرتے وما روی ابن عباس انہا جمعت بجواثا قریۃ
فی البحرین لا یضر لان اطلاق القریۃ علی المصر شایع فی القرآن فلو لا یجوز ان یکون
اطلاق القریۃ علی جواثا من ہذا القبیل بل الحمل علی ہذا المعنی ہو الاولی والانسب
لیطابق کلامہ تعالی اور روایت ابن عباس رض کی کہ جمعہ پڑہا گیا جواثا مین جو قریہ ہے بحرین
مین نہین مخالف ہمارے کیونکہ اطلاق لفظ قریہ کا شایع ہے کلام اللہ مین اوپر شہر کے قال
اللہ تعالی ولولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین یعنی مکۃ والطائف وقال اللہ
تعالی واسئل القریۃ التی کنا فیہا ای المصر پہلی آیت مین لفظ قریتین کو شہر مکہ اور شہر طائف
پر اطلاق کیا گیا اور دوسری آیت مین قریہ سے مراد شہر مصر ہو اسیطرح جواثا قریہ کہا گیا وحکی
ابن الطین عن الشیخ ابی الحسن انہا مدینۃ وقال ابو عبید البکری ہی مدینۃ
یعنی بیان کیا ابن تین اور ابو عبید نے کہ جواثا شہر ہے وقال فی الکبیری وفی الصحاح
جواثا حصن بالبحرین فیکون مصرا علی ما نقل تفسیر المصر عن الامام اعنی الامام
محمد رح ان کل موضع مقرر الامام فہو مصر حتی انہ لو بعث الی قریۃ نائبا لاقامۃ الحدود
والقصاص تصیر مصرا فاذا عزلہ تلحق بالقری یعنی تحقیق جو مکان مسکن امام کا ہو پس
وہی شہر ہے یہانتک کہ اگر بھیجے طرف کسی گاؤن کے نائب اسواسطے قائم کرنے حدود اور قصاص
کے ہو جاویگا وہ شہر اور بعد معزول ہونے نائب کے ملجاویگا قریون سے واللہ اعلم وعلمہ اتم شرط
دوسری یہ کہ ہو امام جمعہ کا سلطان یا جس شخص کو سلطان نے اذن دیا ہو قال فمن
ترکہا ولہ امام عادل او جائر فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک لہ فی امرہ رواہ ابن ماجہ
یعنی بد دعا کی حضرت نے اوس شخص پر کہ جو باوجود ہونے سلطان کے جمعہ کو ترک کرے
اگرچہ یہ حدیث باعتبار سند کے ضعیف ہے لیکن قول حسن بصری وغیرہ کا دور کرتا ہے ضعف
اسکے کو کما لا یخفی وقال الحسن بن ابی الحسن البصری اربع الی السلطان فذکر منہا الجمعۃ

یعنی کہا حسن بصری نے چار چیزین طرف سلطان کے ہین پس ذکر کیا انمین سے جمعہ کو وقال
حبیب بن ابی ثابت لا تکون الجمعۃ الا بامیر وھو قول الاوزاعی ایضا اور کہا حبیب نے
نہین ہوتا جمعہ بدون امیر کے اور یہی قول اوزاعی کا ہے وقال ابن المنذر مضت السنۃ
الذی یقیم الجمعۃ السلطان او من بہا امرہ فاذا لم یکن ذلک صلوا الظہر اور کہا ابن منذر
نے گذری ہے سنت اس پر کہ قایم کرے جمعہ کو بادشاہ یا نائب اوسکا ورنہ پڑہا جاوے ظہر کو
وعلی ہذا کان السلف من الصحابۃ ومن بعدہم حتی ان علیا رض انما جمع ایام محاصرۃ
عثمان باذنہ اور اوپر اسی کے تھے سلف یعنی صحابہ اور تابعین حتی کہ نہ پڑہایا جمعہ حضرت علی رض
نے ایام محاصرہ حضرت عثمان رض مین مگر ساتھ اذن اونکے کے کذا فی الکبیری وذکر فی البوستان
التی الفت بہ بخاری بعدہ کہ محاصرۃ عثمان وتشاجروا فی ذلک باجمعتہ توبتہ وافرد
مذہب علی رض وترکوا الجمعات الی ان اطفی اللہ نائرۃ فتنتہم یعنی بعد مناظرہ کرنیکے قوم ہوگے
اوپر حق جو نے مذہب علی رض کے اور ترک کردیا جمعہ کو تا فرو ہونے آگ فتنہ کے شرط تیسری
وقت جمعہ کا وقت ظہر کا ہے عن انس کان علیہ السلام یصلی الجمعۃ حین تمیل الشمس رواہ البخاری
وفی مسلم عن سلمۃ کنا نجمع مع رسول اللہ صلعم اذا زالت الشمس یعنی تھے آنحضرت پڑہتے جمعہ کو
بعد ڈہلنے کے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے وفی الکبیری وھو المتوارث من زمن
النبی الی یومنا ہذا وھو قول الجمہور من الصحابۃ والتابعین فمن بعدہم یعنی اسی طرح
عمل ہے اہل اسلام کا حضرت صلعم کے زمانہ سے ابتک اور یہی ہے قول جمہور صحابہ اور تابعین
وغیرہ کا شرط چوتھی خطبہ ہے قال فی الکبیری وعلیہ الجمہور خلافا للامامیۃ فانہ لم یرو
انہ علیہ السلام او احد من الخلفاء الراشدین فمن بعدہم صلاہا بدونہا وھی
من الخصوصیات التی لم یرو اسقاط الرکعتین الا مع مراعاتہا فکانت شرطا یعنی خطبہ کا
شرط ہونا مسلم ہے سب علماء اہلسنت والجماعۃ کو اور شیعون کے نزدیک شرط نہین ہے اور دلیل
ہماری یہ ہے کہ نہین روایت کیا گیا آنحضرت سے اور نہ خلفاء راشدین اور تابعین سے پڑہنا
جمعہ کا بدون خطبہ کے شرط پانچوین جماعت ہے یعنی بدون جماعت کے جمعہ درست

نہین ہوتا قال اللہ تعالی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا
اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ای لوگو جو ایمان لائے ہو
جسوقت کہ پکارا جاوی واسطے نماز کے جمعہ کے دن پس شتابی کرو طرف یاد خدا کے اور چھوڑ دو
سودا کرنا یہ بہتر ہی واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے اور اس آیت سی سمجھا جاتا ہی ہونا تین آدمیونکا
بغیر امام کے کیونکہ مطلب اس آیت کا یہ ہی کہ بعد اذان کے لوگونکو جانا چاہیے طرف ذکر خدا کے
پس مقتضی جمعیت فاسعوا کے چاہیے کہ سعی کرنے والے کم نہون تین سی پس جب کم سی کم تین شخص نے
بعد اذان کے سعی کر لی لازم ہوئی پس ہو گئے موذن سی ملکر چار شخص پس بموجب آیت کے
جمعہ درست نہین ہوتا بدون چار شخصون کے یہی ہے مذہب امام اعظم رح کا قال فی الکبیری
بما حاصلہ ان الجماعۃ مدلول صیغۃ الجمع لقولہ تعالی فاسعوا فانہ طلب الحضور متعلقا
بلفظ الجمع الی ذکر یستلزم ذاکرا فلزم ان الشرط ان یکون مع الامام جمع شرط چھٹی
اذن عام یعنی جمعہ ایسے مقام پر پڑھنا درست ہی کہ جہان کسیکو روک نہو قال فی الکبیری
لانہا شرعت بخصوصیات لا تجوز بدونہا والاذن العام والاداء علی سبیل الشہرۃ من جملۃ
تلک الخصوصیات فلا تجوز بدونہ یعنی جمعہ نہین پڑہا حضرت نے اور صحابہ اور تابعین وغیرہ
نے بغیر اذن عام کے واللہ اعلم وعلمہ اتم **مسئلہ** قربانی مین مسنہ کو ذبح کرنا چاہیے عن جابر رض
قال قال رسول اللہ صلعم لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان
رواہ مسلم یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے نہ ذبح کرو مگر مسنہ کو مگر یہ کہ مشکل ہو تم پر پس ذبح کرو جذعہ
دنبہ یا بھیڑ سے روایت کیا اسکو مسلم نے **فائدہ** لکھا ہے ملا علی قاری نے مسنہ اونٹون
مین سی پانچ سال کا ہوتا ہی اور گائے مین سی دو سال اور بکری مین سے ایک سال کا اور یہ
معنی موافق تجربہ کے معلوم ہوتے ہین کیونکہ اونٹ بعد پانچ برس کے دو دانت نکالتا ہی
اور گائے بعد دو سال کے دانت نکالتی ہے اور بکری بعد ایک سال کے دو دانت ہوتی ہی
اور ترمذی مین لکھا ہی کہ کہا وکیع نے کہ جذعہ بھیڑ مین سے وہ ہی جو کہ سات مہینے یا چھ کا ہو
مسئلہ درست نہین ہوتی قربانی بکری کی مگر اکیلے سے جیسا کہ دلالت کرتا ہے

مسئلہ

بیان کرنا آنحضرتؐ کا گائے اور اونٹ مین شرکت سات شخص کو اور قول ابو ایوب رضؓ کا کہ
قربانی کیا کرتے تھے ہم ساتھ ایک بکری کے اور تمام قربانی کرتا ساتھ ایک بکری کے اپنی طرف
سے اور اپنے گہر کے لوگونکی طرف سے سو مراد اوس سے قربانی نفلی ہوگے جیسا کہ حدیث مین
ذکر قربانی کرنا آنحضرتؐ کا جمیع امت سے اسی قبیل سے ہے ورنہ کسی پر قربانی کرنی لازم بلکہ سنت
بھی نہوتی وھو کما تری ہے عن ابی ہریرہ رضؓ قال رسول اللہ من کان لہ سعۃ ولم یضح
فلا یقربن مصلانا یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے جس شخص کو وسعت ہو اور قربانی نکرے پس
نزدیک آوے ہمارے عیدگاہ کے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے وعن مخنف بن سلیم قال
کنا وقوفا عند النبی بعرفات فسمعتہ یقول یا ایہا الناس علی کل اھل بیت فی کل عام
اضحیۃ رواہ ابو داؤد والنسائی یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے اے لوگو اوپر ہر گھر والے کے
بیچ ہر سال کے قربانی ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے **مسئلہ** اعتکاف
اگر عشرہ اخیرہ رمضان کا موافق سنت کرنا ہو تو چاہیے کہ اکیسوین شب سے اعتکاف بیٹھے
جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث بخاری کی عن عائشۃ وھو حدیث طویل فلما اصبح
النبی رای الاخبیۃ فترک الاعتکاف ذلک الشھر ثم اعتکف عشرا من شوال رواہ البخاری
یعنی جب فجر کو دیکھا آنحضرتؐ نے کئی حجرے بوریون سے جو ازواج مطہرات نے واسطے
اعتکاف کے مسجد مین بنائے تھے ترک کیا آنحضرت نے اعتکاف کو پھر اعتکاف کیا ایک عشرہ
کا شوال مین **فائدہ** اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ اعتکاف رات
سے شروع کر چکے تھے لیکن بسبب دیکھنے حجرات مطہرات کے اعتکاف کو ترک کر دیا اور عوض
اوسکے شوال مین اعتکاف کیا واللہ اعلم وعلمہ اتم **تنبیہ** جن احادیث کو امام اعظم رحؒ نے
سند پکڑا ہے وہ سب صحیح ہین کیونکہ رواۃ مابین امام اعظم اور رسول اللہ کے صحابہ اور تابعین
ہین جنکا افضل ہونے پر یہ حدیث دال ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
یعنی فرمایا رسول اللہ نے بہتر زمانونکا زمانہ میرا ہے پھر اون لوگونکا زمانہ بہتر ہے جو صحابہ کے بعد
ہونگے یعنی تابعین اور اونکے بعد زمانہ تبع تابعین کا بہتر ہے قال الشعرانی فی المیزان [illegible]

مسئلہ وجوب قربانی

مسئلہ اعتکاف

فان قیل اذا قلتم بان ادلة مذهب الامام ابی حنیفة رض لیس فیها شیء ضعیف لسلامة
الرواة بینه وبین رسول الله صلعم من الصحابة والتابعین من الجرح فما جوابکم عن قول
بعض الحفاظ عن شیء من ادلة الامام ابی حنیفة بانه ضعیف فالجواب یجب علینا حمل
ذلک جزما علی الرواة النازلین عن الامام فی السند بعد موته رض اذا رووا ذلک
الحدیث من طریق غیر طریق الامام اذ کل حدیث وجدناه فی مسانید الامام فهو
صحیح لانه لولا صح عنده ما استدل به ولا یقدح فیه وجود کذاب ومتهم بکذب مثلا
فی سنده النازل عن الامام وکفانا صحة الحدیث استدلال مجتهد به ثم یجب علینا العمل
ولو لم یروه غیره فتامل هذه الدقیقة التی نبهتک علیها فلعلک لا تجدها فی کلام احد
من المحدثین وایاک ان تبادر الی تضعیف شیء من ادلة مذهب الامام ابی حنیفة الا بعد
ان تطالع مسانیدها الثلاثة ولم تجد ذلک الحدیث فیها انتهی مع بعض اختصار

خلاصہ مطلب امام شعرانی کے کلام کا یہ ہو کہ جن احادیث کو امام اعظم رح نے سند پکڑا ہو ان مین
کوئی حدیث ضعیف نہین کیونکہ رواۃ امام اعظم رح کے صحابہ اور تابعین ہین جو بچے ہوے
ہین جرح سے اور ضعیف ہونا حدیث کا بعد امام کے باعتبار کسی اور سند کے امام کی سند کو
ضرر نہین دیتا **فائدہ** چونکہ اس زمانہ مین کوئی حدیث بسبب [illegible] جانے شرط
روات کے قابل استدلال نہین پس پایا جانا مجتہد مستقل کا اسوقت مین محال ہی اگر کوئی
کہے اس زمانہ مین مجتہد کو سند پہونچانی حدیث کی رسول اللہ تک موافق شروط کے
ضرور نہین بخلاف ائمہ اربعہ کے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اس امر کو کسی آیت یا حدیث سے
ثابت کرو ورنہ اس عقیدے سے باز آؤ اور نظام الاسلام مین لکھا ہے کہ یہ چھہ کتابین
جنہین صحاح ستہ کہتے ہین انکے سوا اور بہت سی کتابین حدیث کی معتبر ہین جیسے مسند امام
ابو حنیفہ اور موطا امام محمد اور حجت امام محمد اور آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور
طبرانی وغیرہ اور اسقدر جاننا بہت ضرور ہے کہ صحاح ستہ کی سب حدیثین صحیح نہین
ہین بلکہ انمین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق شرح مشکوۃ فارسی

کے مقدمہ مین اور ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکہا ہی اور دعوی مقدم ہونا حدیث بخاری
اور مسلم کا اوپر باقی احادیث کے باطل ہے جیسا کہ بیان کیا اسکو ابن ہمام نے فتح القدیر
مین اور غیر مقلد جو مدعی اس امر کے ہین جب بخاری اور مسلم کی حدیث مخالف انکے مطلب کے
پاتے ہین شتر مرغ کی طرح طرح دیجاتے ہین جیسا کہ حدیث مسلم کی اذا قرأ فانصتوا کو جو
دال ہے اوپر منع ہونے قرأة خلف امام کے نہین مانتے اور عمل کرتے ہین حدیث عبادہ بن
صامت پر جو مکحول سے مروی ہی اور صحیحین مین نہین ہی اور مخالف ہی مسلم کے بلکہ حدیث
عبادہ بن صامت کی ساتھ روایت زہری کی رد کرتی ہی روایت مکحول کو کیونکہ روایت
زہری مین نہین ہے لفظ لا تفعلوا الا بام القرآن کا اور روایت زہری کو ترمذی نے اصح
لکہا ہے مکحول کی روایت سے کیونکہ محمد بن اسحق جو راوی ہی مکحول ہی اوسکو بعضون نے
شیعہ کہا ہی قال فی تقریب التہذیب محمد بن اسحاق رمی بالتشیع والقدر اور کہا
سفیان نے جو روایت کرتا ہی زہری کی حدیث کو کہ حدیث لا صلوة الا بفاتحة الکتاب کے
اوس شخص کے حق مین ہی جو اکیلا نماز ادا کرے ذکرہ ابوداؤد بعد هذا الحدیث قال سفیان لمن
یصلی وحدہ یعنی ذکر کیا ابوداؤد نے بعد روایت حدیث سفیان کے کہ کہا سفیان نے کہ یہ حدیث
اوس شخص کے حق مین وارد ہی کہ جو اکیلا نماز ادا کرتا ہو یعنی پیچھے امام کے پس عمل کرنا
غیر مقلد کا باوجود دعوی مذکور کے ایسی حدیث ضعیف پر کہ جسکا راوی مطعون ساتھ
رفض کے ہو اور مخالف ہو آیت قرآنی کے قال اللہ تعالی اذا قرئ القرآن الآیة اور حدیث
مسلم وغیرہ کی جہالت سے خالی نہین اسپر قیاس کرنا چاہیے باقی متمسکات انکے کو واللہ اعلم وعلمہ
[illegible] فرغت من تسوید ہذہ الاوراق القی الی الکتاب الکریم بفضلہ العمیم اعنی الرسالة
المفیدة والعجالة العجیبة المسماة بالدلیل القوی علی ترک القراءة للمقتدی للفاضل
النحریر الذی ہو اشہر المشاہیر وافضل من الجماہیر رأس العلماء العاملین [illegible]
الفقہاء والمحدثین مولانا الحافظ الحاج الشہیر بالمولوی احمد علی السہارنپوری [illegible]
عنہ نبذا من تحقیقاتہا مترجما بالہندیة تسہیلا مع کمال الاختصار و زیادة

فاقول وباللہ التوفیق لکہا ہے مولوی احمد علی صاحب سلمہ اللہ نے بیچ رسالہ
اپنے کے کہ حدیث عبادہ بن صامت کے قال رسول اللہ لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب یعنے
فرمایا آنحضرت نے نہ پڑہا کرو تم پیچہے میرے مگر سورۂ فاتحہ صحیح نہین کیونکہ سند اس حدیث
مین محمد بن اسحاق واقع ہے اور اوسکو تقریب التہذیب مین مدلس و رمی بالتشیع والقدر
لکہا ہے یعنی مدلس و مطعون ساتہہ رافضی اور قدریہ ہونیکے تہا اور ایک روایت مین نافع
بن محمود واقع ہے اور وہ مستور الحال ہے یعنی اوسکے نیک اور بد ہونیکا کچہہ علم نہین اور کہا
یحیی بن معین نے جو نقاد حدیث سے ہے کہ لفظ الا بام القران کا سند معتبر سے ثابت نہین اسیواسطے
ترمذی مین اس حدیث پر دوسری حدیث کو جو بغیر اس لفظ کے ہے ترجیح دیکر اصح لکہا ہے
اور بخاری مین بہی یہ حدیث بسبب ضعف کے نہین داخل کی گئی اور تصریح کی ہے زیلعی نے کہ ضعیف
کہا ہے حدیث عبادہ کو امام احمد اور بہت محدثین نے پس قول دارقطنی اور خطابی کا کہ اسناد
اس حدیث کی جید ہو دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ حدیث صحیح نزدیک محدثین کے وہ ہے ما اتصل
اسنادہ بنقل العدل الضابط عن مثلہ وسلم عن شذوذ وعلۃ یعنے جس حدیث
کی روات حضرت تک نیک بخت اور ضابط ہون اور سالم ہو وہ شذوذ اور علت سے
چونکہ راوی اس حدیث کا محمد بن اسحاق بموجب تحقیق صدر کے مطعون تہا ساتہہ رفض
وغیرہ کے پس صحیح اور جید الاسناد ہونا محالات سے ہے اور دوسری حدیث عبادہ بن صامت
کے لا صلوۃ لمن یقرء بفاتحۃ الکتاب یعنی نہین ہوتی نماز اوس شخص کی کہ نہ پڑہے
سورۂ فاتحہ کو اگرچہ صحیح ہے لیکن مراد اس سے اکیلا ہے یعنی جو پیچہے امام کے نہو قال
سفیان لمن یصلی وحدہ کہا سفیان نے کہ یہ واسطے اوس شخص کے ہے کہ پڑہے اکیلا
روایت کیا اسکو ابوداود نے قال الامام احمد معنی قول النبی لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ
الکتاب اذا کان وحدہ یعنی کہا امام احمد رح نے کہ مراد حدیث لا صلوۃ سے یہ ہی کہ جو شخص
اکیلا ہو یعنی پیچہے امام کے نہو اوسکو سورۂ فاتحہ کا پڑہنا ضرور ہے **فائدہ**
یہی مراد ہو جابر رض کی قول سے جو ترمذی مین مروی ہے اور یہ تاویل اسواسطے کی

[illegible]

کی گئی ہے کہ تا مخالف نہو یہ حدیث قرآن اور باقی احادیث کے قال اللہ تعالیٰ اذا قرئ
القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون یعنی جب پڑھا جاوے قرآن سنو تم اوسکو اور
چپکے رہو شاید کہ رحم کیے جاؤ تم قال رسول اللہ ﷺ اذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا یعنی
جب تکبیر کہے امام تکبیر کہو تم اور جب پڑھنے لگے چپ ہو جاؤ روایت کیا اسکو مسلم نے قال
احمد بن منیع اخبرنا اسحاق الازرق حدثنا سفیان وشریک عن موسی بن ابی عائشہ
عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رض قال قال رسول اللہ ﷺ من کان له امام فقراءة الامام
له قراءة یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ پڑھنا امام کا پڑھنا مقتدی کا ہے اسناد اس حدیث کی صحیح
ہے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے قال رسول اللہ ﷺ احقهم بالامامة اقرأهم یعنی فرمایا
آنحضرت نے حقدار زیادہ امامت کا اچھا پڑھنے والا ہے روایت کیا اسکو مسلم نے **فائدہ**
یہ حدیث صاف دال ہے اسپر کہ بغیر امام کے اور کو منصب قراءۃ کا نہیں جیسا کہ دلالت کرتا ہے اسپر
لفظ اقرأهم کا قال رسول اللہ ﷺ اذا کبر فکبروا واذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین
فقولوا آمین رواہ مسلم یعنی فرمایا آنحضرت نے جب تکبیر کہے امام تکبیر کہو تم اور جب کہے امام
غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کہو تم آمین روایت کیا اسکو مسلم نے فائدہ اس حدیث سے صاف
ہے معلوم ہوتا ہے کہ قراءۃ بلکہ سورۂ فاتحہ بغیر امام کے کسی مقتدی کو پڑھنا درست نہیں ورنہ حضرت
یوں فرماتے جیسا کہے امام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین تب کہو تم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین
اور مراد آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے عام ہے یعنی پڑھنا کلام اللہ کا ضرور ہے حقیقۃ جو
جیسا کہ امام اور منفرد کا یا حکماً جیسا کہ مقتدی کا حال ہے کیونکہ پڑھنا امام کا گویا پڑھنا
مقتدی کا ہے والتیسیر یؤیده هذا قال ابن الهمام فی فتح القدیر فلو قرأ المقتدی مع
هذا لكان له قراءة ثانية فی صلوة واحدة وهو غیر مشروع یعنی اگر پڑھے مقتدی بھی
امام کے ایک نماز میں دو قراءت پائی جاوینگی اور یہ امر شرعاً درست نہیں وفی المغنی ذکر الشیخ
الامام عبد اللہ بن یعقوب عن عبد اللہ بن زید بن اسلم عن ابیه قال کان عشرة من اصحاب النبی ﷺ
ینهون عن القراءة خلف الامام اشد النهی ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان بن عفان

وعلی بن ابی طالب وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبد اللہ بن مسعود وزید
بن ثابت وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباس رض قال الشیخ العابد المسند ھو المھاجر
فی شرح المسند لما ثبت نھی العشرۃ المذکورۃ ولم یثبت رد واحد علیہم عند توافر
الصحابۃ کان اجماعا سکوتیا یعنی جب ثابت ہوا سخت منع کرنا صحابہ کبار کا قراۃ خلف امام سے
اور نہ رد کیا باقی صحابہ نے قول اونکا تو ہوا اجماع اوپر منع قراۃ کے وعن موسی بن عقبۃ
ان رسول اللہ وابا بکر وعمر وعثمان کانوا ینھون عن القراءۃ خلف الامام یعنی تھے آنحضرت
اور تینون خلفا منع کرتے تھے مقتدی کو قراۃ سے روایت کیا اس حدیث کو عبد الرزاق نے بیچ کتاب
اپنی کے وعن علی من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرۃ یعنی کہا حضرت علی رض نے جو پڑھا
پیچھے امام کے پس نہین ہے وہ شخص اوپر دین کے وعن ابراھیم قال الذی یقرأ خلف الامام
فاسق یعنی کہا ابراھیم نے کہ جو شخص پڑھے پیچھے امام کے فاسق ہے روایت کیا اسکو ابی شیبہ نے
بیچ کتاب اپنی کے جو نام اوسکا مصنف ہے قال محمد لا اعلم القراۃ خلف الامام من السنۃ
یعنی نہین ہے قراۃ خلف امام سنت سے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اگر بالفرض حدیث
عبادہ بن صامت رض کو صحیح قرار دیکر معارضہ کیا جاوے ساتھ حدیث من کان لہ امام کے
تو بھی حدیث منع قراۃ کو ترجیح ہے کیونکہ حکم ایسے معارضہ کا یہ ہے حکم المعارضۃ بین السنتین
المصیر الی اقوال الصحابۃ یعنی جو معارضہ درمیان دو حدیثون کے واقع ہو حکم اوسکا یہ ہے کہ
رجوع کیا جاوے طرف اقوال صحابہ کے یعنی جس حدیث کو اقوال صحابہ کے مؤید ہون اوس
حدیث کو ترجیح دیجاویگی پس اقوال خلفاء راشدین عبادلہ ثلثہ وزید بن ثابت وغیرہ
مذکورۃ الصدر حجت قوی اور آئینہ ہین واسطے مراد شارع کے ورنہ یہ بات ممکن نہین کہ اصحاب
کبار رسول مقبول صلعم کے حدیث سے منحرف ہو کر عمل درآمد کرتے رہے ہون پس جب قرآن
اور احادیث اور اقوال صحابہ سے ثابت ہوا کہ قراۃ خلف الامام درست نہین پس اہل حق
کو بجز تسلیم اور انقیاد کے محل دم مارنے کا نہین ہے فظہر الحق الحق یعلو ولا یعلی
واللہ تعالی اعلم

تلك عشرة كاملة

جواب اشتہار غیر مقلدین

اگرچہ جواب سائل شتہو کا علی وجہ التضمن بخوبی ذکر ہو چکا ہی چونکہ جواب علی وجہ التخصیص متضمن چند فوائد کے
تھا لہذا صراحتًا اوسکا جواب لکھا جاتا ہی حَسْبِيَ اللّٰهُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ قال اللاہوری
مین محمد حسین مولوی عبد العزیز صاحب مولوی محمد صاحب مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان بلدیہ ال وغیرہ
علماء عرب وعجم کو بطور اشتہار کے وعدہ دیتا ہون کہ اگر کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث
صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور واسطے اوس مسئلہ کے نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین تو آیت
اور حدیث کے بدلے دس دس روپیہ بطور انعام دونگا انتہی ملخصا اقول وباللہ التوفیق اگرچہ قائل
بظاہر مستفتی اور سائل از روی لغت معلوم ہوتا ہی لیکن بعد تعمیق نظر کے مبرہن ہوتا ہی کہ در پردہ
مدعی ہے امور مفصلہ ذیل کا پہلا مسائل مفصلہ ذیل مین قیاس اور اجماع سے دلیل پکڑی جاوے
دوسرے احادیث مختلف الصحت سے بھی دلیل پکڑنی نہین تیسرے غیر قطعی الدلالۃ بھی قابل استدلال
نہین چونکہ یہ دعاوی مخالف علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے ہین لہذا اولًا قائل کو چاہیے کہ بیان کرے
کہ امور مذکورہ مین ناقل ہی یا مدعی قال فی الرشیدیۃ والواجب علی السائل ان یطلب اولًا ما
امکنہ من تعریف مفردات المدعی وتعیین البحث وتمییزہ عن سائر الاحوال اذا ادعی
ان النیۃ لیست بشرط فی الوضوء فللسائل ان یقول عدم شرطیۃ النیۃ بای مذہب
وای قول انتہی ملخصا اگر سوال کرے کہ مین مدعی نہین ہون بلکہ مین سائل ہون تو جواب اسکا
یہ ہی کہ سائل باعتبار اصطلاح نظار کے وہ شخص ہی کہ جو مدعی کے مقابلہ پر کمر بستہ ہو قال فی الرشیدیۃ
والسائل من نصب نفسہ لنفی الحکم یعنی سائل علم مناظرہ مین اوسکو کہتے ہین جو قائم کرے اپنے تئین
واسطے نفی اوس حکم کے جو مدعی نے بیان کیا ہو جیسا کہ قائل کا مدعی ہونا باعتبار امور ثلثہ مذکورہ کے
ثابت ہو چکا پس سائل اصطلاحی وہ ہوگا کہ جو امور مذکورہ کی نفی پر کمر ہمت باندھکر میدان گفتگو مین قدم رکھے
لیکن قائل نے باوجود دعاوی مذکورہ کے بعد ورود اعتراضات کے سائل کہلانا شروع کیا جسکی شتر مرغی اور
حیلہ جوئی پر دلیل ہی اگر قائل کہے کہ اگرچہ کلام میرا متضمن دعاوی مذکورہ کو ہی لیکن صراحۃ مین کلمہ مدعی کا نہین ہی

تو جواب اوسکا یہ ہو کہ دعاوی ضمنیہ کی اعتبار سے بھی مدعی قرار دیا جاتا ہو قال فی الرشیدیۃ التعریف
الحقیقی لاشتمالہ علی دعاوی ضمنیۃ وھی ان ھذا المذکور حد والجزء الاول جنس والثانی
فصل لہ یمنع بان یقال لانسلم انہ حد وینقض ببیان الاختلال فی طردہ انتہی ملخصاً
اور بعد تعیین مدعی کے طلب کیجاویگی مدعی سے دلیل قال فی الرشیدیۃ یلتزم الخصم البیان
بعد الاستفسار ویواخذ بتصحیح النقل ان نقل شیئا وبالتنبیہ او الدلیل ان ادعی
بدیہیاً خفیا او نظریاً مجہولا انتہی اور بعد قائم کرنے دلائل کے لازم ہوگا جواب اعتراضات
کا جو اوسکو دلائل پر وارد کیے جاویں قال فی الرشیدیۃ فاذا قام المدعی الدلیل تمنع مقدمتہ
مع السند او مجرداً عنہ فیجاب بابطال السند وباثبات المقدمۃ الممنوعۃ انتہی ملخصاً
فالتحقیق ھذا انہ لابد للقائل ان یسلک ھذا المسلک الذی ھو من شان العلماء
ولا [illegible] الجہال الذین قال اللہ تعالی فی شانہم واذا خاطبہم الجاھلون
قالوا سلاما یعنی الخ بموجب علم مناظرہ کے عالمانہ گفتگو منظور ہو تو بدون دستور العمل
بنائے طریق مذکور کے میدان تقریر میں بالکل قدم زن نہو ورنہ جاہلانہ گفتگو شان علما سے
بعید ہے ابتدا قائل کو نمایش کیجاتی ہے کہ اول اوس رسالہ کو موافق قیود مندرجہ اشتہار اپنے
کے طے کرے لان المرء یوخذ باقرارہ بعدہ جوابات مسائل مندرجہ اوسکے بلا خرچ مبالغ
پاویگا کیونکہ جمیع انبیاء ابلاغ دین کا واسطے اجر اخروی کے کرتے رہے ہیں نہ واسطے لینے دنیا
روپیہ کے قال اللہ تعالی حکایۃ عن نوح علیہ السلام ویقوم لا اسئلکم علیہ مالا ان
اجری الا علی اللہ یعنی ای قوم میری نہیں مانگتا میں تم سے اوپر اوسکے کچھ مال نہیں ہے بدلا میرا
مگر اوپر اللہ کے **فائدہ** بموجب اسی آیت کے علماء حقانی و فضلاء ربانی جو نیابت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہیں عمل کرتے ہیں لیکن قائل کو اگر ہم واسطے تالیف قلوب کے
وعدہ مبالغ کا دیکر تحقیق دین میں مصروف کریں تو شرعاً منع نہیں کیونکہ قائل اور اکثر بانی مبانی
فرقہ جدیدہ کے قدیمی مسلمان نہیں ہیں داخل ہوئے یہ لوگ مولفۃ القلوب ہیں قال اللہ
تعالی انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم الآیۃ

یعنی سوائے اسکے نہیں کہ خیرات واسطے فقیروں کے اور محتاجوں کے اور کام کرنے والے اوپر
تحصیل اسکے کے اور جنکو کہ الفت دی جاتی ہین دل اونکے واللہ اعلم و علمہ اتم کوئی صاحب اس تحریر کو
پہلوتہی کرنا ہمارا جوابات مسائل مفصلہ اشتہار سے وہم نکرے کیونکہ اگر مستفتی دعویٰ اجتہاد کا
کا نہ کرتا اور استفتا صرف واسطے طلب دلائل مسائل کے پیش کرتا تو ہم فوراً اوسکی جواب ہین تحریر
کرتے **سوال** آنحضرت یا باری تعالیٰ نے کسی شخص پر کسی امام کے ائمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا

جواب اقول وباللہ التوفیق جیسا کہ فرضیت نماز روزہ وغیرہ کی آیات اور احادیث سے ہر فرد
مکلف پر ثابت ہے حالانکہ کوئی آیت یا حدیث ایسی وارد نہین کہ جس مین مولوی نذیر حسین صاحب اور
مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ کو نام بنام ایمان اور نماز روزہ وغیرہ کا حکم کیا ہو اسیطرح تقلید ایک امام
کی ائمہ اربعہ سے آیات اور احادیث سے ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری
کرو رسول خدا کی اور اولی الامر کی فافہم مراد اولی الامر سے اگر موجب قول غیر مقلدین کے
حکام اہل اسلام کے لیے جاوین تو بھی یہ آیت اوپر فرضیت تقلید کے دلیل قاطع ہے کیونکہ حکم حکام اہل اسلام
کا قدیم الزمان سے واسطے تقلید مذہب معین کے نافذ اور منکرین تقلید پر تعزیر جاری ہے قال علیہ السلام
اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ
رواہ مسلم فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ تمام دین خیرخواہی ہے عرض کیا ہمنے کسکے فرمایا آنحضرت نے
خیرخواہی اللہ کی یعنی خدا تعالیٰ پر ایمان لانا اور خیرخواہی قرآن کی یعنی قرآن شریف کی کلام الٰہی
ہونے پر ایمان لانا اور تعظیم کرنی قرآن کی اسیواسطے باریک خط کا کلام اللہ دیکھکر مارا حضرت عمر رض
نے اور فرمایا عَظِّمُوْا کِتَابَ اللّٰہِ اور جب دیکھتے حضرت عمر رض بڑا قرآن تو بہت خوش ہوتے روایت کیا
اسکو ابو عبید نے واخرج عن الضحاک قال لا تتخذوا للحدیث کراسی ککراسی المصحف یعنی
ضحاک سے روایت کیا گیا ہے کہ نہ بکڑو واسطے حدیث کے جلدین مثل قرآن کے بسبب تفسیر اتقان مین امام سیوطی
نے لکھا ہے اور خیرخواہی رسول خدا کی یعنی ایمان لانا رسول خدا پر اور فرمانبرداری اونکی اور خیرخواہی
ائمہ مسلمین کی یعنی اونکی اطاعت کرنی اور خیرخواہی عام اہل اسلام کی یعنی جس امر میں عام اہل اسلام

کا فائدہ متصور ہو اسکو اختیار کرنا **فائدہ** اب حضرات غیر مقلدین کی خدمت مین عرض رسا ہون
کہ جب تقلید مذہب معین مین اطاعت خدای تعالی اور قرآن مجید اور رسول مقبول صلعم اور
آئمہ اہل اسلام مع خیر خواہی عامہ اہل اسلام کے موجود ہو تو پہر تقلید پر طعن کرنا گویا اس حبل عظیم
الشان کا منکر ہونا ہی گذر چکی باقی تحقیق اسکی بیچ صفحہ ۲۹ کے واللہ اعلم و علمہ اتم
سوال عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی ہونا **جواب** برابر ہونا ایمان
عوام اہل اسلام اور انبیا اور ملائکہ کا من کل الوجوہ کسی اہل اسلام سے ثابت نہین البتہ
مشارکت باعتبار بعض وجوہ کے قرآن سے ثابت ہی قال اللہ تعالی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا
کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ یعنی ایمان لاؤ جیسا کہ ایمان لائے ہین لوگ یعنی جیسا رسول مقبول اور
اصحاب ایمان لائے ہین قال فی البیضاوی او للعہد والمراد الرسول و من معہ
یعنی تفسیر بیضاوی مین لکہا ہی کہ بموجب ایک تاویل کے کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ سے رسول مقبول
اور اصحاب مراد ہین **فائدہ** یہ نہین کہ مشابہت مذکورہ کا مخالف ہی قرآن کے اسیواسطے
فرمایا امام اعظم رح نے ایمانی کایمان جبرئیل ولا اقول مثل ایمان جبرئیل لان المثلیۃ
تقتضی المساوات فی کل الصفات والتشبیہ لا تقتضی ذلک بل یکفی لاطلاقہ المساوات
فی بعضہ فلا احد یساوی بین ایمان احاد الناس و ایمان الملائکۃ والانبیاء
علیہم السلام من کل وجہ ہکذا وجدت فی شرح فقہ الاکبر للقاری یعنی
ایمان میرا مشابہ ہی ایمان جبرئیل کے اور نہین کہتا ہون مین کہ ایمان میرا مثل ایمان جبرئیل
کے ہی کیونکہ مثلیت مقتضی ہی مساوات کو ہر صفت مین اور مشابہت کو کافی ہے مساوات بعض
صفات کے مثلا زید کالاسد کہنا یعنی زید شیر جیسا ہی بسبب صفت شجاعت مشترکہ کے
درست ہی اور زید مثل الاسد کہنا ہرگز درست نہین اسیواسطے نہین برابر ایمان عوام الناس
اور فرشتون اور پیغمبرون کا کسیکے نزدیک تنبیہ اور ایک ہونا آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ
وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ
الْمَوْتِ کا واسطے جمیع اہل اسلام کے دال ہی اور مشارکت مذکورہ کا اور تبعات اٰمِنُوْا مثل

مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا یعنی اگر ایمان لاوے وہ مثل ایمان لانے تمہارے کے ساتھ اللہ کے
پس تحقیق ہدایت پائی اونہون نے دلیل قاطع ہے اس مضمون پر فما ظن الجاهلون علی
الامام فریۃ بلا مریۃ گذر چکی باقی تحقیق اسکی صفحہ ۶۹ مین واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال
آنحضرت کا زیر ناف ہاتھ باندھنا جواب عن حجر قال رایت النبی صلعم وضع یمینہ علی
شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ یعنی رکھا رسول مقبول صلعم نے دہنا ہاتھ اوپر بائین کے نماز
مین نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری اور مسلم کے اور یہ
حدیث صحیح ہی اوپر شرط مسلم کے وعن ابی جحیفۃ قال علیؓ من سنۃ الصلوۃ وضع الایدی علی الایدی
تحت السرۃ یعنی کہا علیؓ نے سنت ہی نماز مین رکہنا ہاتہون کا نیچے ناف کے روایت کیا اسکو
ابن ابی شیبہ نے اور ارباب بصیرت پر ظاہر ہے کہ اس فعل کا لگاؤ طرف خشوع کے زیادہ ہے بہ نسبت
رکہنے ہاتہون کے اوپر سینہ کی بائین طرف کو پہونچایا جاوی ہاتھ دہنا بائین کے ٹخنے تک اور بایان پہنچے تک
جو اسوقت غیر مقلدین مین مروج ہے کیونکہ اس فعل کا لگاؤ طرف مصارعت یعنی کشتی گیرون کے زیادہ ہی
پس تائید ہوئی اسکو بہی آیت وهم خاشعون سے گذر چکی باقی حدیثین صفحہ ۹۰ مین جبکہ ثابت
ہوا یہ مسئلہ حدیث مرفوع اور قول حضرت علیؓ کے سے جو بیچ حکم مرفوع کے ہی عن سعد بن ابی
وقاص قال قال رسول اللہ صلعم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی
متفق علیہ یعنی فرمایا رسول مقبول صلعم حضرت علیؓ کو کہ تیری نسبت میرے سے ایسی ہی کہ جیسا ہارون
کے موسیٰ سے مگر یہ کہ نہین پیغمبری بعد میرے کسی کو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے پس لعن
کرنے والے اس علی پر بعد اس تحقیق کے سخت گمراہ ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال آنحضرت کا مقتدیون کو
سورہ فاتحہ پڑہنے سے منع کرنا جواب قال اللہ تعالیٰ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ فرمایا اللہ جل جلالہ نے جسوقت پڑہا جاوی قرآن پس سنو تم اسکو اور چپ رہو
تاکہ رحم کیے جاؤ تم اور کہا امام احمد نے اجمع الناس علی ان هذه الآیات نزلت فی الصلوۃ
یعنی اجماع کیا لوگون نے اوپر اس بات کے کہ نزول اس آیت کا نماز کے بارہ مین ہوا ہے جیسا کہ فرمایا
آنحضرت نے انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا یعنی بیشک

کیا گیا ہے امام تاکہ تابعداری کیجاوے اوسکی پس جب تکبیر کہی امام تکبیر کہو تم اور جب پڑہنے لگے
قرآن چپ رہو تم روایت کیا اسکو مسلم نے اور کہا حضرت عمرؓ نے لیت فی فم الذی یقرأ
خلف الامام حجرا یعنی کاشکے پتہر ہووین اوس شخص کے منہ مین جو پڑہے پیچہے امام کے
روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا مین وفی المغنی کان عشرۃ من اصحاب النبی ص ینہون
عن القرأۃ خلف الامام اشد النہی ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان بن عفان
وعلی بن ابیطالب وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبد اللہ بن مسعود
وزید بن ثابت وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباسؓ ولم یثبت رد احد علیہم
فکان اجماعا انتہی ملخصا یعنی یہ دس اصحاب کبار سخت منع کرتے تہے پڑہنے سے پیچہے امام
کے اور کسی صحابی نے انکا قول رد نہین کیا پس ہوا اجماع صحابہ کا منع قرأت خلف الامام پر اور
حدیث عبادہ بن صامت [illegible] کہ جو نص صریح ہے واسطے پڑہنے سورہ فاتحہ کے پیچہے امام کے باوجود
مخالفت آیات و احادیث کے ضعیف ہے اکثر محدثین کے نزدیک کیونکہ راوی اسکا محمد
بن اسحاق عیبی کیا گیا ہے ساتہہ ضعف اور [illegible] کے قال فی التقریب محمد بن اسحاق رمی
بالتشیع والقدر دس طعن کرنے والے امام پر [illegible] قرآن اور حدیث اور اقوال
صحابہ کے قال اللہ تعالی ما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتہوا اور
گذر چکی باقی تحقیق اسکے صفحہ ۴۹ اور ۹۳ مین واللہ اعلم وعلمہ سوال ظہر کا وقت دو مثل کے
اخیر تک باقی رہتا جواب عن ابی ہریرۃ قال صل الظہر اذا کان ظلک مثلک والعصر اذا
کان ظلک مثلیک یعنی پڑہ ظہر کو جبکہ ہوجاوے سایہ تیرا ایک مثل اور پڑہ عصر کو جبکہ ہوجاوے سایہ دو
مثل روایت کیا اسکو امام محمد رح نے موطا مین حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن حکم مرفوع مین ہے
کیونکہ ایسا حکم صحابی اپنی عقل سے ہرگز نہین بیان کرتے **فائدہ** اس حدیث سے یہ ثابت
ہوا کہ ظہر کا وقت بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے
اور دو مثل تک باقی رہنے کی دلیل حدیث عبد اللہ بن عمرو کی ہے قال رسول اللہ صلعم
وقت الظہر ما لم یحضر العصر یعنی وقت ظہر کا باقی رہتا ہے جبتک کہ نہ آوے وقت عصر کا **فائدہ** چونکہ وقت عصر کا

بموجب حدیث ابوہریرہ کے بعد ولا الضالین کے شروع ہوتا ہے پس وقت آمین کا
بموجب حدیث عبد اللہ بن عمرو کے ولا الضالین تک ثابت ہوا و ہو المدعی یہاں ہونا
باقی احادیث صفحہ ۷۶ میں واللہ اعلم و علمہ اتم سوال آنحضرت کا نماز میں خفیہ آمین کہنا جواب
قال اللہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ فرمایا اللہ جل شانہ نے دعا مانگو پروردگار اپنے سے عاجزی
اور آہستگی سے چونکہ آمین دعا ہے پس آہستہ کہنا اوسکا بموجب اس آیت کے ثابت ہوا اور اگرچہ
جب ثبوت مسئلہ شرعیہ کا قرآن سے ہو سکے تو پھر حدیث کی حاجت نہیں لیکن ایک دو حدیثیں واسطے
تفہیم عوام کے بھی درج کیجاتی ہیں عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلعم اذا قرأ ولا الضالین
قال آمین خفض بہا صوتہ یعنی سنا میں نے کہ حضرت نے بعد پڑھنے ولا الضالین کے
آمین کو آہستہ کہا روایت کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے جو استاد ہیں بخاری اور مسلم کے
سند اس حدیث کی صحیح ہے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے قال ابو وائل لم یکن عمر و علی
یجہران ببسم اللہ ولا بالتامین یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بلند نہیں پڑھتے تھے
بسم اللہ کو اور آمین کو روایت کیا اسکو طبرانی نے اور ایسا ہی روایت کیا گیا ہے عبد اللہ
بن مسعود سے اور آیت وہم فی صلوتہم خاشعون بھی ثابت ہوتی ہے
غیر المتعصب گذرچکیں باقی حدیثیں اسکی صفحہ ۷۱ میں جسکہ ثابت ہوا
آیت اور حدیث مرفوع اور اقوال اور افعال صحابہ کبار سے خصوصاً حضرت عمرؓ سے جو فرمایا
صلعم نے بیچ حق اونکے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ جعل الحق علی لسان
عمر و قلبہ رواہ الترمذی فرمایا آنحضرت نے تحقیق کر دیا اللہ تعالی نے حق کو اوپر زبان و
دل عمرؓ کے و عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلعم لو کان بعدی نبی لکان
عمر ابن الخطاب یعنی فرمایا آنحضرت نے اگر ہوتا پیغمبر بعد میرے البتہ ہوتا عمر بن الخطاب
کیا ان دونوں حدیثوں کو ترمذی نے لکھا عینی نے شرح بخاری میں اور کمال الدین نے فتح القدیر
میں کہ حدیث آمین خفیہ کی صحیح ہے اوپر شرط شیخین کے اور ابو العنبس کنیت ہے حجر بن
عنبس کی جیسا کہ نقل کیا اسکو عینی نے اہل حدیث سے اور ہونا کنیت کا اوسکے لیے ابو السکن بھی صحیح

اسلیے کہ ایک آدمی کے لیے دو کنیتین جمع ہوتی ہین جیسا کہ بیان کیا گیا ہو اصول حدیث مین پس
نہ وارد ہوا وہ اعتراض جو نقل کیا ہے ترمذی مین امام بخاری سے اور راوی آمین بالجہر
یعنی سفیان نے شعبہ کو جو راوی اخفا کا ہو سردار علم حدیث کا کہا ہو قال فی تقریب التہذیب
قال سفیان الشعبة امیر المومنین فی علم الحدیث پس جو شخص باوجود ہونے آیات اور احادیث
قویہ کے امام اعظم رح کو بے سند جانے سخت گمراہ ہو واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال قضا کا
ظاہر اور باطن نافذ ہونا مثلا کوئی شخص کسی کی جورو پر دعوی کرکے جھوٹے گواہ گذار کر
عورت پر قابض ہو جاوے تو اوس عورت کے ساتھ مدعی کو صحبت کرنے مین اللہ کے
نزدیک پکڑ نہین انتہی ملخصا جواب کسی اہل اسلام کے نزدیک مدعی کو عورت مذکورہ سے
صحبت کرنی درست نہین ذکر فی الدر المختار والشامی بما حاصلہ ان کان سببا لا یمکن
انشاؤہ لا ینفذ اتفاقا کما لو کانت المرأۃ محرمۃ فاذا ادعی انہا زوجتہ واثبت ذلک
بشہادۃ الزور وہو یعلم انہا محرمۃ علیہ بکونہا منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فانہ لا ینفذ
باطنا اتفاقا انتہی یعنی در مختار اور شامی مین لکھا ہو کہ غیر کی جورو پر دعوی کرکے جیت جانے سے
وہ عورت اوسپر کسی اہل اسلام کے نزدیک حلال نہین ہوتی کیسی پریشان قائل کی صاف
افترا اور بہتان ہو ائمہ عظام پر قال رسول اللہ صلعم لعن اخر ہذہ الامۃ اولہا
وقال رسول اللہ صلعم شرارہم شرار العلماء یعنی فرمایا رسول مقبول نے علامت
قیامت ہو کہ لعنت کریگے آخر امت کا مقدمین پر اور فرمایا کہ عالم شرارت انگیز
سب شریرون کا سرگروہ ہو اور مذہب حنفی مین سوا املاک مرسلہ کے باعتبار روایت
غیر مفتی بہ کے باطن مین نافذ ہونا قضا کا وارد ہو مگر مقلدین پر یہ اعتراض وارد نہین ہوتا
کیونکہ مذہب حنفی عبارت ہو روایات مفتی بہ سے قال فی الدر المختار والشامی بما حاصلہ
ینفذ القضاء بشہادۃ الزور ظاہرا وباطنا فی العقود والفسوخ لما رواہ محمد رح فی الاصل
حیث قال بلغنا عن علی کرم اللہ وجہہ ان رجلا اقام عندہ بینۃ علی امرأۃ انہ زوجہا
فانکرت فقضی لہ بالمرأۃ فقالت لہ انہ لم یتزوجنی فاما اذا قضیت علی فجدد

نکاحی فقال لا اجد دنکاحک الشاهدان زوجاک فلو لم ینعقد النکاح بینهما باطنا
بالقضاء لما امتنع من تجدید العقد وقد کان فی ذلک تحصینها من الزنا وصیانته
مائه وقالا وزفر الثلثة ظاهرا فقط وعلیه الفتوی بخلاف الاملاک المرسلة ای المطلقة
عن ذکر سبب الملک فظاهرا فقط اجماعا والتراجم الاسباب حتی لو ذکرا سببا معینا فعلی
الخلاف ان کان سببا یمکن انشاؤه والا لا ینفذ اتفاقا یعنی نافذ ہونا قضا کا بعض
صورمین باعتبار روایت غیر مفتی بہ کے آیا ہی بموجب نقل کرنے امام محمد رح کے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے کہ قائم کیے گواہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضور مین اوپر
نکاح ایک عورت معہودے کے اور انکار کیا اوس عورت نے نکاح کا پس جب حکم لگا دیا حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے بموجب گواہی کے کہا اوس عورت نے امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو کہ ہرگز
دراصل اس شخص کا میرے نکاح نہین ہوا ہی لیکن چونکہ بموجب حکم جناب کے مجکو ساتھ اسکے رہنا ضرور
جانا پڑا نکاح کر دو میرا اس سے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ نکاح کر دیا تیرا گواہون نے
پس اگر حکم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عند اللہ نافذ نہوتا تو ضرور نکاح کر دیتے کیونکہ بدون
نکاح کے بچنا اوس عورت کا زنا سے بر تقدیر مذکور محال ہی اور یہ تکلیف ما لا یطاق کو آیت رد
کرتی ہی قال اللہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها یعنی نہین تکلیف دیتا اللہ تعالی کسیکو
بدون طاقت اوسکی کے **فائدہ** پس طعن کرنیوالی بموجب اس روایت کو جو موافق حدیث
متواتر کے ہی قال رسول اللہ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی گواہ قائم کرنے
مدعی پر لازم ہین ورنہ مدعی علیہ اپنے انکار پر قسم کرے دربردہ دشمن ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
قال رسول اللہ انا دار الحکمة وعلی بابها رواہ الترمذی فرمایا رسول مقبول نے
مین گھر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوسکا قال رسول اللہ لا یحب علیا منافق ولا
یبغضه مومن رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول مقبول نے نہین دوست رکھتا حضرت
علی کو منافق اور نہین بغض کرتا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مومن روایت کیا اسکو ترمذی اور
امام احمد رح نے یہ دونون حدیثین مشکوة کی باب المناقب مین ہین گذر چکی باقی تحقیق اسکی صفحہ اون مین

واللہ اعلم وعلمہ اتم **سوال** جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں یا بہن سے نکاح کرکے اوس سے صحبت کرے تو اوسپر حد شرعی جو قران اور حدیث مین وارد ہے نہ لگانا **جواب** یہ بالکل غلط ہے کیونکہ بموجب روایت مفتی بہ کے اوسپر حد کا قائم کرنا ضروریات سے ہے وفی الدر المختار قالا ان علم بالحرمۃ حد وعلیہ الفتوی یعنی درمختار مین لکہا ہے کہ حد لگانیکی روایت مفتی بہ ہے لیکن ایک روایت مین امام اعظم رح سے سزا اوسکی سخت عقوبت منقول ہے ذکر فی الشامی الا تری ان ابا حنیفۃ الزم عقوبتہ باشد ما یکون یعنی امام اعظم رح نے لازم کیا ہے سخت زیادہ عقوبت کو مثل قتل کرنا یا جلا دینا اوسکو ساتہہ آگ کے یا دیوار گراکر اوسپر تا دب کر مرجاے یا بلند مکان سے سر کے بل گراکے پتہر ولنسے مار دینا قال فی الدر المختار ان وطی فی دبر عبدہ او امتہ او زوجتہ فلا حد اجماعا بل یعزر قال فی الدر المختار کالاحراق بالنار وھدم الجدار والتنکیس من محل مرتفع باتباع الاحجار انتہی پس حد کا نہو نا بموجب ایک روایت کے دال اوپر خفت گناہ کے نہین بلکہ دال اوپر سخت ہونے گناہ کے ہے قال فی الدر المختار وعدم الحد عندہ لا لخفتہ بل للتغلیظ لانہ مطہر علی قول یعنی حد کا لگانا دال اوپر خفت گناہ کے نہین بلکہ دال ہے اوپر سخت ہونے گناہ کے کیونکہ حد لگانے سے گنہگار پاک ہو جاتا ہے نزدیک بعض کے **فائدہ** یعنی اگر مثل اور حرامکارون زناکارون کے اسپر بہی حد زنا کی جاری کیجاتی تو یہ شخص بہی حد لگنے سے مثل اور زناکارون کے پاک ہو جاتا اور لوگونکو ایسے گناہ سخت کی کچہہ عبرت حاصل نہوتی یعنی ماں بہن سے زنا کرنیوالا اور باقی زناکار برابر ہو جاتے گذر چکی باقی تحقیق صفحہ بائیس مین فالطعن علی ہذہ الروایۃ ضلالۃ صریحۃ قال اللہ تعالی وماذا بعد الحق الا الضلال شاید کسی غیر مقلد کو بسبب نہ کرنے اوسکے کے ساتہہ ماں بہن کے حکام اہل اسلام نے اس روایت پر عمل کرکے سخت سزا او نکو دیا ہوگا اور مثل باقی زناکارون کے سو درہ لگا کر واگذاشت نکیا ہوگا یا کسی غیر مقلد کو بسبب لواطت کرنے اوسکے کے ساتہہ بیوی اپنی کے بموجب حدیث بخاری کے حکومت اہل اسلام مین سخت سزا دیگئی ہوگی اور یہ لوگ لواطت کو رہ کو معاذ اللہ سنت جانتے ہونگے کیونکہ انکے نزدیک صحیحین کے احادیث

اور آثار پر عمل کرنیوالے کو تحقیق ضرور نہین اور اثر عبد اللہ بن عمر کی جو بلا تحقیق والا ہے و بہ
جواز لواطت مذکورہ کے صحیح بخاری مین موجود ہے اور یا کسی غیر مقلد نے اپنی بیٹی زنا کی سے
نکاح کرکے وطی کی ہوگی کیونکہ غیر مقلدین کے نزدیک ایسی بیٹی سے نکاح کرنا بھی درست
ہے اور فتوی مولوی عبد الجبار ولد مولوی عبد اللہ غزنوی شاگرد مولوی نذیر حسین
بنگالی غیر مقلد ولایتی نے الحرام لا یحرم الحلال سے دلیل پکڑ کر دینا کہ حرامکاری سے
حرمت مصاہرہ ثابت نہین ہوتی شاہد عدل ہے مضمون مذکور کا اور اسی قبیل سے ہے فتوی کا
دینا مولوی محمد حسین وغیرہ کا کہ شوہر اول کو درست ہے بدون حلالہ کے نکاح کرنا ساتھ عورت اپنی کے
بعد دینے تین طلاق کے در المختار شامی قد بالغ المحقق ابن ہمام فی رده حیث قال فی آخر باب
الرجعة لا فرق فی ذلک ای اشتراط المحلل بین کون المطلقة مدخولا بها او لا لصریح اطلاق
النص وقد وقع فی بعض الکتب ان غیر المدخول بها تحل بلا زوج وهو زلة عظیمة مصادمة
للنص والاجماع لا یحل لمسلم رآه ان ینقله فضلا ان یعتبره لان فی نقله اشاعة وعند ذلک
ینفتح باب الشیطان فی تخفیف الامر فیه ولا یخفی ان مثله مما لا یسوغ الاجتهاد فیه لفوات
شرطه من عدم مخالفة الکتاب والاجماع نعوذ باللہ من الزیغ والضلال والامر فیه
من ضروریات الدین لا یبعد اکفار مخالفه انتهی بلفظه خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے
کہ بدون حلالہ کرنیکے نکاح مذکور کے جواز کا فتوی دینے والے کو کافر قرار دینا بعید نہین کیونکہ حرمت
اسکی قرآن اور اجماع سے ثابت ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین ایسے مفتی کے روسیاہ
کرنیکے واسطے روایت نقل کی ہے وہو ہذا فقیہ لفتی بمذہب سعید بن المسیب بزوج
للزوج الاول بقیت مطلقة بثلث تطلیقات کما کان ولیسود وجهه ویبعد یعنی
جو عالم موجب مذہب سعید کے مطلقہ ثلاثہ کا نکاح درست کر دیوے پہلے خاوند کو اوسکو جائز کر دیوے
حلال نہین ہوتی اور ایسی عالم کی سزا یہ ہے کہ روسیاہ کرکے نکال دیا جاوے تنبیہ اکثر روش انکی سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہب امام اعظم رح کی ضد پر مصر ہین قال فی الدر المختار شعر فلعنة ربنا
اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفة یعنی لعنت پروردگار کی برابر شمار ریگ بیابان کے

وارد ہوا اوس شخص پر کہ جو رد کرے قول امام اعظم رح کا ضد سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم واللہ اعلم
وعلمہ اتم **سوال** تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو دہ در دہ سے کرنا **جواب** چونکہ
حدیث قلتین کی بوجوہ ضعیف ہونے اوسکے مضطرب تہے یعنی بعض روایت مین تین قلہ اور
بعضے مین چالیس قلہ وارد ہین اور حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء سے بہی ظاہری معنی مراد نہین
یعنی پانی پاک ہے نہین پلید کرتی اسکو کوئی شی ورنہ کفار ہند کیطرح ہر پانی کو پاک جاننا لازم
آویگا یعنی اگرچہ سیر بہر پانی مین آدہ سیر پیشاب یا گوبر ملا ہوا ہو پاک ہونا اوسکی پر فتوی دینا
لازم پڑیگا ہل ہذا الا تہافت عن ابی سعید الخدری ان النبی سئل عن الحیاض التی
بین مکۃ والمدینۃ تردہا السباع والکلاب والحمر وعن الطہارۃ منہا فقال لہا ما
حملت فی بطونہا ولنا ما غبر طہور رواہ ابن ماجہ یعنی پوچہی گئی آنحضرت پاکی ان حوضون سے
جو مابین مکہ اور مدینہ کے ہین وارد ہوتے ہین اونپر درندے اور کتے اور گدہے فرمایا اونکے لیے
جو پی گئے اور ہمارے لیے جو بچا پاک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **فائدہ** یہ حدیث صاف
دلالت کرتی ہے اسپر کہ اگر قلتین یعنی پانچ مشک کے مقدار پانی پلید نہ ہو سکتا تو اصحاب
آنحضرت سے حوضون کے باب مین کیون سوال کرتے بعضے جانتے ان کو حوض اکثر بڑے ہے ہر ایک ان مین تہے
لہذا رسول اللہ نے اون حوضونکو حکم آب روان مین داخل کرکے پاک فرمایا لیکن چونکہ احادیث مین بہ
ادنی حد کثرت نہین ذکر کی گئی تہی اسیواسطے تقدیر تحدید مین مختلف ہوئین روایات اور تحدید دہ در دہ
کی جو اختیار کیا اسکو ابو سلیمان نے ممکن ہے استنباط اوسکا اصل شرعی سے وہو انہ کما قدر المہر
ونصاب السرقۃ بالعشرۃ قال رسول اللہ لا مہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ الدارقطنی قال
رسول اللہ لا یقطع ید السارق الا فی مجنۃ قومت یومئذ بعشرۃ دراہم اخرجہ الطحاوی
فی شرح الآثار کذلک قدرنا جوانب الحوض قیاسا علیہما فلیتامل یعنی جیسا کہ تحقیق اندازہ
کیا گیا اقل حد مہر اور سرقہ کا ساتہ دس درہم کے فرمایا آنحضرت نے کہ نہین مہر کم دس درہم سے روایت کیا
اسکو دارقطنی نے اور فرمایا آنحضرت نے کہ نہ کاٹا جاوے ہاتہ چور کا مگر بیچ سپر کے جو قیمت کی گئی تہی اوس وقت
مین ساتہ دس درہم کے روایت کیا اسکو طحاوی نے شرح آثار مین اسیطرح اندازہ کیا ہمنے اطراف حوض کو

ازروی قیاس اور نصاب مہر اور سرقہ کے نقل فی الشامی عن شیخ الاسلام العلامۃ سعد اللہ
الدیری انہ حقق ما اختارہ اصحاب المتون من اعتبار العشرۃ ورد علی من قال بخلافہ ردا
بلیغا واورد نحو مائۃ نقل ناطقۃ بالصواب الی ان قال (شعر) واذا کنت فی المدارک
غرا + ثم ابصرت حاذقا لا تماری + واذا لم تر الہلال فسلم + لاناس رأوہ بالابصار
ولا یخفے ان المتاخرین افتوا بالعشرۃ کصاحب الہدایۃ وقاضی خان وغیرہما من
اہل الترجیح ہو اعلم بالمذہب منا فعلینا اتباعہم کما لو افتونا فی حیوتہم انتہی ملخصا
یعنی علامہ سعد الدین دیری نے اختیار کیا ہے تحدید دہ درہم کو اور سخت رد کیا ہے مخالفین پر
اور نقل کیے ہیں بقدر سو روایت کے اوپر صحت اسکے کے یہانتک کہ مخالفین کے حق میں دو شعر کہی
شعر اگر تیری سمجھ میں ہے خلل + بلا شبہہ ذی ہوش کی چال چل + اگر چاند کو تو نہیں دیکھتا
تو تسلیم کر قول صاحب بصر کا + گزر خلقی باقی تحقیق اسکی صفحہ ۲۷ میں واللہ اعلم وعلمہ اتم
سوال رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانیکے اور رکوع سے سر اوٹھانیکے جواب
عن عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلعم فصلی ولم یرفع یدیہ
الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح رواہ الترمذی کہا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھاؤں
تمکو نماز رسول اللہ جیسے پھر نماز پڑہائی اور نہ رفع یدین کیا سوی تکبیر تحریمہ کے بیان کیا اسکو
ترمذی نے وعنہ قال صلیت خلف النبی وابی بکرؓ وعمرؓ فلم یرفعوا ایدیہم الا عند
افتتاح الصلوۃ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے آنحضرتؐ کے اور ابوبکرؓ
اور عمرؓ کے پس نہیں رفع یدین کیا انہوں نے سوی تکبیر اولی کے روایت کیا اسکو ابوبکر بن ابی شیبہ
نے جو اوستاد ہیں بخاری اور مسلم کے اور لازم ہونا اتباع ابوبکرؓ اور عمرؓ کا حدیث شریف
سے ثابت ہے عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلعم لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا
بالذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے اتباع کرنا
میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ایک وقت آنحضرتؐ نے ابوبکرؓ
اور عمرؓ کو دیکھکر فرمایا ہذان السمع والبصر یعنی یہ دونوں کان اور آنکھہ میری ہیں

روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اسیطرح حدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین
کی دال ہے اوپر لازم پکڑنے متابعت انکے کے اور روایت عبداللہ بن مسعود کی بہت معتبر
ہے کیونکہ اونکی شان مین یہ حدیث وارد ہے قال رسول اللہ صلعم ما حدثکم ابن مسعود
فصدقوہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جو بیان کرے تمہارے پاس ابن مسعود پس سچا جانو تم
اونکو روایت کیا اسکو ترمذی نے اور آیت وَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ اور آیت وَقُومُوا
لِلّٰهِ قَانِتِينَ سو یہ مین ہماری ہی کو کما لا یخفی عن ابن عباس عن النبی صلعم لا ترفع الایدی
الا فی سبع مواطن حین تفتتح الصلوة وحین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت
وحین یقوم علی الصفا والمروة وحین یقف مع الناس عشیة عرفة وبجمع المقامین
حین یرمی الجمرة رواہ الطبرانی یعنی فرمایا رسول نے نہ رفع یدین کیا جاوی مگر سات جگہ
مین وقت شروع کرنے نماز کے اور وقت داخل ہونے کے مسجد حرام مین بعد نظر کرنے اوسکی
کے طرف بیت اللہ کے اور جسوقت کھڑا ہوا اوپر صفا اور مروہ کے اور جسوقت کھڑا ہو ساتھ
لوگونکے شام کے وقت دن عرفہ کے اور مزدلفہ اور مقامین مین جسوقت مارے کنکر دن کو
روایت کیا اسکو طبرانی نے اور اسیطرح ابن عباس سے روایت کیا ہے بخاری نے بھی بیچ کتاب
مفرد کے اور عبداللہ بن عباس کی فضیلت اس حدیث مین [illegible] عن ابن عباس قال
ضمنی النبی الی صدرہ فقال اللہم علمہ الحکمة یعنی آنحضرتؐ نے ابن عباس کو چھاتی سے
لگا کر دعا کی کہ ای پروردگار سکھادے اسکو حکمت یعنی مضبوطی علم اور عمل کی پس جبکہ
ثابت ہوا رفع یدین نکرنا ساتھ روایت عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضہ کے جنکی شان
مین احادیث مذکورة الصدر وارد ہین پس طعن کرنیوالے امام پر اس مسئلہ مین سخت گمراہ ہین
[illegible] چکی باقی تحقیق اسکی صفحہ ۵۳ سے اٹھاون تک واللہ اعلم وعلمہ اتم

اطلاع ضروری

ناظرین کتاب انتصار الاسلام و متبعین سنت خیر الانام پر واضح ہو کہ یہ کتاب مستطاب مسکین
محمد بن منولا با حبا الفضل والثنا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لودیانوی نے باعانت

برادران خود یعنی مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز صاحبان کے بزودی تمام واسطے
رفع شکوک عوام کے تالیف کی گئی اگر کسی غیر مقلد کو ناگوار معلوم ہو تو عقائد مفصلۂ ذیل
اپنے انکو مدلل کرکے میدان مناظرہ مین قدم زن ہو ورنہ مجادلہ کی راہ شان علما سے بعید ہی
(۱) کوئی دلیل شرعی سوا آیت اور حدیث اور اجماع صحابہ کے نہین ہی (۲) جمیع احادیث
اور آثار بخاری اور مسلم اور موطا پر بلا تحقیق عمل کرنا درست ہی (۳) حدیث صحیحین کے مقدم ہے
اور باقی احادیث کے (۴) اور سوائے صحاح ستہ کے اور کتابون کی حدیث معتبر نہین (۵)
تقلید ایک امام کی ائمہ اربعہ سے مسائل قیاسیہ مین شرک ہی (۶) تقلید مولوی نذیر حسین
صاحب بنگالی کی سنت ہی (۷) آیت اور حدیث سے اس زمانہ مین تمسک پکڑنا ہر شخص کو
درست ہی (۸) سلسلہ اسناد حدیث مین اگرچہ وہ شخص ہو کہ جسکو غیر مقلدین اپنے زعم مین
شرک یا بدعتی جانتے ہین حدیث مجروح نہین ہوتی (۹) جس حدیث کو امام اعظم رحمہ نے
سند پکڑا ہو ضعیف خیال کرنا بدون ثبوت مجروحیت اون رجال کے جو امام اعظم رح
اور رسول مقبول کے مابین مین (۱۰) جس حدیث کو کسی صحابی نے آنحضرت سے کسی امر کے
عدم جواز پر تاکید روایت کیا ہو اوس حدیث پر عمل کرنے مین صحابی کو اختیار ہی چاہی کرے
چاہی نکرے عقائد مذکورہ کو ادلہ شرعیہ سے ثابت کرو ورنہ مورد آیت شرعوا لهم من
الدین ما لم یأذن به الله مین تمکو داخل ہونا پڑیگا واللہ اعلم و علمہ اتم حضرات غیر مقلدین
روی زمین معتقدین امور مذکورہ کی خدمت مین مسائل واسطے طلب دلائل کے پیش کیے جاتے ہین
(۱) رفع یدین کرنا آنحضرت کا آخری نماز مین (۲) آنحضرت ظہر اور عصر کے بغیر آمین بلند کہا کرتے
تھے (۳) اگرچہ امام آہستہ کہی مقتدیونکو بلند کہنا سنت ہی (۴) مستورات اگر جماعت نماز
پڑھین آمین بلند کہین (۵) حدیث قرأت خلف امام کا بعد نزول آیت اذا قری القرآن الآیۃ کے
مروی ہونا (۶) قرآن شریف پر پانون رکھکر طاق مین سے کوئی چیز اوتار لینے کو کس دلیل سے
درست جانتے ہو (۷) سکان حرمین شریفین پر اہل ہند کے غیر مقلدین کو کس دلیل سے تفضیل
دیتے ہو (۸) علمای مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی منصفی سے انکار کرنے کی وجہ باوجود اعلم ہونے

اونکے بیان کرو (۹) اور حدیث بخاری کو اگر موافق مطلب کے ہو گا تو بھی سمجھنا ورنہ
مولوی نذیر حسین صاحب بنگالی کے قول کو بخاری کی حدیث پر ترجیح دینی (۱۰) اور حدیث
قوی کے ہوتے حدیث ضعیف پر عمل کرنا آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تمت تالیفہ فی السنۃ الرابعۃ والتسعین بعد الالف والمائتین

قطعہ تاریخ از نتایج افکار میر غیاث الدین بن میر سیف الدین مرحوم کاشمیری لودیانوی

جناب مولوی صاحب محمد ۔ معین و محیی اسلام اند حقا ۔ زفیض علم شان این لودیانہ
پر از انوار گشتہ چون ضیا ۔ نبودہ شان غرض در ہیچ گاہی ۔ بسوئی یاوہ گوئی بی سر و پا
درین اثنا کہ دعوائی مخالف ۔ زحد بگذشت بر پا کرد غوغا ۔ چنان کز وہم تا اینجا رسیدند
کہ بر تقریر و تحریر ست دعوی ۔ بلند اینجا تحریر کردند ۔ کہ تا علمے نہ فہمد کوست بر جا
غیاث از بہر سالش گفت زاخلاص ۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا
۱۲۹۴

خاتمۃ الطبع

ہزاران ہزار شکر و سپاس بدرگاہ خالق الجن والناس کہ این کتاب مستطاب مسمی بہ [illegible]
در جواب کتب غیر مقلدین لاسیما ازالۃ الملۃ و بلاغ المبین و در رد اشتہار مولوی محمد حسین
لاہوری تالیف مولوی محمد خلف الرشید افضل المحققین زبدۃ المحدثین عالم ربانی
فاضل یکتا مولانا مولوی عبد القادر مرحوم لودیانوی قدس اللہ سرہ [illegible]
پنجم شہر جمادی الاول ۱۲۹۵ہجری روز یکشنبہ در مطبع محمدی باہتمام [illegible]
واقع شہر پٹنہ عظیم اباد حسب فرمایش مصنف ممدوح در قالب طبع در آمد [illegible]
مصنف موصوف احدی ارادہ طبعش نکند ورنہ بموجب قوانین مجریہ وقت ملزم خواہد گردید
مطلوب باشد از تاجران پٹنہ یا از مطبع رحیمی لودیانہ بار سال قیمت فی جلدہ ۸ طلب نمایند